فتاوی دارالعلوم دیوبند

مدلل و مکمل

اضافہ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مُدلّل و مُکمّل

جلد دوم

کتاب الصلوٰۃ (ربع اول)

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
(مفتی اول دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیبؒ صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدین صاحب شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

تخریج جدید اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق ملکیت محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : ۱۹۲ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد ثانی

(کتاب الصلوٰۃ)

دیباچہ:۔ ۲۵
کتاب الصلوٰۃ نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل:۔ ۲۹
ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے۔ ۲۹
جو پابندی سے نمازیں نہیں ادا کرتا اسے ثواب ملے گا یا نہیں۔ ۳۰
رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں۔ ۳۰
اگر کسی نمازی کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے تو کیا اس کی وجہ سے نمازی پر جرم عائد ہوگا۔ ۳۰
ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں۔ ۳۰
ایسے شخص سے تعلقات رکھے جائیں یا نہیں۔ ۳۰
نمازی بنانے کے لئے مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں۔ ۳۰
کیا ذکر اللہ فرض نماز سے بہتر ہے۔ ۳۱
سائنسی تجربات میں انہماک کی وجہ سے تاخیر قضا درست ہے یا نہیں۔ ۳۱
نمازیں کب فرض ہوئیں۔ ۳۲
لباب الاول فی المواقیت وما یتصل بھا فصل اول۔ اوقات الصلوٰۃ:۔ ۳۲
اذان و جماعت فجر۔ ۳۲
قطب شمالی و جنوبی میں اوقات نماز کی پابندی کا طریقہ۔ ۳۳
نماز فجر کا مستحب وقت۔ ۳۳
مقیاس الظل۔ ۳۴
وقت ظہر اور امام صاحب۔ ۳۴
کیا قرآن سے پنج وقتہ نماز کے اوقات ثابت ہیں۔ ۳۴
انتہائی وقت ظہر عند الحنفیہ۔ ۳۵
طلوع وغروب کے وقت نماز کی ممانعت کی وجہ ۳۵
نماز عصر نصف غروب آفتاب، کے وقت جائز ہے یا نہیں۔ ۳۵

عنوان	صفحہ
ظہر و جمعہ کا وقت۔	۳۶
نماز مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے۔	۳۶
کسی کے انتظار میں مستحب وقت ضائع نہ کیا جائے۔	۳۶
نینی تال میں وقت عشاء۔	۳۷
وقت ظہر الی المثلین۔	۳۷
مغرب کی اذان وتکبیر میں فصل۔	۳۸
نماز عشاء کا وقت۔	۳۹
نماز جمعہ وظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں۔	۳۹
ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں۔	۴۰
عشاء کا مستحب وقت۔	۴۰
ابر محیط میں اوقات صلوٰۃ کا اندازہ۔	۴۰
عشاء کے پہلے سونا جب کہ نماز فوت نہ ہو۔	۴۱
اذان مغرب وعشاء میں فاصلہ۔	۴۱
ابتداء وقت عصر عند الامام۔	۴۱
صبح کی نماز کب پڑھی جائے۔	۴۱
لندن میں اوقات نماز۔	۴۲
ایام بارش میں مستحب اوقات نماز۔	۴۲
نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں	۴۲
نماز مغرب میں افطار کی وجہ سے تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں۔	۴۳
مغرب وعشاء کے درمیان فاصلہ۔	۴۳
مسئلہ فئ الزوال۔	۴۴
وقت مغرب کی مقدار اور اس میں لمبی قراءت۔	۴۴
وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق۔	۴۴
نماز فجر میں تاخیر۔	۴۵
وقت نماز مغرب۔	۴۵
نماز ظہر دوسرے مثل میں۔	۴۵

صفحہ	عنوان
۴۶	عشاء کی اذان و جماعت میں فاصلہ ابر آلود دن میں نماز عصر۔
۴۶	عصر و مغرب کے درمیان مدت فصل۔
۴۶	اگر عصر مغرب سے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو کیا حکم ہے۔
۴۷	نماز عشاء اخیر رات میں نیند کے بعد درست ہے یا نہیں۔
۴۷	جماعت میں مقرر وقت سے تاخیر
۴۸	وقت عصر اور مثل و مثلین کی بحث۔
۴۸	ابتدائے وقت مغرب۔
۴۹	حنفی و شافعی دونوں مقتدی ہوں تو اوقات میں کس کی رعایت کی جائے۔
۴۹	نماز مغرب و عشاء کا وقت۔
۵۰	نماز ظہر کا وقت عندالاحناف کیا ہے۔
۵۰	عصر کا وقت۔
۵۱	وقت ظہر کی تحقیق۔
۵۲	نماز پنجگانہ کا قرآن سے ثبوت۔
۵۳	شہر بلغار کا حکم۔
۵۳	وقت نماز صبح اور اس میں قراءت کی مقدار۔
۵۴	شافعی کی اقتداء میں اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے یا نہیں۔
۵۵	عشاء کا وقت غروب کے کتنی دیر بعد ہوتا ہے۔
۵۵	صبح اور عصر کا وقت کیا ہے اور حضرت گنگوہیؒ کا کیا عمل تھا۔
۵۶	اندھیرے میں صبح کی نماز بہتر ہے یا اسفار میں۔
۵۶	ظہر کا وقت گرمیوں میں کیا ہے۔
۵۶	موسم سرما میں صبح کی جماعت کب ہونی چاہئے۔
۵۷	ظہر اور جمعہ کا وقت۔
۵۷	لاپ لینڈ میں نماز روزہ کیسے ادا کیا جائے۔
۵۸	فصل ثانی۔ اوقات مکروہہ (یعنی وہ اوقات جن میں نماز کی اجازت نہیں)۔
۵۸	جمعہ کی دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں۔
۵۸	استواء شمس کے وقت نماز درست ہے یا نہیں۔

عنوان	صفحہ
صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کسی نفل کی اجازت نہیں۔	۵۸
فجر کے وقت سوائے سنت اور قضاء کے کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا۔	۵۹
عصر کے فرض کے بعد کوئی سنت ونفل نہیں۔	۵۹
کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر والفجر ہے۔	۵۹
فجر کی سنت سے پہلے نفل درست ہے یا نہیں۔	۵۹
نصف النہار میں جمعہ کے دن نفل درست ہے یا نہیں۔	۶۰
جمعہ کے پہلے کی سنتیں نصف النہار کے وقت جائز نہیں۔	۶۰
غنودگی کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹا، لہذا پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں	۶۰
سنت فجر وظہر میں فرق کیوں۔	۶۰
بوقت زوال اور دوپہر میں تلاوت ونفل کا کیا حکم ہے۔	۶۱
آفتاب طلوع ہونے کے فوراً بعد نماز درست نہیں۔	۶۱
نصف شب کے بعد نماز مکروہ تحریمی ہے یا نہیں۔	۶۱
ظہر کا ابتدائے وقت کیا ہے اور گیارہ بجے نماز ہوگی یا نہیں۔	۶۲
جمع بین الصلوٰتین کی تحقیق۔	۶۲
کیا ظہر وعصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے۔	۶۶
الباب الثانی فی الاذان:۔	۶۷
فرش مسجد پر اذان جائز ہے یا نہیں۔	۶۷
اس مؤذن کا کیا حکم ہے جس کو پاکی کی احتیاط نہ ہو اور نہ تلفظ کی۔	۶۷
اذان دے کسی مسجد میں اور نماز پڑھے کسی مسجد میں یہ فعل کیسا ہے۔	۶۷
ایک مسجد میں اذان دے، دوسری میں امامت کرے، یہ فعل درست ہے یا نہیں۔	۶۷
دفن اور قحط ووبا میں اذان ثابت ہے یا نہیں۔	۶۷
نابالغ لڑکے کی اذان جائز ہے یا نہیں۔	۶۸
مسجد میں اذان جائز ہے یا نہیں۔	۶۸
آٹھ سالہ لڑکے کی اذان کا کیا حکم ہے۔	۶۸
جماعت میں عدم حاضری کی وجہ سے گھر میں اذان کہنا کیسا ہے۔	۶۸
جنبی کو جواب اذان جائز ہے یا نہیں۔	۶۹

عنوان	صفحہ
مغموم کا اذان کہلوا کر سننا کیسا ہے۔	۶۹
مکبر کہاں کھڑا ہو۔	۶۹
اجابت اذان قولاً واجب ہے یا فعلاً	۶۹
بوقت ضرورت ایک آدمی دو مسجد میں اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔	۷۰
اذان دائیں سے اور تکبیر بائیں سے کہنے کی کچھ حقیقت نہیں۔	۷۰
اذان میں بارش کی وجہ سے صلوا فی رحالکم کہنا۔	۷۱
اقامت میں دائیں بائیں مڑنا۔	۷۱
اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا۔	۷۱
جمعہ اور عشا میں تثویب۔	۷۲
جمعہ کی دوسری اذان کا جواب	۷۲
بے وضو اذان درست ہے یا نہیں۔	۷۲
اگر امام بغیر تکبیر بوجہ ضعف سماع جماعت شروع کر دے تو کیا حکم ہے۔	۷۳
خشک سالی اور طاعون کے موقعہ پر اذان ثابت ہے یا نہیں۔	۷۳
قرآن پڑھتے ہوئے اذان سنے تو کیا کرے۔	۷۴
اذان میں ترجیع کی بحث۔	۷۴
محمد رسول اللہ پر صلی اللہ الخ کہنا کیسا ہے	۷۴
حضرت بلال کی اذان۔	۷۴
اذان و اقامت کے درمیان میں درود پڑھنا کیسا ہے۔	۷۵
اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مسنون ہے یا نہیں۔	۷۵
قرآن شریف و درود شریف پڑھتے ہوئے اذان سنے تو......۔	۷۵
جمعہ کی اذان نصف النہار کے وقت درست ہے یا نہیں۔	۷۵
فائتہ نمازوں کے لئے اذان گھر میں اور صحرا میں۔	۷۶
فجر کی قضا کے لئے اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کہے یا نہیں۔	۷۶
تکبیر سے پہلے بسم اللہ۔	۷۶
کیا اقامت وہی کہے گا جس نے اذان دی ہے۔	۷۶
اذان کا جواب اور دعا۔	۷۷

عنوان	صفحہ
بوقت اذان کانوں کے سوارخوں میں انگلی ڈالنا سنت ہے۔	۷۷
اذان جمعہ مسجد سے باہر دی جائے یا اندر	۷۷
تکبیر میں کلمات اذان کا تکرار۔	۷۷
اللہ اکبر میں واؤ کا اضافہ غلط ہے۔	۷۸
ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا۔	۷۸
اذان فجر میں '' الصلوٰۃ خیر من النوم '' کا اضافہ۔	۷۸
جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعا۔	۷۸
جاہل کی اذان۔	۷۸
اذان مسجد کے اندر ہو یا باہر۔	۷۹
کلمات اقامت کا جواب۔	۷۹
اذان کے بعد مسجد کی طرف روانگی ضروری ہے یا نہیں۔	۷۹
اقامت پہلی صف سے ضروری نہیں۔	۸۰
اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں۔	۸۰
بعد اذان امام اور مقتدیوں کو ملانا کیسا ہے۔	۸۰
سہارا لے کر اذان اور بیٹھ کر اقامت مکروہ ہے۔	۸۱
جماعت کے لئے نقارہ بجانا کیسا ہے۔	۸۱
اقامت میں ''قد قامت الصلوٰۃ'' بلند آواز سے کہنا کیسا ہے۔	۸۲
جیل میں اذان دی جائے یا نہیں۔	۸۲
مسجد کے اندر رہتے ہوئے اذان کا جواب دینا ضروری نہیں۔	۸۲
اذان سے پہلے '' الصلوٰۃ والسلام'' کی رسم درست ہے یا نہیں۔	۸۲
اذان میں شہادتین پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے۔	۸۳
اذان میں سینہ پھیرنے کی ممانعت۔	۸۳
اذان کا ضد کی وجہ سے نہ دینا۔	۸۳
چلتے ہوئے تکبیر شروع کر دینا کیسا ہے۔	۸۴
شیعہ کی اذان میں اضافہ اور اس کی حیثیت۔	۸۴
ننگے سر اذان پکارنا درست ہے یا نہیں۔	۸۴

عنوان	صفحہ
کھلے سر نماز درست ہے یا نہیں۔	۸۵
کیا برہنہ سر اذان و نماز روافض کا طریقہ ہے۔	۸۵
نماز کے باطل ہونے کی صورت میں اعادۂ نماز کے وقت تکبیر کہی جائے یا نہیں۔	۸۵
بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں۔	۸۵
کلمات اذان کے جواب کی دلیل کیا ہے۔	۸۶
اقامت و اذان صرف فرائض کے لئے ہے۔	۸۶
تکبیر کب شروع کی جائے۔	۸۶
مقتدی و امام کب کھڑا ہو۔	۸۷
امام کا ''قد قامت الصلوٰۃ'' پر ہاتھ باندھنا۔	۸۷
زنخے کی اذان و اقامت کیسی ہے۔	۸۷
گھر کے اندر اذان و جماعت۔	۸۷
گھر میں جماعت کرنے سے مسجد کی جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں۔	۸۸
اگر گھر میں بچوں کو عادی بنانے کے لئے اذان دی جائے تو کیا حکم ہے۔	۸۸
شیعوں کی اذان کافی ہے یا نہیں۔	۸۸
اللہ اکبر میں راء کی حرکت۔	۸۹
امام کے عمامہ باندھنے سے پہلے اقامت ختم ہوگئی تو کیا پھر تکبیر کہی جائے۔	۸۹
بالغ نہ ہوتو نابالغ کی اذان درست ہے یا نہیں	۸۹
تکبیر کس جانب سے کہی جائے۔	۸۹
تکبیر کے بعد دیر سے جماعت ہوتو تکبیر کا اعادہ کیسا ہے۔	۹۰
جاہل جمع ہو کر تنہا تنہا نماز پڑھیں تو کیا اذان نہیں ہے۔	۹۰
تکرار جماعت کے بعد تکبیر کہی جائے یا نہیں۔	۹۰
اذاں میں ''حی علی الفلاح'' کی جگہ ''حی علی خیر العمل'' کہنا کیسا ہے۔	۹۱
بلند آواز آدمی نہ ہوتو پست آواز والا اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔	۹۱
تکبیر دائیں جانب اور اذان بائیں جانب ہو اس کا کوئی ثبوت نہیں۔	۹۱
جمعہ میں تکبیر کون کہے۔ جب پہلی اذان کوئی اور پکارے اور دوسرا کوئی اور	۹۲
اذان و تکبیر غلط کہی جائے تو اسے لوٹائے یا نہیں۔	۹۲

عنوان	صفحہ
اذان میں محمد رسول اللہ پر درود پڑھنا کیسا ہے۔	۹۲
جوتے پہن کر اذان دینا کیسا ہے۔	۹۳
اذان بلاوضو درست ہے یانہیں	۹۳
غیر مقلد کی تکبیر سے نماز میں نقص نہیں آتا۔	۹۳
اقامت میں دیر ہوئی تو اعادہ کی ضرورت ہے یانہیں۔	۹۳
متعین امام کی بغیر اجازت امامت واذان درست ہے یانہیں۔	۹۳
صبح کی اذان کس وقت کہی جائے۔	۹۴
اذان بلاترجیع افضل ہے۔	۹۴
خطبہ کی اذان کا جواب۔	۹۵
نمازیوں کوخبر دینے کے لئے مسجد میں نقارہ بجانا کیسا ہے۔	۹۵
محمد رسول اللہ پر انگوٹھا چومنا کیسا ہے۔	۹۵
اذان کے بعد مقتدیوں کوآواز دینا کیسا ہے۔	۹۶
بارہ برس کے لڑکے کی اذان درست ہے۔	۹۶
سنت جمعہ کے لئے موذن کا آواز دینا ثابت نہیں۔	۹۶
بوقت اذان کانوں میں انگلی ڈالنا ہر اذان کے لئے ہے یا صرف مسجد کی اذان کے لئے۔	۹۷
قضا نمازوں کے لئے تکبیر واذان کا حکم ہے اور مرد وعورت کے لئے ایک حکم ہے یا الگ الگ۔	۹۷
نماز کے لئے مکان و دوکان یا جنگل میں اذان کہے یانہیں۔	۹۷
اذان ثانی سے پہلے " استووا رحمکم الله " کہنا کیسا ہے۔	۹۷
اذان ہوتے وقت مؤذن اور سننے والوں کوسلام کرنا کیسا ہے۔	۹۸
اذان شروع کرنے کے بعد پاخانہ پیشاب کو جانا کیسا ہے۔	۹۸
الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ فصل اول، طہارت:۔	۹۹
کچھوے کی ہڈی کا طلاء لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔	۹۹
جس گھاس پر ماکول اللحم جانور نے بول و براز کیا ہواس پر نماز پڑھنا کیسا ہے۔	۹۹
ناپاک تیل کی مالش کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے یانہیں۔	۹۹
بازاری لٹھا وململ میں نماز درست ہے۔	۱۰۰

صفحہ	عنوان
۱۰۰	مقدار درہم سے کم رطوبت کے ساتھ نماز صحیح ہے۔
۱۰۰	مذی لگے ہوئے کپڑوں میں نماز درست ہے یا نہیں۔
۱۰۰	پیال پر نماز۔
۱۰۱	چماروں کی تیار کردہ چٹائی پر نماز جائز ہے یا نہیں۔
۱۰۱	کوٹ پتلون میں نماز ہوتی ہے یا نہیں۔
۱۰۱	حشرات الارض کا تیل لگا کر نماز جائز ہے یا نہیں۔
۱۰۱	غسل خانہ میں نماز جائز ہے یا نہیں۔
۱۰۲	غیر مفتیٰ بہ قول پر بغیر غسل نماز کا حکم۔
۱۰۳	دھبے دیکھتے ہوئے نماز پڑھنا کیسا ہے۔
۱۰۳	ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوگی۔
۱۰۳	جیل خانہ کی بنی ہوئی جائے نماز کا استعمال درست ہے۔
۱۰۳	کورے کپڑے میں نماز درست ہے۔
۱۰۴	ناپاک اونی کپڑا بغیر دھوئے پاک نہیں ہوتا اور نہ ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے۔
۱۰۴	ننگے پاؤں چلنے والا بغیر پاؤں دھوئے ہوئے نماز پڑھ سکتا ہے۔
۱۰۴	بغیر استنجاء نماز پڑھ لی تو ہوئی یا نہیں۔
۱۰۴	پاک چارپائی پر نماز جائز ہے۔
۱۰۵	رنڈی کے بالا خانہ کے نیچے والے کمرہ میں نماز درست ہے یا نہیں۔
۱۰۵	ناپاک کپڑوں میں نماز کا حکم۔
۱۰۵	جماع کے بعد کپڑے نہیں بدلے اور نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں۔
۱۰۵	ملازمین ہسپتال نماز کس طرح پڑھیں۔
۱۰۶	ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی۔
۱۰۶	**فصل ثانی۔ ستر عورت:۔**
۱۰۶	کیا عورت کی نماز قدم کھول کر نہیں ہوتی۔
۱۰۷	کیا عورت پاؤں ڈھانکنے کے لئے موزے پہنے۔
۱۰۷	دھوتی باندھ کر نماز درست ہے یا نہیں۔
۱۰۷	عورتوں کی نماز ساڑھی میں جائز ہے یا نہیں۔

عنوان	صفحہ
جانگیا پر لنگی باندھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔	۱۰۷
کپڑے میں ستر پایا جانا ضروری ہے۔	۱۰۷
فصل ثالث۔ استقبال قبلہ:۔	۱۰۸
بحث سمت قبلہ۔	۱۰۸
ریل میں نماز کے اندر استقبال قبلہ کی بحث۔	۱۰۹
فصل رابع۔ نیت:۔	۲۱۰
کیا زبان سے نیت شرط ہے۔	۲۱۰
کیا زبان سے نیت بدعت ہے۔	۲۱۰
زبان سے نیت ضروری نہیں۔	۲۱۰
امام کی اجازت مقتدی کے لئے ضروری نہیں۔	۲۱۰
نیت دل سے ضروری ہے یا زبان سے۔	۲۱۱
زبان سے نیت بدعت ہے یا نہیں۔	۲۱۱
نماز کی نیت عربی میں ضروری ہے یا نہیں۔	۲۱۱
مقتدی عورت کے لئے کیا امام کی نیت ضروری ہے۔	۲۱۱
الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ فصل اول فرائض نماز:۔	۱۱۲
تکبیر تحریمہ جس طرح مردوں کے لئے ضروری ہے عورت کے لئے بھی ضروری ہے۔	۱۱۲
ریل میں استقبال قبلہ حتی الوسع ضروری ہے۔	۱۱۲
نماز میں سجدہ۔	۱۱۲
نماز میں پیر کا انگوٹھا ہل جائے تو کیا حکم ہے۔	۱۱۲
بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کس طرح کیا جائے۔	۱۱۳
گھاس پر نماز درست ہے یا نہیں۔	۱۱۳
عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا بلا عذر درست نہیں۔	۱۱۳
چار پائی پر نماز درست ہے۔	۱۱۳
قعدہ اخیرہ میں سو جائے اور امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے تو نماز ہوگی یا نہیں۔	۱۱۴
قیام میں دونوں قدم کے درمیان فاصلہ رکھنا کیسا ہے۔	۱۱۴
سجدے میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو کیا حکم ہے۔	۱۱۴

صفحہ	عنوان
۱۲۱	اللہ اکبر میں راکو دال کی آواز سے ادا کرنا کیسا ہے۔
۱۲۱	سجدہ کا طریقہ۔
۱۲۲	عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کس طرح رکھیں۔
۱۲۲	امام ثناء پڑھ کر قرآت شروع کردے یا مقتدی کے پڑھنے کا انتظار کرے۔
۱۲۲	سلام پھیرتے وقت جو ملے وہ تشہد پورا کرے یا نہیں۔
۱۲۲	امام کے سلام پھیرتے وقت مقتدی دعا پوری نہ کرسکا ہوتو کیا کرے۔
۱۲۲	جس مقیم نے مسافر امام کی اقتداء کی وہ بقیہ رکعتوں میں تسمیع کہے یا تحمید۔
۱۲۳	فرض کے بعد آیۃ الکرسی۔
۱۲۳	عصر وفجر میں دکھنی جانب رخ کرکے دعا مانگنا۔
۱۲۳	ہندوستان میں انصراف الیٰ الیمین والیسار کا رواج۔
۱۲۳	انصراف مذہب حنفی کے موافق ہے یا نہیں۔
۱۲۳	حدیث میں انصراف کی مراد کیا ہے۔
۱۲۴	انصراف للدعاء کی دلیل
۱۲۴	تسبیحات رکوع وسجدہ میں ''بحمدہ'' کا اضافہ درست ہے یا نہیں۔
۱۲۴	سلام کے بعد بغیر دعا مقتدی کا چلدینا کیسا ہے۔
۱۲۵	درود میں سیدنا کا اضافہ کیسا ہے۔
۱۲۵	درود کے بعد کی دعاء پڑھنے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو مقتدی کیا کرے۔
۱۲۵	بعد نماز ''لا الہ الا اللہ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے۔
۱۲۵	رکوع میں تطبیق کی روایت ہے۔
۱۲۶	قعدۂ نماز میں مختلف دعاء۔
۱۲۶	تسبیحات رکوع میں جو عظیم نہ کہہ سکے وہ کریم کہے یا نہیں۔
۱۲۶	دونوں سجدوں کے درمیان دعاء۔
۱۲۶	انگشت شہادت اٹھانے کی وجہ۔
۱۲۷	عورتوں کا سجدہ میں پاؤں داہنی جانب نکالنا ثابت ہے یا نہیں۔
۱۲۷	سینے پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

عنوان	صفحہ
کیا اس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز درست ہے جو چلتا پھرتا ہے۔	۱۱۵
فصل ثانی۔ واجبات صلوٰۃ:۔	۱۱۵
نوافل میں قاعدۂ اولیٰ واجب ہے یا نہیں۔	۱۱۵
رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا چاہئے۔	۱۱۵
پہلے سجدہ سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کرے ورنہ اعادۂ نماز واجب ہے	۱۱۵
تشہد نماز میں واجب ہے۔	۱۱۶
فرضوں کی دو رکعت خالی اور سنتوں کی سب بھری میں کیا حکمت ہے۔	۱۱۶
کیا ہر مکروہ تحریمی سے نماز کا اعادہ واجب ہے۔	۱۱۶
بغیر تعدیل ارکان جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے۔	۱۱۶
فصل ثالث۔ سنن وکیفیت نماز:۔	۱۱۶
تسبیحات رکوع وسجود کی تعداد۔	۱۱۶
رفع یدین کہاں ہے۔	۱۱۷
رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل کیا ہے۔	۱۱۸
نیت کے بعد ہاتھ باندھنے کی ترکیب۔	۱۱۸
بیٹھ کر نماز پڑھنے کی ترکیب۔	۱۱۸
بیٹھ کر نماز پڑھنے کی شرطیں کیا ہے۔	۱۱۸
عدم رفع یدین کے سلسلہ کی ایک حدیث کا حال۔	۱۱۹
عورت سجدہ اور جلسہ میں پاؤں کس طرح رکھے۔	۱۱۹
بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اس سلسلہ میں ایک غلط روایت۔	۱۱۹
سورہ سے پہلے بسم اللہ ملانا کیسا ہے۔	۱۲۰
تحیات میں انگلیوں کا حلقہ۔	۱۲۰
اگر آمین اس طرح کہے کہ ایک دو آدمی سن لیں تو کیسا ہے۔	۱۲۰
سجدۂ شکر کرنا کیسا ہے۔	۱۲۰
"ربنا لک الحمد" کے ساتھ "اللھم" کہے یا نہیں۔	۱۲۱
السلام علیکم کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے۔	۱۲۱

عنوان	صفحہ
تشہید میں انگلی اٹھانا کیسا ہے۔	۱۲۷
رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ۔	۱۲۸
بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع کس طرح کیا جائے۔	۱۲۸
بعد تکبیر تحریمہ کی دعائیں۔	۱۲۸
خشوع نہ ہونے کی صورت میں نفل کا اعادہ کیسا ہے۔	۱۲۸
تسبیح تین نہ پڑھے تو کیا حرج ہے۔	۱۲۹
قرآت دو ہی رکعت میں کیوں پڑھی جاتی ہے۔	۱۲۹
نماز میں ہاتھ کہاں باندھا جائے۔	۱۲۹
اللہ اکبر کی الف کو کھینچنا مفسد صلوٰۃ ہے۔	۱۲۹
ایک استفسار کا جواب۔	۱۳۰
آمین آہستہ کہی جاوے۔	۱۳۰
رفع یدین۔	۱۳۰
رفع یدن کے منسوخ ہونے کی دلیل۔	۱۳۱
بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ۔	۱۳۱
تحت السرہ ہاتھ باندھنا۔	۱۳۱
قرأت وتکبیر میں جہر کی مقدار۔	۱۳۲
تشہید میں انگشت شہادت اٹھانا۔	۱۳۲
عورت جلسہ اور سجدہ میں پاؤں کیسے رکھے۔	۱۳۳
ایک چٹائی پر مرد وعورت نماز پڑھ سکتے ہیں۔	۱۳۳
بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ سراً ہے یا جہراً۔	۱۳۳
جہری نمازوں میں منفرد کیا کرے۔	۱۳۴
ہاتھ ناف کے اوپر باندھنا کیسا ہے۔	۱۳۴
فاتحہ کے بعد خاموشی پھر سورہ۔	۱۳۴
بسم اللہ فاتحہ اور سورہ کے پہلے۔	۱۳۵
بعد تکبیر تحریمہ ارسال نہیں۔	۱۳۵

عنوان	صفحہ
امام کے دائیں بائیں گھومنے کے لئے مقتدی کی کوئی تعداد متعین نہیں۔	۱۳۵
سجدے سے اٹھتے ہوئے سہارا لینا جائز ہے یا نہیں۔	۱۳۵
فاتحہ خلف الامام وغیرہ کی بحث۔	۱۳۶
فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، رفع یدین اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تحقیق۔	۱۳۷
رفع سبابہ چاہئے یا نہیں۔	۱۳۸
آمین بالسر کی حدیث کس درجہ کی ہے	۱۳۸
تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے	۱۳۸
انگشت شہادت سے اشارہ۔	۱۳۹
دوسری رکعت سے کس طرح کھڑا ہو۔	۱۳۹
سلام کے بعد والی دعاء میں مقتدی کی شرکت	۱۳۹
جلسۂ استراحت درست ہے یا نہیں	۱۳۹
وقت اشارہ انگلیوں کا حلقہ جائز ہے یا نہیں۔	۱۴۰
دائیں ہاتھ کی انگشت نہ اٹھا سکتا ہو تو کیا کرے۔	۱۴۰
سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہئے۔	۱۴۰
امام　باآواز بلند دعا مانگ سکتا ہے۔	۱۴۱
السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں امام سے سبقت۔	۱۴۱
تشہد میں انگشت سے اشارہ۔	۱۴۲
فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسم اللہ کی بحث۔	۱۴۲
امام کے لئے انحراف عن القبلہ کن نمازوں کے بعد مستحب ہے۔	۱۴۳
آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے یا نہیں۔	۱۴۳
غیر مقلد کی شرکت جماعت میں۔	۱۴۳
ختم نماز ''السلام علیکم'' پر ہونا چاہئے۔	۱۴۳
جن نمازوں کے بعد سنت نہیں دعا لمبی کرے۔	۱۴۴
آمین وغیرہ آہستہ کہنا چاہئے۔	۱۴۴
بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں ہئیت رکوع کیا ہو۔	۱۴۵

عنوان	صفحہ
بعد نماز پنجگانہ دعا سنت ہے۔	۱۴۵
ثناء اور تشہد وغیرہ کے پہلے بسم اللہ نہیں ہے۔	۱۴۵
فرائض کے بعد سنن سے پہلے دعاء کی مقدار کیا ہے۔	۱۴۶
حالت رکوع میں الصاق کعبین۔	۱۴۶
بعد فرائض دعاء۔	۱۴۶
متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں ہے۔	۱۴۷
بجائے ''اللہ اکبر'' کے ''یا اللہ'' کہنا جائز ہے یا نہیں۔	۱۴۷
انگلیوں کا حلقہ تشہد میں کب تک باقی رکھے۔	۱۴۷
رکوع میں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں۔	۱۴۷
تشہد میں بحث رفع سبابہ۔	۱۴۹
سجدے سے اٹھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہونا سنت کے مطابق ہے۔	۱۴۹
رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ۔	۱۵۰
قعدۂ اولیٰ میں اگر امام کھڑا ہو جائے اور مقتدی التحیات پوری نہ کر سکے تو اسے کیا کرنا چاہئے۔	۱۵۰
حالت نماز میں درود کے اندر ذریات و ازواج کا کلمہ بڑھانا کیسا ہے۔	۱۵۰
سلام میں صرف منہ پھیرے سینہ نہ پھیرے	۱۵۱
سورہ ملانا واجب ہے۔	۱۵۱
امامت بغیر عمامہ ثابت ہے یا نہیں۔	۱۵۱
رکوع میں امام عجلت کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں۔	۱۵۱
عورتیں کس طرح سجدہ کریں۔	۱۵۱
تشہد کی حالت میں نگاہ کہاں ہو۔	۱۵۱
امی کس طرح نماز پڑھے۔	۱۵۲
فرض سے پہلے انی وجہت پڑھنا کیسا ہے۔	۱۵۲
فرض نمازوں کے بعد دعاء جائز ہے یا نہیں۔	۱۵۲
آمین بالجہر و بالسر کی تحقیق۔	۱۵۲

عنوان	صفحہ
فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔	۱۵۳
مسائل مختلف فیہا کے متعلق سوال۔	۱۵۴
فصل رابع۔ آداب نماز:۔	۱۵۴
امام مصلے پر موجود ہو تو کیا اس وقت بھی مقتدی بیٹھے رہیں۔	۱۵۴
قد قامت الصلوٰۃ پر امام کا نیت باندھنا۔	۱۵۵
بیٹھ کر نماز پڑھے تو حالت قعود میں نگاہ کہاں رکھے۔	۱۵۵
کیا اقامت کے وقت امام اور مقتدیوں کا بیٹھا رہنا ضروری ہے۔	۱۵۶
فصل خامس۔ قرأت فی الصلوٰۃ:۔	۱۵۷
قرأت خلف الامام۔	۱۵۷
جمعہ کی فجر میں سورہ سجدہ اور سورہ دہر مسنون ہے۔	۱۵۷
دوسری رکعت کو پہلی سے لمبی کرنا اور درمیان میں چھوٹی سورہ چھوڑنا مکروہ ہے۔	۱۵۷
سورہ کے پہلے بسم اللہ۔	۱۵۷
قراۃ کی چند صورتوں کے متعلق سوال۔	۱۵۸
عورتوں کا نماز میں جہر کے ساتھ قرآن پڑھنا درست نہیں۔	۱۵۸
فرض نماز میں لقمہ دینا۔	۱۵۸
آمین اور سورہ فاتحہ امام کے پیچھے۔	۱۵۹
ایک سورۃ پڑھ رہا تھا چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھنے لگے۔	۱۵۹
فاتحہ کے بعد مقدار قراءت۔	۱۵۹
قدر واجب قرأت کے بعد لقمہ دینا کیسا ہے۔	۱۵۹
دوسری رکعت میں لمبی قرأت مکروہ تنزیہی ہے۔	۱۶۰
قرأت مکروہہ۔	۱۶۰
سری نماز میں فاتحہ خلف الامام۔	۱۶۰
قرأت میں ترتیب کا لحاظ۔	۱۶۱
فاتحہ خلف الامام پر عمل کی بحث۔	۱۶۱
خلاف ترتیب سورتیں نماز میں مکروہ تحریمی ہیں اور اس کا اعادہ واجب ہے۔	۱۶۱

عنوان	صفحہ
چھوٹی سورۃ کا فصل مکروہ ہے۔	۱۶۱
نماز میں آیت سجدہ کا چھوڑ دینا مکروہ ہے۔	۱۶۲
اخیر سورۃ میں آمین اور دوسرے کلمات نہ کہے جائیں۔	۱۶۲
بسم اللہ جزو قرآن ہے یا نہیں۔	۱۶۳
چھوٹی سورت کی تعریف۔	۱۶۳
نماز میں متواترہ قرأت۔	۱۶۳
رموز اوقاف پر ٹھیرنے نہ ٹھیرنے کی بحث۔	۱۶۴
متفق علیہ مسلک حنفی کے خلاف حضرت شاہ ولی اللہؒ کا قول معتبر نہیں۔	۱۶۴
امام رموز اوقاف پر وقف نہ کرے تو بھی نماز صحیح ہے۔	۱۶۴
سورہ فاتحہ میں سکتہ نہ کرنے سے شیطان کا نام نہیں بنتا۔	۱۶۵
بے جگہ وقف کرے یا نماز میں جزو سورہ پڑھے تو نماز ہو جائیگی۔	۱۶۵
فاتحہ خلف الامام بقصد ثنا پڑھنا کیسا ہے۔	۱۶۶
تجوید کی عدم رعایت سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۱۶۶
نماز میں ترجمہ قرآن پڑھا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں۔	۱۶۷
قرآن سے لفظ مقصود ہے یا معنی۔	۱۶۷
مقدار واجب پڑھنے کے بعد بھول گیا اور امام نے رکوع کے بجائے نماز توڑ دی تو کیا حکم ہے۔	۱۶۷
دو آیت پڑھ کر بھول گیا اور بیچ کی آیت چھوڑ کر آگے سے پڑھا۔	۱۶۸
اگر دو آیت پڑھ کر بھول گیا تو دوسری سورت پڑھے یا نہیں۔	۱۶۸
بعض لفظوں میں دو قراءت۔	۱۶۸
قراءت میں ترتیل کی رعایت ضروری ہے یا نہیں۔	۱۶۸
ہر رکعت میں سورۃ کے ساتھ سورہ اخلاص پڑھنا کیسا ہے۔	۱۶۹
پہلی رکعت میں رکوع اور دوسری رکعت میں سورۃ کی قراۃ کی جائے تو کیا حکم ہے۔	۱۶۹
پہلی رکعت میں ایک سورہ کا ایک حصہ اور دوسری میں دوسری سورت کا حصہ پڑھا جائے تو درست ہے یا نہیں۔	۱۶۹

عنوان	صفحہ
وتر کی رکعتوں میں بڑی چھوٹی سورتوں کی قرائت کی تو ہوئی یانہیں	۱۷۰
درمیان میں چھوٹی سورت نہ چھوڑی جائے۔	۱۷۰
نماز میں ترتیب سور کا لحاظ۔	۱۷۰
وقت کی تنگی کے وقت نماز فجر میں چھوٹی صورتیں درست ہیں۔	۱۷۰
پہلی رکعت میں مزمل کا حصہ اور دوسری میں بقرہ کا حصہ پڑھا تو نماز ہوئی یانہیں۔	۱۷۱
نماز میں آیت کے دہرانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۱۷۱
فرض میں آنحضرت صلعم سے جزو سورہ کا پڑھنا صراحۃً ثابت نہیں۔	۱۷۱
سورہ فاتحہ کے سکتات میں ثنا پڑھنا نہیں چاہئے۔	۱۷۲
فاتحہ خلف الامام۔	۱۷۲
پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھی تو کوئی نقصان ہوا یانہیں۔	۱۷۲
قرأت بغیر حرکت لب معتبر نہیں۔	۱۷۲
نصف آیت سے قرأت کی ابتداء مناسب نہیں۔	۱۷۳
الحمد اور ایاک پر جھٹکا۔	۱۷۳
تین آیتیں پڑھنا فرض ہیں یا واجب۔	۱۷۳
پہلی رکعت میں پارہ ستائیس سے اور دوسری میں پہلے سے پڑھے تو کیا حکم ہے۔	۱۷۳
بلا بسم اللہ نماز میں فاتحہ۔	۱۷۳
جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی بھول سے دوسرے میں اسی کو دہرایا تو کیا حکم ہے۔	۱۷۴
ہر رکعت میں سورہ اخلاص کا تکرار فرائض میں نہیں چاہئے۔	۱۷۴
رب العالمین پر سانس روکنا۔	۱۷۴
فعال کی عین پر جزم پڑھنا۔	۱۷۵
یوم یقوم الروح والملائکۃ صفاً پر وقف	۱۷۵
آیت لا پر وقف۔	۱۷۵
نماز فجر میں طوال مفصل۔	۱۷۵
آیت سجدہ کا ترک	۱۷۵
چھوٹی سورۃ کی مقدار کیا ہے اور وہ کون سی ہیں۔	۱۷۶

صفحہ	عنوان
۱۷۶	علامت آیت۔
۱۷۶	نستعین پر وقف نہ کرے تو کیا حکم ہے۔
۱۷۷	رکعات نماز میں مختلف سورتوں کے رکوع پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔
۱۷۷	فاتحہ خلف الامام والی حدیث کا جواب۔
۱۷۸	سورہ فاتحہ سے فرض قراءت ادا ہوجاتی ہے۔
۱۷۸	صیغہ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا غلط ہے۔
۱۷۸	منفرد کی نماز میں قراءت داقامت۔
۱۷۸	فرض میں دو رکعت خالی اور دو بھری کیوں ہیں۔
۱۷۸	فجر کی دوسری رکعت میں قراءت پہلی سے لمبی کردے تو مکروہ ہے یا نہیں۔
۱۷۹	قرائت خلاف ترتیب کی کراہت
۱۷۹	فرض نماز میں بتدریج پورا قرآن
۱۸۰	امام کو مخصوص سورتوں کا حکم
۱۸۰	قرائت خلف الامام کی احادیث اور ان کا درجہ، اورعوام قرائت پر آیت سے استدلال کا ثبوت
۱۸۱	نماز میں مختلف سورتوں کا رکوع پڑھنا کیسا ہے۔
۱۸۲	قراءت خلف الامام میں حنفیہ کیا کہتے ہیں اور کیوں۔
۱۸۲	عورت کا تراویح میں قرآن جہر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔
۱۸۲	فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے کو کافر کہنا غلط ہے۔
۱۸۳	آیات کا جواب نماز میں۔
۱۸۳	دوسری رکعت کو طول دینے میں کس کا اعتبار ہے۔
۱۸۳	ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ہے۔
۱۸۴	قراءت خلف الامام جائز ہے یا نہیں۔
۱۸۴	آمین بالجہر جائز ہے یا نہیں۔
۱۸۴	فاتحہ خلف الامام کا حکم ہے یا نہیں۔
۱۸۴	اگر امام جہری نماز میں چند آیتیں سراً پڑھ جائے تو کیا کرے۔
۱۸۵	فاتحہ خلف الامام اور ہاتھ ناف سے نیچے باندھنا۔

عنوان	صفحہ
خلاف ترتیب قرأت کا کیا حکم ہے۔	۱۸۵
منفرد نماز میں قراءت جہری یا سری۔	۱۸۵
نماز میں سے متفرق پاروں سے قراءت جائز ہے۔	۱۸۶
سنت و وتر میں متفرق آیات پڑھنے کا حکم۔	۱۸۶
جمعہ کی فجر میں قراءت۔	۱۸۶
فاتحہ خلف الامام۔	۱۸۷
فجر میں قرائت کی مقدار۔	۱۸۷
ضاد کو ظاء پڑھنا کیسا ہے۔	۱۸۷
ضاد کو درمیانی مخرج سے پڑھنے والے کی امامت جائز ہے یانہیں۔	۱۸۷
وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ ملانا چاہئے یانہیں۔	۱۸۸
آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے آمین بالجہر و بالاخفاء ثابت ہے یانہیں۔	۱۸۸
فرائض ونوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر قرأت درست ہے یانہیں۔	۱۸۸
آیت کا شروع چھوڑ کر قرأت کی جائے تو نماز ہوگی یانہیں۔	۱۸۹
پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھی تو کیا حکم ہے۔	۱۸۹
ایک سورہ بیچ میں چھوڑ کر پڑھے یا بے موقع وقف کرے تو کیا حکم ہے۔	۱۸۹
قرآن کا ترجمہ نماز میں پڑھنا کیسا ہے۔	۱۸۹
عورتیں جہری نماز میں قرأت جہر کے ساتھ کریں یا آہستہ۔	۱۹۰
فرض قرأت کی مقدار کیا ہے۔	۱۹۰
فجر کی ایک رکعت میں ایک رکوع پڑھا اور دوسری میں کوئی سورت، تو کیا حکم ہے۔	۱۹۰
قرأت خلف الامام درست ہے یانہیں۔	۱۹۱
قرأت میں مسبوق کے لئے امام کی ترتیب لازم ہے یانہیں۔	۱۹۱
مشکوٰۃ و بخاری کی حدیث میں تطبیق۔	۱۹۱
خلاف ترتیب قرأت کا کیا حکم ہے۔	۱۹۲
درمیان سے سورہ پڑھے تو بسم اللہ پڑھے یانہیں، اور اسی طرح قنوت و جنازہ میں دعاء کے شروع میں بسم اللہ کا کیا حکم ہے۔	۱۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل (جلد دوم)

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی

دنیا جس تیزی سے آگے جارہی ہے، یہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں ہے، ہر دور کی کچھ خصوصیات ہوا کرتی ہیں، موجودہ دور کی خصوصیات میں نمایاں چیز خاکسار کے نزدیک حد سے بڑھی ہوئی سہل پسندی اور عجلت ہے اور اسی کے ساتھ ہر قدم پر سبب کی تلاش وجستجو، جس درجہ کا بھی آدمی ہو اور خواہ اسے فقہ اور فتاویٰ سے کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو، مگر وہ ہر حکم پر نقد وتبصرہ اپنا اولین حق اور خوشگوار فریضہ سمجھتا ہے۔

سہل پسندی اور عجلت تو انسانی مزاج میں اس طرح رچ بس گئی ہے کہ کوئی اس کے خلاف ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کرتا، جس کو دیکھئے اور جہاں دیکھئے وہ رفتار زمانہ اور اس کی راہ ورسم سے بری طرح مرعوب ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ تدبر وتفکر اور دوراندیشی ومعاملہ فہمی ختم ہوتی جارہی ہے، جس کا نام غور وفکر ہے، وہ بالکل سطحی بن کر رہ گیا ہے، جب سوچتا ہوں کہ اس عدم تعمق کا انجام کیا ہوگا تو دل لرزنے لگتا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ اسلام خدا کا سب سے آخری اور پسندیدہ مکمل دین ہے۔ اور اس کے آئین وقوانین انسان کے نہیں بلکہ خالق کائنات کے بنائے ہوئے ہیں۔ جن کی تشریح ووضاحت رحمت عالم ﷺ نے اپنے تیئیس سالہ دور نبوت میں مختلف مواقع سے فرمائی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر چل کر ان کو نکھارا، اور کہیں سے کوئی جھلک رہنے نہیں دی۔ اور آپ کے بعد ائمہ مجتہدین اور علماء امت نے کتاب وسنت کی روشنی میں فقہ کے نام سے ان دفعات کو مدون کیا جس کی تفصیل مقدمہ جلد اول میں گذر چکی، مگر حالات کے پھیلاؤ کے ساتھ برابر ان میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ جب کبھی نئے مسائل پیدا ہوئے، علماء راسخین فی العلم نے ان کا حل تلاش کرکے پبلک کو ان سے روشناس کیا، اور آئندہ بھی برابر ایسا ہی ہوتا رہے گا، یہ سلسلہ کسی منزل پر رکنے والا نہیں ہے۔

لیکن عجیب بات ہے کہ یہ سب کچھ جاننے اور مشاہدہ کرنے کے باوجود علماء امت پر تنگ نظری، کم مائے گی اور بے خبری کا الزام ہے، اور یہ مکروہ پروپیگنڈہ زبان زد عام وخاص ہوتا جارہا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر تعلیم یافتہ حضرات کا ایک طبقہ جس میں دور بینی اور دین فہمی کی صلاحیت نہیں ہے، ہر اس شخص کے پیچھے چلنے پر آمادہ ہوجاتا ہے جو دین خداوندی کو اپنے غلط ذوق کے مطابق مسخ کرکے پیش کرتا ہے اور تحریف معنوی کی لعنت میں گرفتار ہے۔

عوام وخواص کو کس طرح یقین دلایا جائے، کہ علماء امت کا ذمہ دار طبقہ زمانہ اور اس کی تیز گامی سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں، اس کی انگلیاں ہر وقت رفتار زمانہ کی نبض پر اور اس کی دوربین نگاہیں دور جدید کے رخ زیبا پر لگی ہوئی ہیں، اور

اسے یہ بھی احساس ہے کہ امور دینیہ میں گرفت ڈھیلی کرنے کا مطالبہ شدت کے ساتھ جاری ہے اور علماء کے خلاف زمانہ کے ساتھ نہ چلنے کا شکوہ عام ہے، اور اس طرح کے مطالبات اور شکووں پر توجہ نہ دینے کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا ہم سے بدظن ہوتی جارہی ہے۔

مگر اسی کے ساتھ اس طبقہ کے پیش نظر علماء بنی اسرائیل، مسیحی پادریوں اور دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی تاریخ بھی ہے کہ انہوں نے عوام کو خوش کرنے کے لئے اپنے اپنے مذہب کا حلیہ کس طرح بگاڑا، اور اسے کیا سے کیا بنا دیا، پھر اسے اپنی اس عظیم الشان ذمہ داری کا احساس بھی ہے جو خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے اس پر عائد ہوتی ہے۔ اور اسی احساس کا نتیجہ ہے کہ علماء دین پوری پامردی سے اپنی جگہ کھڑے ہیں، اور وہی کرتے ہیں، جو کتاب وسنت کی روشنی میں انہیں کرنا چاہئے۔ اور خدا کرے ان کی اس استقامت میں سرمو بھی کوئی فرق نہ آنے پائے۔ یہ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ عوام کا جیسا مطالبہ ہے اگر اس سے گھبرا کر کوئی قدم اٹھایا گیا تو بہت ممکن ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دین قیم بازیچہ اطفال بن جائے اور اس کے تقدس ووقار کا آبگینہ چور چور ہو جائے۔

پاکستان عائلی کمیشن کی رپورٹ، منکرین حدیث کے دین مسخ کرنے والے اجتہادات اور دوسری روشن خیال دینی جماعتوں کی غلط تعبیریں اور ان کا لرزہ خیز انجام ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ علماء قائمین بالحق وراسخین فی العلم پر زمانہ کے انقلاب نے جونئی ذمہ داریاں ڈال دی ہیں وہ ان سے عہدہ برا ہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو کچھ انہیں کرنا چاہئے کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔

خوب یاد رکھئے کہ الدین یسر دین آسانی کا دوسرا نام ہے، نہ اس میں تنگی ہے نہ سختی نہ افراط ہے، نہ تفریط۔ بلکہ اس کے قوام میں اعتدال ہے اور ہر دور کا ساتھ دینے کی بے پناہ قوت، وہ اپنے اندر بے انتہا لچک اور جاذبیت رکھتا ہے پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف سے معلمین دین کو ہدایت ہے کہ "آسانی کرنا سختی نہ کرنا، خوش خبری سنانا نفرت نہ پھیلانا۔"

احکام دین میں جو وسعت وہمہ گیری اور رفق وسہولت ہے، وہ ہر شخص جانتا ہے باب طہارت میں پانی کے استعمال کا حکم ہے، مگر پانی، یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں مٹی کو اس کا قائم مقام بنایا گیا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وضو اور جنابت دونوں کے لئے مٹی یا جو مٹی کے حکم میں ہے، اس پر دونوں ہتھیلیاں مار کر چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا صرف کہنیوں تک مسح کرلے۔ مٹی اور پانی میں جو مناسبت ہے وہ ان لوگوں پر ظاہر ہے جن کو علم ہے کہ ان دو چیزوں کا انسان اور دوسری مخلوق کی پیدائش اور نشوونما میں کیا حصہ ہے، عبادات میں نماز ایک عظیم المرتبت عبادت ہے اور اس قدر عام کہ کسی عاقل وبالغ مسلمان سے معاف نہیں اس نماز میں قیام کو فرض ہے، مگر جن کو قیام وغیرہ پر قدرت نہیں ہے ان کو بیٹھ کر ادا کرنے کی اجازت ہے اور اگر اس پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر، اسی طرح فرض نمازوں کی ادائیگی جماعت کے ساتھ سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے، اور مسجدوں کا سارا نظام اسی سے وابستہ ہے لیکن اگر کوئی معمولی عذر شرعی بھی ہے تو پھر اسے ترک جماعت کی اجازت حاصل ہے، اسی طرح مقیم کے لئے سنت اور ہر فرض کی پوری رکعتیں ضروری ہیں لیکن مسافر شرعی کے لئے تخفیف ہے کہ چار فرض کی جگہ صرف دو پڑھے، اور سنتیں معاف۔

پھر نماز کی ہیئت ترکیبی اور اس کے جو شروط وصفات ہیں ان میں سے کسی میں کوئی سختی نہیں، اور جو التزام ضروری قرار دیا گیا ہے وہ سب نفع بخش اور انسانی زندگی کو سنوارنے والے اور پاکیزگی بخشنے والے ہیں۔ مختصر یہ کہ دین سہل بھی ہے اور کم سے کم وقت میں ادا ہو جانے کے لائق بھی۔ اور کم وبیش یہی ساری سہولتیں دوسری عبادات میں بھی حاصل ہیں۔ کاش عام مسلمان دین سے پورے طور پر واقف ہوتا تو اسے اندازہ ہوتا کہ اسلام کتنا آسان دین ہے اور نفسیات انسانی سے کس قدر قریب۔

اس جلد کی ترتیب میں بھی ان تمام امور کا لحاظ رکھا گیا ہے جن کی تفصیل پہلی جلد میں آ چکی ہے پہلے ارادہ تھا کہ پوری "کتاب الصلوٰۃ" ایک جلد میں یا زیادہ سے زیادہ دو جلدوں میں آ جائے مگر اس جلد کی بڑھتی ہوئی ضخامت اور لوگوں کی آسانی کے لئے اس کی متعدد جلدیں کرنی پڑیں مسائل میں تکرار کے خلاف کا اہتمام اس جلد میں بھی کیا گیا ہے مگر بعض مسائل کی اہمیت اور سوالات کی مختلف نوعیت کی وجہ سے دو تین مسئلوں میں ضرورت بھر تکرار باقی رکھی گئی ہے اور بعض مسائل میں تکرار انسانی نسیان کے تحت بھی رہ گئی ہے مگر وہ برائے نام ہے۔ لیکن تکرار کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھا جائے کہ ایک ہی سوال وجواب لوٹ کر آ گیا ہے۔ بلکہ سائل بھی دوسرا ہے اور سوال وجواب کے الفاظ بھی بدلے ہوئے، اور دو وقت کے لکھے ہوئے ہیں۔

بشری بھول چوک سے کون بچا ہے کہ یہ خاکسار بچنے کا دعویٰ کرے، لیکن اپنی جدوجہد اور محنت وکاوش کی حد تک جو کچھ کر سکتا تھا اس میں ہرگز کوتاہی نہیں ہونے دی ہے۔ کامیابی رب العزت کے ہاتھ ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ حقیر خدمت قبول فرمائیں اور اسے علماء کی نگاہ میں وقیع وپسندیدہ، اور عوام کے لئے زیادہ سے زیادہ لائق استفادہ بنائیں، ساتھ ہی مرتب کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں یہ مجموعہ فلاح ونجات کا ذریعہ ثابت ہو، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ پورہ نوڈیہاوی۔ دار الافتاء دار العلوم دیوبند۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سیدالمرسلین
وعلیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

کتاب الصلوٰۃ

(نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل)

ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے:۔

(سوال ۱) ہر طبقہ کے مسلمان نماز کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں۔

(جواب) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وانها لكبيرة الا على الخاشعين الذين يظنون انهم ملقوا ربهم وانهم اليه راجعون .(۱) ترجمہ:۔ اور بے شک نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں پر جو فروتنی اور عاجزی کرنے والے ہیں جن کو یقین ہے کہ ان کو اللہ کے پاس جانا ہے اور اسی طرف لوٹنا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اولاً خوف الٰہی اور خوف قیامت و احوال قیامت اور پیشی بارگاہ الٰہی کا خیال دل میں پیدا کرے اور ان میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث میں نماز پڑھنے والوں کے لئے وارد ہیں دیکھے سنے اور فضائل نماز کو پیش نظر کرے تو اس طریق سے امید ہے کہ اس کو نماز کا شوق ہوگا، اور جب اس پر غور کرے گا کہ احب الا عمال الى الله ادومها(۲) یعنی پسندیدہ تر عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جس پر دوام اور مواظبت ہو، اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أرأيتم لو ان نهرا بباب احد كم يغتسل فيه كل يوم خمسا هل يبقى من درنه شئی قالوا لا يبقى من درنه قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا .رواه البخاری ومسلم.(۳) حاصل اس کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ اگر کسی کے دروازہ کے آگے ایک نہر ہو کہ دن رات میں پانچ دفعہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں باقی رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ ان کی وجہ سے گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے تو وہ شخص پکا نمازی ہو جاوے گا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں رہے گا اور بحکم من جد وجد ضروری ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا۔ پس ضروری ہوا کہ نماز کی بزرگی اور فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں ان کو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الصلوٰۃ میں دیکھے یا کسی سے سنے اور اگر وہ شخص عربی نہیں سمجھتا تو مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کو دیکھتا رہے۔ الغرض ہر طبقہ کے مسلمانوں کو امید ہے کہ طریقہ مذکورہ سے نفع ہوگا اور نماز کا شوق ہوگا۔ اور جو لوگ خود اس طریق پر کاربند نہ ہو سکیں ان کو دوسرے لوگ جو واقف ہیں یہ باتیں سنائیں اور انذار و

---

(۱) البقرہ رکوع ۵ ۱۲.۳ ظفیر۔
(۲) مشکوۃ باب القصد فی العمل، الفصل الاول ص ۱۱۰ ۱۲ ظفیر۔
(۳) مشکوۃ کتاب الصلوۃ ص ۵۷ ۱۲ ظفیر۔

بشارت کی آیات و احادیث کا ترجمہ و مطلب سنائیں اور بتلائیں تو ضرور ہے کہ بحکم وذکر فان الذکری تنفع المؤ منین.(۱) ان کو یہ نصائح نافع اور ممد ہوں گے۔ اقامت صلوٰۃ بلکہ اتباع جمیع احکام دینیہ پر۔ والسلام۔ فقط۔

جو پابندی سے نمازیں نہیں ادا کرتا اسے ثواب ملے گا یا نہیں:۔

(سوال ۲) جو شخص کبھی کبھی بعض نماز ترک کرتا ہے اور بعض نمازیں ادا کرتا ہے اس کو ادا شدہ نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) ادا شدہ نماز کا ثواب ملے گا، اور ترک شدہ نماز کا عذاب ہوگا(۲)۔

رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳) ایک شخص علاوہ تنخواہ ماہوار کے رشوت خوب لیتا ہے، اس کی نماز مقبول ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز قبول ہے اور نماز کا ثواب حاصل ہوگا اور رشوت کا گناہ ہوگا قال تعالیٰ و آخرون اعتر فوابذ نو بهم خلطوا عملاً صالحاًو آخر سيئاً الآیۃ(۳). فقط۔

اگر کسی نمازی کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے تو کیا اس کی وجہ سے نمازی پر کوئی جرم عائد ہوگا:۔

(سوال ۴/الف) ایک محلہ کے مسلمانوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز نہ پڑھے تو جرمانہ ادا کرے اور تارک الصلوٰۃ کے ساتھ میل جول نہ رکھا جاوے۔ اس محلہ میں زید خود تو نماز پڑھتا ہے مگر اس کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے۔ زید سے جب کہا گیا تو یہ جواب دیا کہ نہیں پڑھتے تو میں کیا کروں مجبوری ہے۔ اس سے کہا گیا کہ ترک تعلقات کیجئے تو زید نے یہ جواب دیا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا مجبوری ہے۔

(ب) زید کا یہ کہنا کہ مجبوری ہے قابل معافی ہے یا نہیں۔

ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵/۱) جب کہ زید تارک الصلوٰۃ سے میل جول رکھتا ہے تو زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہ۔

ایسے شخص سے تعلقات رکھے جائیں یا نہیں:۔

(سوال ۶/۲) زید سے تعلقات رکھے جاویں یا نہیں۔

نمازی بنانے کے لئے مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷/۳) نماز پڑھانے کی غرض سے اس قسم کے اثر سے کام لینا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) زید نے اگر نصیحت کی اور انہوں نے نہ مانا تو زید کے ذمہ مواخذہ نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا

---

(۱) الذاریات رکوع ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) وتاركها عمداً مجانة اي تكا سلا فاسق يحبس حتى يصلي الخ وقيل يضرب حتى يسيل منه الدم وعند الشافعي يقتل بصلاة واحدة حداً وقيل كفراً (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۲۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) وفساد اصل الصلوة بترك الترتيب موقوف الخ فان كثرت وصارت الفوائت مع الفائتة ستا ظهرت صحتها (ايضاً باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۴ ط.س. ج ۱ ص ۷۰-۱۷) ظفیر۔ (۳) سورۃ التوبہ رکوع ۱۳۔ ۱۲ ظفیر۔

ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔(۱)وقال تعالیٰ: لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین.(۲)

(۲)زید کی امامت اس صورت میں مکروہ نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

(۳)زید سے تعلقات قائم رکھنے میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

(۴)نماز کی تاکید اپنی وسعت کے موافق خوب کرنی چاہئے لیکن جرمانہ مالی جو شرعاً ناجائز ہے یہ نہ کرنا چاہئے۔(۳) ویسے تنبیہ کرنا اور ڈرانا ہر طرح چاہئے اور نہ ماننے پر اس سے انقطاع کر دینا اور ترک تعلق کر دینا مناسب ہے۔(۵)

کیا ذکر اللہ فرائض نماز سے بہتر ہے:۔

(سوال ۸) گروہے از صوفیاء میگوید کہ ذکر اللہ از جماعت پنجگانہ ودیگر فرائض اولیٰ وافضل است اگر بوجہ مشغولیت ذکر و اذکار فریضہ فوت شود بروے قضا نیست نہ عاصی شود واز آیۃ کریمہ ان الصلوۃتنھی عن الفحشآء والمنکر ولذکر اللہ اکبر ۔ استدلال می کنند قول ایشاں صحیح است یا نہ۔

(جواب) ایں قول شاں باطل است چنانچہ در حدیث صحیحین است۔ وعن ابن مسعودؓ قال سئلت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوۃ لوقتھا قلت ثم ای قال برالوالدین قلت ثم ای قال الجھاد فی سبیل اللہ (۶)الحدیث ۔وقال اللہ تعالیٰ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی.(۷)وباتفاق امت نماز فرض قطعی است وذکر اللہ علاوہ نماز وغیرہ از مستحباب است واتفاق است کہ فرض افضل است از مستحباب ومعنی آیۃ ایں است کہ نماز چونکہ متضمن ذکر اللہ است لہذا افضل است از غیر آں از عبادات، قال فی الکمالین فالصلوٰۃ لما کان کلھا مشتملۃ بذکر اللہ تعالیٰ تکون اکبر ۔الخ.(۸)

سائنسی تجربات کی وجہ سے نماز کی قضا درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹) اگر دارالتجربات سائنس میں تجربہ کیا جا رہا ہے اور نماز کا وقت بھی تو کیا یہ مجبوری ایسی ہے کہ اس نماز کو دوسری

(۱)سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲.۲ ۱ ظفیر

(۲)سورۃ النساء رکوع ۱۱.۲ ۱ ظفیر

(۳)لا باخذ مال فی المذھب بحر وفیہ عن البزازیۃ قیل یجوز ومعناہ ان یمسکہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ لہ فان ایس من توبتہ صرفہ الی ما یری وفی المجتبی انہ کان فی ابتداء الا سلام ثم نسخ (درمختار) قولہ لا یاخذ مال قال فی الفتح وعن ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان با خذ المال وعند ھما وباقی الائمۃ لا یجوز ا ہ ومثلہ فی المعراج فظاھرہ ان ذلک روایۃ ضعیفۃ عن ابی یوسف قال فی الشرنبلا لیۃ ولا یفتی بھذا لما فیہ من تسلیط الظلمۃعلی اخذ مال الناس الخ (رد المحتار باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ج۳ ص ۲۴۲ ط.س ج ۱ ص ۲۱)ظفیر مفتاحی.

(۴)وتارکہا عمدا مجانۃ ای تکا سلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصلوۃ (ج ۱ ص ۳۲۶ ط.س ج ۱ ص ۳۵۲) ظفیر.

(۵) مشکوۃ کتاب الصلوۃ فصل اول ص ۵۸.۲ ۱ ظفیر

(۶)سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱.۲ ۱ ظفیر

(۷)بر حاشیہ تفسیر جلالین ص ۳۳۹ وفی عبارۃ ابی السعود ولذکر اللہ اکبر ای الصلوۃ اکبر من سائر الطاعات (ایضاً ص ۳۳۸)ظفیر

نماز کے ساتھ قضا پڑھنے کی اجازت ہو۔

(جواب) اس وجہ سے نماز کو قضا کرنا جائز نہیں۔(۱)

نمازیں کب فرض ہوئیں:۔

(سوال ۱۰) کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہے۔

(جواب) نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو مظاہر حق دیکھیں۔(۲)

الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بھا

فصل اول اوقات الصلوٰۃ

اذان و جماعت فجر:۔

(سوال ۱۱) فجر کی نماز جماعت طلوع آفتاب سے کتنی پیشتر ہونی چاہئے۔ اور دیگر یہ کہ اذان فجر جماعت سے کتنی پہلے ہونی چاہئے۔

(جواب) شامی میں ہے، قال ابو حنیفہؒ یؤذن للفجر بعد طلوعه(۳) یعنی صبح صادق ہونے کے بعد کہنا بہتر ہے اگر فوراً نہ ہو تو بعد میں کہے۔ الغرض تمام وقت نماز کا اذان کا بھی وقت ہے کما فی الشامی ولعل المراد بیان الاستحباب والا فوقت الجواز جمیع الوقت الخ(۴) اور جماعت فجر کی اسفار کے وقت ہونی چاہئے یعنی جس وقت خوب روشنی ہو جاوے۔ اس کی مقدار درمختار میں یہ لکھی ہے کہ آفتاب کے نکلنے سے اتنی پہلے نماز شروع کریں کہ چالیس آیتیں ترتیل سے پڑھ سکیں اور پھر اعادہ کی ضرورت ہو تو اعادہ کر لیں(۵) غرض تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے آفتاب نکلنے سے جماعت کریں۔ فقط۔

---

(۱) وتارکھا عمداً مجانة ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر الخ فان جمع فسد لو قدم الفرض علی وقته وحرم لو عکس ای اخره عنه الا لحاج بعرفة ومزدلفة (ایضاً ج ۱ ص ۳۵۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۲) ظفیر صدیقی

(۲) ہی فرض عین علی کل مکلف بالاجماع فرضت فی الاسراء لیلة قبل السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة بسنة ونصف وکانت قبله صلاتین قبل طلوع الشمس وقبل غروبها شمنی (درمختار) انهم اختلفوا فی ای سنة کان الاسراء بعد اتفاقهم علی انه کان بعد البعثة الخ (رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۵۲) معراج سے متعلق ایک لمبی حدیث کے آخر میں ہے ثم فرضت علی الصلوٰۃ خمسین کل یوم فرجعت علی موسیٰ فقال بما امرت قلت امرت بخمسین صلوٰۃ کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمسین صلوٰۃ کل یوم وانی واللہ قد جربت الناس قبلک وعالجت بنی اسرائیل اشد المعالجة فارجع الی ربک فسله التخفیف لامتک فرجعت فوضع عنی عشراً فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشراً فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشراً فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فوضع عنی عشراً فامرت بعشر صلوات کل یوم فرجعت الی موسیٰ فقال مثله فرجعت فامرت بخمس صلوات کل یوم الخ متفق علیه (مشکوٰۃ باب فی المعراج فصل اول ص ۵۲۸) ظفیر غفرلہ (۳) رد المحتار باب الاذان ص ۳۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵ ۱۲ ظفیر (۴) ایضاً ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵ ۱۲ ظفیر مفتاحی (۵) والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین آية ثم یعیده بطهارة ولو فسد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر

قطب شمالی وجنوبی میں اوقات نماز کی پابندی کا طریقہ:۔

(سوال ۱۲) اوقات نماز کی پابندی ممالک قطب شمالی اور قطب جنوبی میں کس طرح ہوسکتی ہے۔ ان ممالک میں تین تین مہینہ تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا علی ہذا۔ تین ماہ تک غروب نہیں ہوتا۔ ایسے مقامات میں نماز کس طرح ادا کی جاوے۔

(جواب) ایسے مواقع کا حکم بھی فقہانے لکھ دیا ہے کہ وہاں اندازہ کرکے نمازیں ادا کریں۔ (۱) جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دجال کے ظہور کے وقت ایک دن سال بھر کا ہوگا، اس میں آنحضرت ﷺ نے بجواب صحابہ نمازوں کے بارہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ اندازہ کرکے نماز ادا کرو۔ (۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں پڑھو اسی قدر فصل سے جیسے عام بلاد میں نمازوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے پس یہی حکم عند المحققین ان مواقع کا ہے جہاں چھ چھ مہینہ یا کم و بیش دن اور رات رہتی ہیں۔ (۳)

نماز فجر کا مستحب وقت:۔

(سوال ۱۳) فجر کی نماز میں چند مسلمانوں کے درمیان اختلاف پڑا ہوا ہے۔ اوقات طلوع شمس حیدرآباد دکن ۵ بج کر ۴۵ لحظہ پر اور غروب ۶ بج کر ۵۶ منٹ پر ہوتا ہے، اس لئے یہاں دن رات کا شمار تقسیم بالمناصفہ سے کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں کے اکثر حضرات اختلاف کی وجہ سے غلس میں نماز پڑھتے ہیں۔ ساڑھے چار بجے فجر پڑھ لیتے ہیں اور بعض لوگ اسفار میں ۵ بجے کے بعد پڑھتے ہیں لہذا حنفی مذہب میں جو اصح اور متفق علیہ ہو وہ تحریر فرمادیں۔

(جواب) نماز فجر میں عند الحنفیہ اسفار مستحب ہے۔ مستحب کہنے سے معلوم ہوا کہ غلس میں درست ہے مگر بہتر اسفار ہے اور اسفار کی معنی ظہور نور اور انکشاف ظلمت کے ہیں۔ پس جب کہ طلوع آفتاب ۵ بج کر ۴۵ منٹ پر ہو تو ۵ بجے کے بعد عمدہ وقت اسفار کا ہے (۴) اور ساڑھے چار بجے پڑھنے والے بھی لائق ملامت کے نہیں ہیں، کیونکہ غلس میں پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔ (۵) اختلاف صرف افضلیت وعدم افضلیت میں ہے۔ جواز میں اختلاف نہیں ہے۔

والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار درمختار وفی الشامی قوله

---

(۱) وفا قد وقتهما كبلغار فان فيها يطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعينية الشتاء مكلف بهما ما فيقدر لهما ولا ينوی القضاء الخ (درمختار وقدو جدو هو ما تو اطت عليه اخبار الا سراء من فرض الله تعالى الصلوة خمسا بعد ما امراولا بخمسين ثم استقر الا مر على الخمس شرعا عاما لا هل الا فاق لا تفصيل بين قطرو قطر. (۲) روى انه صلى الرعد وسلم ذكر الدجال قلنا ما لبثه فی الا رض قال اربعون يوما، يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعةوسائر ايامه كايامكم قلنا يا رسول الله فذالک اليوم الذی كسنة اتكفينا فيه صلاة يوم قال لا، اقدر و. رواه مسلم الخ (رد المحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۵ و ص ۳۳۷ ط.س ج ۱ ص ۳۶۲) ظفير (۳) قال الرملی فی شرح المنهاج ويجری ذلک فيما لو مكثت الشمس عند قوم مدة ا ه ح قال فی امداد الفتاح قلت وكذالک يقدر لجميع الا جال كا لصوم والزكاة والحج والعدة واجال البيع والسلم والا جارة وينظر ابتداء اليوم فيقدر كل فصل من الفصول الا ربعة بحسب مايكون كل يوم من الزيادة والنقص كذا فی كتب الائمة الشافعية ونحن نقول بمثله اذا صل التقدير مقول به اجماعا فی الصلوة (رد المحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۵ وج ۱ ص ۳۳۷ ط س ج ۱ ص ۳۶۵) ظفير (۴) عن رافع بن خديج قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی وابو داؤد والدارمی (مشكوة .باب تعجيل الصلوة ص ۶۱) ظفير

(۵) وعن عائشة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصلی الصبح فتنصرف النساء متلفعات بمروطهن ما يعرفن من الغلس متفق عليه (ايضاً ص ۶۰) ظفير

باسفار ای فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة الخ .(۱)فقط۔

مقیاس الظل:۔

(سوال ۱۴) دائرہ ہندیہ میں مقیاس کا ظل سر سے ناپنا چاہئے یا جڑ سے اور سایہ اصل صحیح کس صورت میں ہوگا۔

(جواب) مقیاس کا ظل جو بوقت زوال شمس ہو وہ سایہ اصلی کہلاتا ہے اس کو خواہ سر سے جڑ کی طرف کو ناپا جاوے یا جڑ سے سر کی طرف کو ہر دو صورت میں مآل واحد معلوم ہوتا ہے۔ باقی دائرۂ ہندیہ اور فی الزوال اور مثل و مثلین کی تشریح جو کچھ شرح وقایہ میں مذکور ہے وہ سہل ہے اور اقرب الی الصواب۔(۲)فقط۔

وقت ظہر اور امام صاحب:۔

(سوال ۱۵) امام ابوحنیفہ کا رجوع وقت ظہر مثلین سے اور الشفق ہو البیاض سے اور جائز ہونا مسح کا اوپر جورب کے یہ کہ منعل یا مجلد ہو ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) رجوع امام صاحب کا مثلین سے وقت ظہر میں اور وقت مغرب میں شفق ابیض سے ثابت نہیں اور قول امام اصح واحوط ہے۔ کما حققه العلامه شامی (۳) اور جورب منعل و مجلد پر مسح کا جواز مسلم ہے۔(۴)فقط۔

کیا قرآن سے پنج وقتہ نماز کے اوقات ثابت ہیں:۔

(سوال ۱۶) زید آیة کریمه اقم الصلوة طرفی النهار وزلفاً من اللیل سے تین وقت کی نماز فجر۔ مغرب۔ عشاء پر استدلال کرتا ہے۔ کیا قرآن شریف کی کسی آیت شریفہ سے اوقات نماز پنجگانہ صریحاً ثابت ہوتے ہیں۔

(جواب) آیة کریمه اقم الصلوة طرفی النهار و زلفا من اللیل.(۵) میں پانچوں نمازوں کی فرضیت مراد ہو سکتی ہے۔ اس طرح کہ دن کے ایک طرف میں صبح کی نماز ہے اور دوسری طرف میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب کے بعد تک تین نمازیں ظہر۔ عصر۔ مغرب اور زلفا من اللیل میں عشاء مراد ہو۔ اس لئے کہ دن کا پہلا نصف حصہ زوال تک ہے اور دوسرا حصہ زوال کے بعد غروب تک۔ اگر دوسرے حصے میں غروب تک دو نمازیں ظہر اور عصر رکھی جاویں تو مغرب اور عشاء زلفا من اللیل سے مراد ہو سکتی ہیں۔ اور ایک دوسری آیۃ سے بھی مفسرین نے پانچوں نمازیں مراد لی ہیں، وہ یہ ہے فسبحن الله حین تمسون وحین تصبحون وله الحمد فی السموت والارض وعشیا وحین

(۱) ردالمحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س ج ۱ ص ۳۶۶. ۱۲ ظفیر۔

(۲) دیکھیے شرح وقایہ کتاب الصلوة ص ۱۴۴ و ص ۱۴۵. ۱۲ ظفیر. (۳) الشفق هو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة واليه رجع الامام كما فی شروح المجمع وغيرها فكان هو المذهب (درمختار) قوله واليه رجع الامام اى الى قولهما الذى هو رواية عنه ايضا الخ ورده المحقق فی الفتح بانه لا يساعده رواية ولا دراية وقال تلميذه العلامه قاسم فی تصحيح القدورى ان رجوعه لم يثبت الخ فثبت ان قول الامام هو الاصح الخ (رد المحتار كتاب الصلوة جلد اول ص ۳۳۴ و ص ۳۳۵ ط.س ج ۱ ص ۳۶۱) ظفیر (۴) او جورب من غزل او شعر الثخينين الخ والمنعلين ما جعل على اسفله جلدة والمجلدين (درمختار) ماذكره المصنف من جوازه على المجلد والمنعل متفق عليه عندنا (رد المحتار باب المسح على الخفين جلد اول ص ۲۴۹ ط.س ج ۱ ص ۲۶۹) ظفیر

(۵) سورة هود رکوع ۱۰. ۱۲ ظفیر

تظهرون.(۱)

انتہائی وقت ظہر عند الحنفیہ :-

(سوال ۱۷) حنفیہ کے نزدیک انتہائی وقت ظہر کہاں تک ہے ایک مثل تک یا دو مثل تک یعنی نماز ظہر کب سے قضا پڑھنی چاہئے اور نماز عصر کب پڑھی چاہئے۔

(جواب) قال في الدر المختار ووقت الظهر من زواله الخ الى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الامام الطحاوى وبه ناخذ وفي غرر الاذكار هو الماخوذ به وفي البرهان وهو الاظهر الخ وفي الشامي قوله الى بلوغ الظل مثليه هذا هو ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهو الصحيح بدائع ومحيط وينابيع وهو المختار غياثيه واختاره الامام المحبوبي وعول عليه النسفي وصدر الشريعة تصحيح قاسم . واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوى وبقولهما ناخذ لا يدل على انه المذهب الخ ثم قال وقد قال في البحر لا يعدل عن قول الامام الى قولهما الخ .(۲) پس معلوم ہوا کہ راجح عند الحنفیہ قول امام اعظم ہے اور وقت ظہر دو مثل تک رہتا ہے سوائے فئی الزوال کے اور وقت عصر کے بعد مثلین کے ہے۔ فقط۔

طلوع وغروب کے وقت نماز کی ممانعت کی وجہ :-

(سوال ۱۸) طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنا کیوں منع ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ ان وقتوں میں کفار سورج کی پرستش کرتے ہیں، اس لئے ان وقتوں میں نماز نہ پڑھیں۔(۳)

نماز عصر نصف غروب آفتاب کے وقت جائز ہے یا نہیں :-

(سوال ۱۹) فرض عصر کے غروب آفتاب کے وقت اگر سورج نصف اندر اور نصف باہر ہو جائز ہیں یا نہیں۔

(جواب) نماز عصر اس دن کی ایسے وقت میں ادا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر ایسا وقت ہو جاوے اور نماز عصر کی نہ پڑھی ہو تو پڑھ لینی چاہئے۔(۴) مگر قصداً ایسا وقت نہ کرنا چاہئے کہ یہ معصیت ہے۔

---

(۱) سورة الروم ركوع ۲، ۱۳۲ ظفير. فسبحان الله حين تمسون الخ قيل المراد بالتسبيح هنا الصلوت الخمس فقوله حين تمسون صلاة المغرب والعشاء وقوله حين تصبحون صلاة الفجر وقوله عشيا صلاة العصر وقوله وحين تظهرون صلاة الظهر كذا قال الضحاك وسعيد بن جبير وغيرهما الخ (فتح القدير للشوكاني ج۴ ص ۲۱۱) ظفير.
(۲) رد المحتار. كتاب الصلوة. جلد اول ص ۳۳۲ ط.س. ج ا ص ۳۵۹، ۱۲ ظفير. (۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا تحينوا بصلوتكم طلوع الشمس ولا غروبها فانها تطلع بين قرني الشيطان متفق عليه وفي رواية لم اقصر عن الصلوة حين تطلع الشمس حتى ترتفع فانها تطلع حين تطلع بين قرني الشيطان وحينئذ يسجد لها الكفار (مشكوة. باب اوقات النهي ص ۹۳) ظفير. (۴) لا تجوز الصلوة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها ولا عند غروبها الخ الاعصر يومه عند الغروب (هدايه فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلوة ج ا ص ۸۰) ظفير

ظہر وجمعہ کا وقت:۔

(سوال ۲۰) ظہر وجمعہ کی اذان ہمیشہ سوا بارہ بجے اور جماعت ساڑھے بارہ بجے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مختلف موسموں میں حکم مختلف ہوتا رہتا ہے۔ زوال سے پہلے ظہر اور جمعہ کا وقت نہیں ہوتا اور گرمیوں میں ظہر میں تاخیر مستحب ہے اور جمعہ میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے لیکن اس کا خیال رکھا جاوے کہ وقت ہوجاوے۔ ساڑھے بارہ بجے سے پہلے جمعہ کی اذان نہ کہی جاوے اور ایک بجے جمعہ پڑھا جاوے۔ اور ظہر میں موسم گرما میں تاخیر چاہئے۔(۱) اذان دوڈیڑھ بجے اور نماز سوا دو یا اڑھائی بجے پڑھنی چاہئے اور جاڑوں میں ایک ڈیڑھ بجے۔

نماز مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے:۔

(سوال ۲۱) مغرب کا وقت رمضان شریف وغیرہ میں مجرد غروب آفتاب کے ہوجاتا ہے یا نصف آسمان تک اندھیرا ضروری ہے۔

(جواب) وقت نماز مغرب کا ہمیشہ مجرد غروب شمس سے ہوتا ہے۔ اور روزہ کے افطار کا وقت رمضان شریف وغیرہ میں بھی مجرد شمس سے ہوجاتا ہے۔ درمختار کتاب الصوم میں ہے **هو امساک عن المفطرات الخ فی وقت مخصوص وهو الیوم** (درمختار) **ای الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب الخ والمراد بالغروب زمان غیبوبة جرم الشمس بحیث تظهر الظلمة فی جهة الشرق** (۲) الخ ص ۸۰ جلد ثانی شامی۔ فقط۔

صفحات کا یہ حوالہ شامی، مطبوعہ "مجتبائی دہلی" کا ہے اور حاشیہ میں شامی مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ "دارالخلافہ عثمانیہ" کا۔ ظفیر۔

کسی کے انتظار میں وقت مستحب ضائع نہ کیا جائے:۔

(سوال ۲۲) ایک شخص کے مکان کے متصل ایک مسجد ہے محلّہ میں اور بھی بہت سے مسلمان ہیں مگر وہ شخص کہتا ہے کہ امام مسجد کا نماز جماعت اس وقت تک نہ پڑھاوے جب تک ہم نہ آویں۔ اکثر ہوا ہے کہ اس کے انتظار میں وقت مکروہ میں جماعت ہوئی ہے۔ اب امام اپنے وقت معینہ پر جماعت پڑھا دیا کرتا ہے یعنی ہر نماز کی اذان کے آدھا گھنٹہ پون گھنٹہ بعد اور نمازی قریب قریب بیس تیس آدمی کے حاضر ہوجاتے ہیں۔ اب وقت کی پابندی امام کو لازم ہے یا اس شخص کا انتظار۔

(جواب) وقت مستحب پر نماز پڑھنی چاہئے شخص مذکور کا انتظار نہ کیا جاوے لیکن اگر اندیشہ فساد ہو تو فقہاء نے اس کے انتظار کی اجازت دے دی ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) والمستحب فی الفجر باسفار الخ وتاخیر ظهر الصیف بحیث یمشی فی الظل مطلقا الخ وجمعة کظهر اصلا واستحبابا فی الزمانین لانها خلفه (درمختار) لکن جزم فی الاشباه انه لا یسن لها الابرار لخ (رد المحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر (۲) رد المحتار کتاب الصوم جلد ثانی ج ۲ ص ۱۱۰ ط.س ج ۱ ص ۳۷۱) رد المحتار، شامی کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲ ظفیر (۳) رئیس المحلة لا ینتظر مالم یکن شهرا والوقت متسع (الدر المختار باب الاذان ج ۱ ص ۲۰۳ ط.س ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر

نینی تال میں وقت عشاء:۔

(سوال ۲۳) نینی تال میں مغرب کا وقت مدراس ٹائم سے سات بج کر بیس منٹ پر ہوتا ہے اب اس اعتبار سے عشاء کا وقت کے بجے ہوگا اور وتر و سحر کا انتہائی وقت کیا ہوگا۔

(جواب) اگر غروب آفتاب سات ۷ بج کر بیس ۲۰ منٹ پر ہے تو وقت عشاء آٹھ ۸ بج کر چون ۵۴ منٹ پر ہے اور طلوع آفتاب اگر پانچ بج کر ۲۲ یا ۲۳ پر ہے تو صبح صادق ۴ بج کر ۴۸ یا ۴۹ منٹ پر ہے۔ یہی انتہائی سحری کا وقت ہے۔ فقط۔

وقت ظہر الی المثلین:۔

(سوال ۲۴) ماقولكم في وقت الظهر عند الحنفية هل هو باق الى المثلين او خرج مع ظل واحد امامنا ابو حنيفة رحمة الله هل رجع الى قول صاحبين يعنى الى المثل والى هذا القول مال وافتى مولانا الفاضل عبدالحى الكهنوى رحمه الله فى مجموع فتاوىٰ فان رجع باى قول يعمل وما حكم قوم احناف يصلون عند ختم المثل هل يجوز فان جاز فبلا كراهة او معه وما حكم اقتداء غير المقلد هل يجوز وترجمة الخطبة بغير العربى وبجوازه افتى بعض علماء مدراس هل هو بلا كراهة او معه.

(جواب) قال فى الدر المختار " ووقت الظهر من زواله الى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما " الخ وفى رد المحتار " قوله الى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهو الصحيح بدايع ومحيط وينابيع وهو المختار غياثيه واختاره الامام المحبوبى وعول عليه النسفى وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوى وبقولهما ناخذ لا يدل على انه المذهب واما فى الفيض من انه يفتى بقولهما فى العصر و العشاء مسلم فى العشاء فقط على ما فيه وتمامه فى البحر " الخ وفيه ايضاً "قال فى البحر لا يعدل عن قول الامام الى قولهما او قول احدهما الا لضرورة من ضعف دليل اوتعامل بخلافه " الخ وقد قال قبيله " ان الادلة تكافئت ولم يظهر ضعف دليل الامام بل ادلة قوية ايضا "(۱) الخ فالحاصل ان وقت الظهر يبقى الى المثلين و الامام ابو حنيفة مارجع فى هذا الى قول الصاحبين بل يروى عنه كقولهما ولكن ظاهر الرواية خلافه فما يروى بعد المثل فهو اداء والاحسن الاحوط ما فى السراج عن شيخ الاسلام" ان الاحتياط ان لا يؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون موديا للصلوتين فى وقتهما بالاجماع" الخ شامى .(۲) وفى اقتداء غير المقلد قيل وقال وتفصيل واجمال فالاحوط تركه الا بضرورة داعية وترجمة الخطبة بغير العربى مكروهة على التحقيق صرح به فى المسوىٰ والمصفى شرح الموطاء وجوازه بغير العربى مختلف فيه فالحذر كل الحذر من الاختلاف فانه خلاف الاحتياط .فقط.

(۱) رد المحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۲ وص ۳۳۳ ط.س. ج ا ص ۳۶۹ ,۳۷۰ ظفير.
(۲) ردالمحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۳۳ ط.س ج ا ص ۳۶۹ ,۳۷۰ ظفير.

مغرب کے اذان وتکبیر میں فصل:۔

(سوال ۲۵) حسب معمول زید نے ایک روز مغرب کی اذان دی اور بعد اذان جس قدر مسلک حنفیہ میں توقف جائز ہے یعنی اذان کے بعد کی دعا پڑھ کر تکبیر کہی۔ اور امام صاحب اذان کے پہلے سے وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز کے لئے تیار تھے، بعد تکبیر انہوں نے نماز پڑھائی۔ مگر امام صاحب کے خادم (جو کہ امام صاحب کا کھانا پکاتے ہیں اور بعض اسی قسم کے کام کیا کرتے ہیں) بکر و نیز دوسرے مصلی جیسا کہ عام لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اذان ہونے کے وقت آکر وضو وغیرہ کرتے ہیں۔ بعد نماز بکر نے زید سے کہا کہ آپ لوگ ذرا سی بھی نہیں ٹھہرتے فوراً ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تکرار بھی کرنے لگے۔ حالانکہ زید نے جائز توقف سے بعد تکبیر کہی تھی۔ تو ان کے جواب میں زید اور ایک مصلی نے کہا چونکہ اس وقت بہت کم وقت رہتا ہے اس لئے نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ لیکن وہ ایک عالم کے خادم ہیں انہوں نے کسی کی نہ سنی اور حجت کرتے رہے۔ سوال یہ ہے کہ مغرب کی اذان وتکبیر کے درمیان کچھ تاخیر وفصل کرنا چاہئے۔ یا تعجیل و وصل کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان وتکبیر کے درمیان کوئی نماز کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق قال فی الدر المختار. وقیل صلوۃ مغرب لکراھۃ تاخیرہ الا یسیرا (۱) الخ وفیہ ایضا ویجلس بینھمابقدر ما یحضر الملازمون مرا عیا لوقت الندب الا فی المغرب وفیسکت قائما قدر ثلث ایات قصار ویکرہ الوصل اجماعا (۲) الخ وفی الشامی ویستحب التحول للاقامۃ الی غیر موضع الاذان وھو متفق علیہ (۳) وایضا فی الشامی قولہ وقبل صلوۃ مغرب علیہ اکثر اھل العلم منھم اصحابنا وما لک واحد الوجھین عن الشافعی لما ثبت فی الصحیحین وغیرھما مما یفید انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یواظب علی صلوۃ المغرب باصحابہ عقب الغروب ولقول ابن عمر رضی اللہ عنھما ما رأیت احدا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیھما رواہ ابو داؤد وسکت عنہ والمنذری فی مختصرہ واسنادہ حسن وروی محمد عن ابی حنیفۃ عن حماد انہ سئل ابراھیم النخعی عن الصلوۃ قبل المغرب قال فنھی عنھا وقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر لم یکو نو ایصلو نھا وقال القاضی ابو بکر بن العربی اختلف الصحابۃ فی ذلک ولم یفعلہ احد بعدھم فھذا یعارض ما روی من فعل الصحابۃ ومن امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بصلوتھما لانہ اذا اتفق الناس علی ترک العمل بالحدیث المرفوع لا یجوز العمل بہ لانہ دلیل ضعفہ علی ما عرف فی موضعہ ولو کان ذلک مشھورا بین الصحابۃ لما خفی علی ابن عمر او یحمل ذلک علی انہ کان قبل الامر بتعجیل المغرب وتمامہ فی شرح المنیۃ وغیرھما الخ (۴) ان روایات کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ مغرب کی اذان وتکبیر کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ اور نیز معلوم ہوا کہ اس قدر وقفہ اذان کے بعد دعا ماثورہ پڑھنے اور تحول من موضع الاذان الی موضع الاقامۃ میں ہوتا ہے وہ کافی ہے۔

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۴۹ ط س ج ۱ ص ۳۷۶ ۱۲ ظفیر
(۲و۳) رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ ط س ج ۱ ص ۳۸۹ ۱۲ ظفیر
(۴) رد المحتار کتاب الصلوۃ جلد اول ص ۳۴۹ ط س ج ۱ ص ۳۷۶ ۱۲ ظفیر

اور وصل مکروہ کو رافع ہے اور ظاہر ہے کہ تین آیات قصار نصف منٹ سے بھی کم میں پڑھ سکتے ہیں۔ الغرض عبارات مذکورہ سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب واضح ہو گیا۔ فقط۔

نماز عشاء کا وقت:۔

(سوال ۲۶) آج کل رمضان مبارک میں اکثر لوگ نماز عشاء میں بہت جلدی کرتے ہیں، عام طور سے ساڑھے آٹھ بجے ریلوے گھڑی سے کہ شفق سرخ غائب نہیں ہوتی اذان کہہ کر ۹ بجے سے قبل نماز پڑھ لیتے ہیں۔ دریافت طلب یہ امور ہیں۔ کیا عشاء کی اذان قبل از وقت جائز ہے۔ مغرب وعشاء کی اذان کے درمیان کم از کم انتہائی مع احتیاط ضروری کتنا فاصلہ ہونا چاہئے مذہب حنفیہ میں۔ جس گھڑی میں مغرب کی اذان ½ ۷ بجے ہوتی ہو عشاء کی اذان کس وقت ہونی چاہئے۔

(جواب) ۱۹۔ و ۲۰ جون کو مثلاً غروب آفتاب ۷ بج کر ۲۷ منٹ پر ہے اور وقت عشاء موافق قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ۹ بج کر ۴ منٹ پر ہے۔ پس تفاوت مابین غروب آفتاب و غروب شفق ابیض یعنی وقت عشاء امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ کا ہے۔ تاریخ ہائے مذکورہ پر ۹ بجے سے قبل اذان و نماز موافق قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ درست نہیں ہے البتہ صاحبین کے قول کے موافق صحیح ہے اور یہ ایک قول امام صاحب کا بھی لکھا ہے، مگر شامی میں کہا کہ احتیاط یہ ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے اور شفق ابیض کے غروب سے پہلے عشاء کی نماز نہ پڑھی جائے۔ (۱) اور عشاء کی اذان کسی کے نزدیک قبل از وقت صحیح نہیں ہے۔ (۲) انتہائی وقت تاریخ ہائے مذکورہ تقریباً پونے نو بجے ریلوے ٹائم سے ہے۔ فقط۔

نماز جمعہ وظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳) جمعہ کی نماز کا وقت کب سے ہوجاتا ہے۔ مدراس کے ٹائم کے حساب سے کے بجے نماز جمعہ کا وقت ہوجاتا ہے، اور زوال کا وقت آج کل کب سے کب تک ہے۔ کیا نماز جمعہ زوال سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور ظہر اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے یا کچھ فرق ہے۔

(جواب) ظہر کی نماز کا اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے۔ زوال شمس کے بعد وقت شروع ہوتا ہے اس لئے پہلے جمعہ درست نہیں ہے جیسا کہ ظہر بھی درست نہیں ہے۔ (۳) یہاں تقریباً مدراس کے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال ہوتا ہے۔ وہاں کے زوال کا وقت دیکھ لیں، غالباً وہاں بھی اسی کے قریب ہوگا۔ اس کے بعد جمعہ پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

---

(۱) فثبت ان قول الامام هو الاصح ومشى عليه فى البحر (رد المحتار كتاب الصلوة جلد اول ص ۳۳۵ ط.س ج ۱ ص ۳۶۱) ظفیر

(۲) فيعاد اذان وقع قبله كالاقامة خلافا للثانى فى الفجر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الاذان جلد ص ۳۵۸ ط.س ج ۱ ص ۳۸۵) ظفیر

(۳) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فى الزمانين لانها خلفه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س ج ۱ ص ۳۶۷) ظفیر

ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۸) جمعہ کا وقت اڑھائی بجے رہتا ہے یا نہیں، پنجاب کے اکثر مسلمان معترض ہیں کہ اڑھائی بجے کا وقت صحیح نہیں۔

(جواب) جمعہ کا وقت مثل ظہر کے ہے زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور ایک مثل یا دو مثل تک علی اختلاف القولین باقی رہتا ہے۔ لیکن جمعہ میں تعجیل یعنی جلدی پڑھنا مستحب اور بہتر ہے مثلاً ریلوے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال آفتاب ہوتا ہے تو ایک بجے یا ڈیڑھ بجے تک یا کچھ کم وبیش نماز جمعہ ادا کرلینی چاہئے۔ لیکن اڑھائی بجے تک بھی وقت رہتا ہے۔ البتہ قصداً اس قدر تاخیر پسندیدہ اور مشروع نہیں ہے۔(۱) شامی میں ہے لکن جزم فی الاشباہ انہ لا یسن لھا الا برادالخ(۲) فقط۔

عشاء کا مستحب وقت:۔

(سوال ۲۹) عشاء کی نماز کا بہتر وقت کون سا ہے جس میں عوام کو تکلیف نہ ہو۔

(جواب) عشاء کی نماز ایک ثلث شب ہونے پر مستحب ہے۔ اور اگر بضرورت کچھ پہلے پڑھ لیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔(۳)

ابر محیط میں اوقات صلوٰۃ کا اندازہ:۔

(سوال ۳۰) موسم برسات میں اکثر دیہاتوں میں ایسا واقعہ پیش آیا کرتا ہے کہ کئی کئی دن آفتاب نہیں نکلتا اور نہ کوئی گھڑی گھنٹہ ہوتا ہے جس سے نماز کے وقتوں کی شناخت ہو۔ ایسی حالت میں گاؤں والوں کو ظہر وعصر کا وقت معلوم کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ پس شرعاً جب ابر محیط ہو تو کس طرح یہ دونوں نمازیں پڑھی جاویں اور مثلاً کوئی نماز ادا کی گئی اور بعد کو آفتاب نکل آیا جس سے معلوم ہوا کہ نماز جو تحری سے پڑھی گئی تھی بے وقت تھی اس کا لوٹانا ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں اندازہ اور تخمینہ کیا جاوے اور اسی کے موافق نماز پڑھی جاوے۔ اگر خطا ظاہر نہ ہوئی تو وہی نمازیں ہوگئیں اور اگر خطا ظاہر ہوئی تو اعادہ کرلینا چاہئے۔(۴) فقط۔

---

(۱) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا في الزمانين لانها خلفه (درمختار) اصلاً ای من جهت اصل وقت الجواز و ما وقع في اخره من الخلاف قوله استحبابا في الزمانين ای الشتاء والصيف لكن جزم في الاشباه في فن الاحكام انه لا يسن لها الابرادالخ وقال الجمهور وليس بمشروع لانها تقام بجمع عظيم فتاخيرها مفض الى الحرج ولا كذالک الظهر (رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س ج ۱ ص ۳۶۷)(۲) رد المحتار كتاب الصلوٰة جلد اول ص ۳۴۰ ط.س ج ۱ ص ۳۶۷ ۲ ظفير (۳) وتاخير عشاء الى ثلث الليل قيده في الخانية وغيرها بالشتاء اما الصيف فيندب تعجيلا (درمختار) قوله في الخانية الخ وفي الهداية وقيل في الصيف يعجل كيلاتتقلل الجماعة (رد المحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۱ ط.س ج ۱ ص ۳۶۸) ويستحب تعجيل المغرب في كل زمان كذا في الكافي وكذا تاخير العشاء الى ثلث الليل الخ وفي يوم الغيم يؤخر الفجر الخ ويعجل العشاء كيلا يقع عن مطر اوثلج الجماعة هكذا في محيط السرخسي هذا في الازمنة كلها (عالمگیری مصری الباب الاول في المواقيت فصل ثاني ج ۱ ص ۴۸ ط ماجديه ج ۱ ص ۱۵) ظفير (۴) واذا كان اليوم يوم غيم فالمستحب في الفجر والظهر والمغرب تاخيرها يعني بالتاخير عدم التعجيل في اول الوقت لا التاخير الشديد الذي يشک بسببه في بقاء الوقت وذالک لان التعجيل في الفجر يؤدي الى تقليل الجماعة بسبب الظلمة وربما تقع قبل الوقت وكذا في الظهر والمغرب لا يؤمن بالتعجيل من وقوعهما قبل الزوال والغروب قال في المحيط المراد من تاخير المغرب قدر ما يحصل التيقن بالغروب الخ (غنية المستملي شرط خامس ص ۲۳۳) ظفير

عشاء سے پہلے سونا جب کہ جماعت فوت نہ ہو:۔

(سوال ۳۱) نماز مغرب کی پڑھ کر سو رہا اور عشاء کے وقت جاگا تو نماز عشاء میں تو کچھ خلل نہ ہوگا۔

(جواب) نماز عشاء میں کچھ نقصان نہ ہوگا لیکن عشاء سے پہلے سونا اچھا نہیں۔(۱)

اذان مغرب و عشاء میں فاصلہ:۔

(سوال ۳۲) اذان مغرب و عشاء میں کس قدر فاصلہ درکار ہے۔ کیا جس جگہ بحساب دھوپ گھڑی قریب سوا سات بجے شام کے اذان مغرب ہوتی ہو وہاں اسی گھڑی سے ۸ بجے اذان عشاء ہو کر فرض ادا کر سکتے ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ کم از کم ایک گھنٹہ پچیس منٹ کا فاصلہ اذان مغرب و عشاء میں ہونا چاہئے۔ اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) غروب کے بعد عشاء کا وقت عند الامام ابی حنیفہؒ اس وقت ہوتا ہے کہ شفق ابیض غائب ہو جاوے۔(۲) اس کی مقدار بعض موسموں میں ایک گھنٹہ چوبیس پچیس منٹ اور بعض موسموں میں ایک گھنٹہ ۲۷ منٹ اور بعض موسموں میں اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ پس مغرب و عشاء میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کم فاصلہ نہ کرنا چاہئے بلکہ احتیاطاً پونے دو گھنٹہ کا فاصلہ کرنا چاہئے اور جنتری طلوع و غروب آفتاب و صبح صادق وغیرہ سے مقدار وقت ہر زمانہ میں معلوم ہو سکتی ہے۔ فقط

ابتداء وقت عصر عند الامام:۔

(سوال ۳۳) امام اعظمؒ کے نزدیک ایک مثل پر عصر کا وقت ہو جانے کی روایت معتبر اور مفتی بہ ہے یا دو مثل کی یا دونوں فتوے دینے اور عمل کرنے میں ایک درجہ کی معتبر اور صحیح ہیں۔

(جواب) حنیفہ کا فتویٰ ہر دو قول پر ہے۔(۳) لیکن احوط دو مثل پر عصر کو پڑھنا ہے اور اسی پر ہمارے مشائخ کا عمل ہے۔ فقط۔

صبح کی نماز کب پڑھی جائے:۔

(سوال ۳۴) صبح کی نماز کے بعد کتنا وقت رہنا چاہئے۔

(جواب) امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے کہ صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔(۴) یعنی تاخیر کرنی چاہئے اس قدر کہ نماز فرض ادا کرنے کے بعد اتنا وقت طلوع آفتاب تک باقی رہے اگر امام وغیرہ کا بے وضو ہونا ظاہر ہو یا کسی وجہ سے نماز کے اعادہ

---

(۱) قال فی البرهان ویکره النوم قبلها والحدیث بعدهالنهی النبی صلی الله علیه وسلم عنهما الخ وقال الطحاوی انما کره النوم قبلها لمن خشی علیه فوت وقتها او فوت الجماعة فیها واما من وکل نفسه الی من یو قظه فیباح النوم (ردالمحتار کتاب الصلوة تحت قول وتاخیر عشاء الی ثلث اللیل ج ۱ ص ۳۴۱ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر.

(۲) واول وقت المغرب اذا غربت الشمس واخر وقتها مالم یغب الشفق الخ ثم الشفق هو البیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة وعندهما هو الحمرة (هدایه. کتاب الصلوة. باب المواقیت ج ۱ ص ۷۷ و ج ۱ ص ۷۸)

(۳) ووقت الظهر من زواله الی بلوغ الظل مثلیه وعنهٔ مثله وهو قولهما الخ وبه یفتی (درمختار) قوله الی بلوغ الظل مثلیه هذا ظاهر الروایة عن الامام وهو الصحیح بدائع ومحیط وینابیع وهو المختار غیاثیة واختاره الامام المحبوبی الخ وفی روایة عنه ایضا انه بالمثل یخرج وقت الظهر ولا یدخل وقت العصر الا بالمثلین ذکرها الزیلعی وغیره الخ (رد المحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۲ ط.س.ج ۱ ص ۳۵۰) (۴) والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اٰیة ثم یعیده بطهارة لو فسد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۹ ط.س.ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر

کی ضرورت ہوتو آفتاب کے طلوع سے پہلے پہلے پھر نماز کا اعادہ ہو سکے۔ پس پندرہ بیس منٹ باقی رہنا طلوع آفتاب میں بعد نماز کے کافی ہے۔ فقط۔

لندن میں اوقات نماز:۔

(سوال ۳۵) جس جگہ تین ۳ بجے دن نکلے اور نو ۹ بجے دن چھپے یعنی لندن میں ایسا وقت ہے تو اس حساب سے ۱۸ گھنٹہ کا دن اور ۶ گھنٹہ کی رات ہوتی ہے تو نماز مغرب بعد غروب ہی پڑھے یا کہ بارہ گھنٹہ کے حساب سے پڑھی جاوے، اور اسی طرح عشاء کی نماز کس طرح پر اور کس وقت پڑھی جاوے۔

(جواب) نماز مغرب بعد غروب کے پڑھے۔ اسی طرح سب نمازیں وہاں کے حساب سے پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایام بارش میں مستحب اوقات نماز:۔

(سوال ۳۶) نماز پنجگانہ فرض کا وقت مستحب ایام بارش میں گھڑی کے حساب سے کتنے بجے ہوجاتا ہے۔

(جواب) اوقات نماز میں شرعاً وسعت بہت ہے اس لئے گھنٹہ و گھڑی سے کوئی خاص وقت معین کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ شرعاً کوئی خاص وقت مقرر ہے کہ اس قدر گھنٹہ اور منٹ ہوئے پر فلاں نماز پڑھی جاوے۔ شرعاً یہ حکم ہے کہ اس قدر تاخیر نہ ہو کہ وقت مکروہ آجاوے اور وقت مستحب کا خیال رکھا جاوے۔ مثلاً ظہر کی نماز ایک بجے سے تین بجے تک جس وقت اجتماع نمازیاں ہوجاوے پڑھ سکتے ہیں، لیکن بہتر تاخیر ہے۔ مثلاً آج کل موسم برسات میں دو اڑھائی بجے یا کچھ بعد پڑھ لی جاوے، تو بہتر ہے اور عصر کی نماز ۵ بجے سے ۶ بجے تک کے درمیان میں پڑھیں اور صبح کی نماز سوا پانچ بجے یا ساڑھے پانچ بجے تک پڑھیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ طلوع آفتاب آج کل چھ بجے کے قریب ہے، ساڑھے پانچ بجے بھی آدھ گھنٹہ باقی رہتا ہے پڑھ سکتے ہیں اور ضرورت ہوتو اعادہ بھی کر سکتے ہیں۔(۱) الغرض جس قدر صبح کی نماز میں اسفار ہو بہتر ہے۔ **قال علیه الصلوٰة والسلام اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر.** (۲)

نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں:۔

(سوال ۳۷) رمضان شریف میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے پڑھ لی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔(۳) فقط۔

(۱) یہ اوقات دیوبند کے ہیں یہاں سے دوسرے مقامات میں کچھ فرق ہوتا ہے اس کا لحاظ ہر حال میں ملحوظ رہنا ضروری ہے ۱۲۔
(۲) مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ ۱۲ ظفیر۔
(۳) وقت صلوة الفجر الخ من اول طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۲ و ج ۱ ص ۳۳۲ ط س ج ۱ ص ۳۵۹) وعن قتادة عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم و زید بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام نبی الله صلی الله علیه وسلم الی الصلوة فصلی قلنا لانس رضی الله تعالیٰ عنه کم کان بین فراغهما من سحورهما و دخولهما فی الصلوة قال قدر ما یقرء الرجل خمسین آیة رواه البخاری (مشکوٰة باب تعجیل الصلوة فصل اول ص ۶۰) محمد ظفیر الدین غفرله

نمازِ مغرب میں افطار کی وجہ سے تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۸) بوقت افطار لوگوں کی لائی ہوئی افطاری کھا کر نماز مغرب ادا کرتے ہیں۔ ایک شخص اس پر معترض ہے کہ بعد نماز کے کھاؤ۔ مگر اذان ہوتے ہی صرف چھوہارے سے روزہ افطار کر کے فوراً نماز کو کھڑے ہو جاؤ۔ اور وہ شخص ناراض ہو کر جماعت مغرب علیٰحدہ کرتا ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) افطاری کی وجہ سے نماز مغرب میں کچھ دیر کرنا جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اطمینان سے روزہ افطار کر کے اور پانی پی کر اور کچھ کھا کر جو موجود ہو نماز پڑھنی چاہئے۔ پس جو شخص اس تاخیر معمولی کی وجہ سے ناراض ہوا اور علیٰحدہ نماز پڑھنے لگا اس نے خطا کی اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو اور اس تاخیر کو جو بوجہ افطار کرنے روزہ کے ہے خلاف شرع نہ سمجھے۔ (۱) یہ عین حکم شریعت کا ہے۔ فقط۔

مغرب وعشاء کے درمیان مقدار فاصلہ:۔

(سوال ۳۹) مذہب حنفی میں غروب آفتاب یعنی مغرب کی نماز کے بعد اور اول وقت عشاء میں کس قدر فصل متفق علیہ احناف ہونا ضروری ہے۔ دوم یہ کہ ایام صیف وشتاء میں مابین مغرب وعشاء وقت کی ایک ہی مقدار معین ہے یا کچھ کمی و بیشی گھنٹہ اور منٹ میں ہوتی رہتی ہے۔

(جواب) عشاء کا وقت غیبوبت شفق کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور شفق کے بارہ میں امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔ صاحبین کے نزدیک شفق احمر کی غیبوبت پر عشاء کا وقت ہوتا ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک شفق ابیض کی غیبوبت پر عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے۔ (۲) اور ظاہر ہے کہ قول امام اعظمؒ پر عمل کرنا احوط ہے۔ کما فی الشامی وقوله احوط۔ (۳) اس کے بعد واضح ہو کہ شفق ابیض غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غائب ہوتا ہے اور اس میں صیفاً وشتاءً چند منٹ کا تفاوت ہوتا ہے۔ چنانچہ جنتری طلوع وغروب آفتاب سے جس میں وقت عصر و وقت عشاء حسب مذہب امام اعظمؒ درج ہے، واضح ہوتا ہے کہ یکم اگست ۱۹۲۱ء کو غروب آفتاب ۷ بج کر ۱۷ منٹ پر ہے۔ اور وقت عشاء موافق مذہب امام اعظمؒ ۸ بج کر ۴۷ منٹ پر ہے اس سے واضح ہوا کہ تفاوت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ تیس منٹ ہے اور ۳۱۔ اگست ۱۹۲۱ء کو غروب آفتاب ۶ بج کر ۴۸ منٹ پر ہے اور وقت عشاء ۸ بج کر ۱۳ منٹ پر ہے اس وقت تفاوت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ پچیس منٹ ہے الغرض ہمیشہ مابین غروب آفتاب وغروب شفق میں تقریباً اسی قدر فاصلہ رہتا ہے۔ پس

(۱) جب وقت میں گنجائش ہے اور ایک ضروری امر کی وجہ سے ذرا دیر کی جاتی ہے تو اس میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ ووقت المغرب الی غیبوبة الشفق (عالمگیری کشوری اوقات الصلوة ج ۱ ص ۴۹ ط ماجدیه ج ۱ ص ۵۰) عن ابی ایوب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال امتی بخیر او قال علی الفطرة مالم یوخر و المغرب الی ان تشتبک النجوم رواه ابو داؤد (مشکوٰة باب تعجیل الصلوٰة فصل ثانی ص ۶۱) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جب تک ستارے زیادہ تعداد میں آسمان پر نکل کر نہ چمک جائیں تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ وفی القنیة یکره تاخیر المغرب عند محمد رحمة الله علیه وفی روایة عن ابی حنیفة ولا یکره فی روایة الحسن عنه مالم یغب الشفق والاصح انه یکره الا من عذر کالسفر والکون علی الاکل ونحوهما الخ والذی اقتضته الاخبار کراهة التاخیر الی ظهور النجوم وما قبله مسکوت عنه فهو علی الاباحة (غنیة المستملی ص ۲۳۳) ظفیر
(۲) ثم الشفق هو البیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة وعندهما هو الحمرة (هدایه، باب المواقیت ج ۱ ص ۷۸) ظفیر
(۳) رد المحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۵ ط س ج ۱ ص ۳۶۱ ۱۲

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غروب آفتاب سے عشاء کا وقت ہو جاتا ہے اور صاحبینؒ کے مذہب کے موافق بارہ منٹ پہلے وقت عشاء کا ہوتا ہے کیونکہ تفاوت مابین شفق احمر وابیض بارہ منٹ کا ہے۔ کما فی الشامی ذکر العلامه المرحوم الشیخ خلیل الکاملی الخ ان التفاوت بین الفجرین و کذا بین الشفقین الاحمر والابیض انما هو بثلث درج الخ۔(۱) اور ایک ایک درجہ ۴ منٹ کا ہے۔ پس تین درجے ۱۲ منٹ کے مساوی ہوئے۔ فقط۔

مسئلہ فی الزوال:۔

(سوال ۴۰) بعض غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسئلہ فی الزوال کی کوئی اصل نہیں کیونکہ مدینہ شریف میں فیٔ الزوال نہیں تھا۔

(جواب) مثل یا مثلین علاوہ فی الزوال کے لینا متفق علیہ مسئلہ ہے اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔ من شاء فلیراجع الیها۔(۲)

وقت مغرب کی مقدار اور اس میں لمبی قراءت:۔

(سوال ۴۱) امام بوقت مغرب نماز میں لمبی سورۃ کہ جس سے وقت تنگ ہو جاوے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) غروب سے شفق ابیض کے غائب ہونے تک امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وقت مغرب کا رہتا ہے جس کی مقدار تقریباً سوا گھنٹہ یا کچھ منٹ زیادہ ہے۔(۳) اور صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کے غائب ہونے تک وقت مغرب کا رہتا ہے جو پہلی مقدار سے کم ہے۔(۴) اور مغرب میں قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک سورۃ کا پڑھنا مستحب ہے۔ پس بہت لمبی سورہ مغرب میں پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ اور خلاف سنت ہے۔(۵) فقط۔

وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق:۔

(سوال ۴۲) اگر صبح چار بجے ہو تو جماعت صبح کا وقت اصلی کون سا ہوگا۔

(جواب) اگر صبح صادق ۴ بجے مثلاً ہوتی ہے تو نماز فجر پانچ سوا پانچ بجے تک بلکہ اس کے بھی بعد تک پڑھ سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ طلوع آفتاب سے دس پندرہ منٹ پہلے فارغ ہو جانا چاہئے۔(۶) فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۳۲ ط.س ج ا ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر

(۲) ووقت الظهر من زواله الخ الی بلوغ الظل مثلیه الخ سوی فئی یکون للاشیاء قبیل الزوال ویختلف باختلاف الزمان والمکان الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۳۳. ط س ج ا ص ۳۵۹) ظفیر

(۳) ثم الشفق هو البیاض الذی فی الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفة وعندهما هو الحمرة (هدایه باب المواقیت ج ا ص ۸۰) ظفیر

(۴) ووقت المغرب منه الی غروب الشفق وهو الحمرة عندهما (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۳۴. ط.س ج ا ص ۳۶۱) ظفیر

(۵) ویسن فی الحضر لامام ومنفرد والناس عنه غافلون طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر ومنها الی اخر لم یکن اوساطه فی العصر والعشاء وباقیة قصاره فی المغرب ای فی کل رکعة (ایضاً فصل فی القراة ص ۵۰۳ ج ا ط.س ج ا ص ۵۳۹ - ۵۴۰) ظفیر

(۶) ووقت صلوٰة الفجر الخ من طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء الخ والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم به هو المختار بحیث یرتل اربعین اية ثم یعیده بطهارة لو فسد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ا ص ۳۳۱. ط س ج ا ص ۳۵۹) ظفیر

نماز فجر میں تاخیر:۔

(سوال ۴۳) یہاں کے امام نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں کہ زردی صبح کی ظاہر ہو جاتی ہے اور ظہر کی نماز میں دو چند سایہ تک دیر کرتے ہیں اور عصر کی نماز گھڑی بھر دن رہے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر نماز میں تاخیر لازم ہے۔ حالانکہ قرآن شریف میں اول اوقات کی تاکید وارد ہے۔

(جواب) آپ کے امام صاحب جن اوقات میں صبح اور ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے ہیں یہ حنفیہ کے مذہب اور کتب فقہ کے موافق ہے۔ صبح میں خوب اسفار کرنا اور عصر میں تاخیر کرنا اس قدر کہ گھنٹہ پون گھنٹہ دن رہ جاوے مستحب ہے اور موسم گرما کے ظہر میں ابراد اور تاخیر کرنا مستحب ہے مگر دو مثل سایہ سے پہلے پہلے پڑھ لی جاوے۔(۱) احادیث میں صبح میں اسفار کی فضیلت اور عصر کی تاخیر وارد ہوئی ہے۔ اور ظہر میں ابراد کا حکم وارد ہوا ہے۔ باقی اوقات نماز کے ابتداء و انتہاء معروف و مشہور ہیں۔ افضل یہ ہے جو مذکور ہوا۔(۲) فقط

وقت نماز مغرب:۔

(سوال ۴۴) آیا بمجرد ظلمت شرقی وقت مغرب می شود یا بہ زوال حمرت شرقی و در بلاد ما یاں بہ فاصلہ شش کروہ جبل از جانب مغرب بلند واقع است پس در ینجا چگونہ وقت مغرب متحقق شود۔

(جواب) وقت مغرب بغروب آفتاب شروع می شود و بمجرد غروب ظلمت شرقی محسوس می شود و برہمیں مدار افطار روزہ و نماز مغرب از شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت شدہ است و نقشہ طلوع و غروب کہ مجرب اکثر بلاد است باید داشت ہر گاہ موافق آں نقشہ غروب معلوم شود و آثار آں مثل ظلمت شرقی محسوس شود نماز مغرب ادا باید کرد و انتظار زوال حمرۃ نباید کرد۔(۳) فقط۔

نماز ظہر دوسرے مثل میں:۔

(سوال ۴۵) دیدہ و دانستہ نماز ظہر دوسرے مثل میں ہمیشہ ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) فی الشامی عن الطحطاوی عن الحموی عن الخزانۃ الوقت المکروہ فی الظھر ان ید خل فی حد الا ختلاف واذا اخرہ حتی صار ظل کل شئی مثلہ فقد دخل فی حد الا ختلاف .(۴) پس معلوم ہوا کہ ظہر میں اس قدر تاخیر کرنا کہ حد اختلاف میں داخل ہو جاوے یعنی سایہ ایک مثل ہو جاوے تو یہ مکروہ ہے۔ و قبیہ

(۱) ویستحب فی صلوۃ الفجر الا سفار بھا بان تصلی فی وقت ظھور النور و انکشاف الظلمۃ والغلس الخ لقولہ علیہ السلام اسفر وابا لفجر فانہ اعظم للاجر رواہ الترمذی و قال حدیث حسن الخ ثم استحباب الا سفار عندنا عام فی الا زمنۃ کلھا الا فی صلوۃ الفجر یوم النحر بمزدلفۃ فان المستحب فیھا التغلیس اجماعاالخ ویستحب ایضا عندنا الا براد بالظھر فی الصیف لما تقدم من الحدیث اذا شتد الخ فابردوا بالصلوۃ الخ وھو عام فی جمیع البلاد بجمیع الناس لا طلاق الحدیث ویستحب ایضا عندنا تاخیر العصر فی کل الا زمنۃ الا یوم الغیم مالم تتغیر الشمس الخ کما ورد عنہ علیہ السلام فی حدیث بریدۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم صل العصر والشمس مرتفعۃ بیضاء نقیۃ غنیۃ المستملی ص ۲۳۰ ظفیر (۲) المستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم بہ الخ وتا خیر ظھر الصیف مطلقا الخ وتاخیر عصر صیفا وشتاء توسعۃ للنوافل مالم یتغیر ذکاء الخ وتا خیر عشاء الی ثلث اللیل الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۳۹ ط س ج ۱ ص ۳۶۶) ظفیر (۳) واول وقت المغرب اذا غربت الشمس بالا جماع (غنیۃ المستملی ص ۲۲۶) ظفیر مفتاحی (۴) رد المحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۳۰ ط س ج ۱ ص ۳۵۹، ۲ ظفیر۔

قبیله والا حسن مافی السراج عن شیخ الا سلام ان الا حتیاط ان لا یو خر الظهر الی المثل الخ.(۱)فقط۔

عشاء کی اذان و جماعت میں فاصلہ:۔

(سوال ۴۶) عشاء کی اذان سے کتنی دیر بعد جماعت ہونی چاہئے۔

(جواب) عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور اذان کے بعد کچھ تحدید نہیں ہے کہ کتنی دیر کے بعد نماز پڑھیں بلکہ جب نمازی جمع ہو جاویں جماعت کر لی جائے یا جو وقت سہولت نمازیوں کی غرض سے معین کر دیا جائے۔ مثلاً آج کل آٹھ بجے یا ساڑھے آٹھ بجے یا نو بجے یا کچھ کم و بیش جماعت کر لی جائے۔(۲)فقط۔

ابر آلود دن میں نماز عصر:۔

(سوال ۴۷/ ۱) اگر سورج ابر میں پوشیدہ ہو جس سے مثلین کا پتہ نہ چل سکے اور گھڑیوں کا اختلاف ظاہر ہے تو عصر کی نماز کس انداز پر پڑھنی چاہئے۔

عصر و مغرب کے درمیان مدت فصل:۔

(سوال ۴۸/ ۲) مغرب اور عصر کے درمیان مفتی بہ متفقہ کس قدر فاصلہ ہے۔

عصر اگر دو گھنٹہ پہلے مغرب سے پڑھی گئی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۹/ ۳) اگر عصر کی نماز مغرب سے پورے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو وہ نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱ تا ۳) موسموں کے اختلاف سے اوقات بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ اب جب کہ دن بہت بڑا ہے تو مغرب سے دو گھنٹہ قبل بھی عصر کا وقت ہے یعنی دو مثل سایہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس ماہ جولائی میں پانچ بج کر ۲۳ منٹ پر دو مثل سایہ ہو جاتا ہے اور غروب ۷ بج کر ۲۸ منٹ پر یا ۲۹ منٹ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج کل فاصلہ مابین المثلین و مابین المغرب دو گھنٹہ سے کچھ زیادہ ہے۔ اسی طرح مئی اور جون میں بھی قریب قریب دو گھنٹہ کا فاصلہ رہا ہے اور گھڑیوں میں جو اختلاف ہوتا ہے وہ ظاہر ہے کہ دو چار منٹ کا ہوتا ہے پس ابر میں احتیاط کرنی چاہئے۔ اور مثلاً نقشہ میں ۵۔۲۳ منٹ پر مثلین کا وقت ہے۔ یعنی وقت عصر ہوتا ہے تو اس میں احتیاط کی جاوے کہ ساڑھے پانچ بجے یا اس کے بعد پونے چھ بجے تک نماز عصر پڑھ لی جائے۔ فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۳۳ ط س ج ۱ ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویجلس بینهما (ای بین الا ذان والا قامة) بقدر ما یحضر الملا زمون مرا عیا لو قت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما قدر ثلاث ایات قصار ویکره الوصل اجماعا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ ط س ج ۱ ص ۳۸۹. ظفیر

نمازِ عشاء اخیر رات میں نیند کے بعد درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۵۰) عشاء کی نماز ایک شخص صبح کو دو یا تین بجے نیند کر کے ادا کرتا ہے، یہ شرعاً کیسا ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے پس یہ طریق اس شخص کا اچھا نہیں ہے بلکہ اس کی عادت کر لینا مکروہ و ممنوع ہے اور سونے سے بہتر یہ ہے کہ نماز عشاء سونے سے پہلے ادا کر لیوے۔(۱) فقط۔

مقررہ وقت سے جماعت میں تاخیر :۔

(سوال ۵۱) مسجد میں نماز کے اوقات مقرر ہیں اور گھڑی بجتے پر فوراً جماعت کھڑی ہو جاتی ہے۔ تو اگر مثلاً کسی مقتدی نے وقت سے کچھ پہلے سنتوں کی نیت باندھی اور فوراً گھڑی بج گئی تو وہ امام اس کا انتظار کرے یا نہیں۔ اگر کرے تو ممکن ہے کہ دوسرا مقتدی بھی نیت باندھ لے۔ اس طرح تسلسل چلے گا۔ اس میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ مسئلہ واضح ہے اور سب کو معلوم ہے کہ نمازوں کے اوقات شرعاً موسع ہیں ان میں تنگی نہیں ہے۔ جس وقت بھی وقت مستحب کے اندر نماز پڑھیں صحیح ہے۔ اور استحباب، تاخیر و تعجیل بھی کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے کہ فلاں وقت کی نماز میں تاخیر مستحب ہے اور فلاں میں تعجیل۔ اس کے بعد اگر انتظاماً کوئی وقت بغرض سہولت نمازیان و انتظام جماعت مقرر کر لیا جاوے تو اس میں شرعاً کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ جو وقت بغرض انتظام و سہولت نمازیان مقرر کیا جاوے اس کو ایسا حتمی اور لازمی نہ سمجھا جاوے کہ اس میں دو چار منٹ کی تقدیم و تاخیر کسی ضرورت سے بھی نہ کی جاوے کیونکہ یہ حکم شرعی نہیں ہے کہ فلاں منٹ اور گھنٹہ پر ضرور جماعت ہو۔ یہ امر اپنے مصالح اور انتظام پر مبنی ہے۔(۲) لہٰذا اگر کبھی ایسا ہو کہ کوئی صاحب سنتیں پڑھ رہے ہیں اور ان کی وجہ سے دو چار منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو اس میں کچھ محذور شرعی لازم نہیں آتا اور مقتدیوں کی رعایت شرعاً محمود و پسندیدہ ہے لیکن نہ ایسی رعایت جس میں زیادہ لوگوں کا حرج ہو۔ الغرض ایسے امور میں جو شرعاً ہر طرح موسع ہیں جیسی مصلحت اور مقتضائے انتظام ہو اس کے موافق عمل کیا جاوے شرعاً ہر طرف گنجائش ہے۔ فقط۔

---

(۱) ویستحب تعجیل المغرب الخ وتاخیر العشاء الی ما قبل ثلث اللیل الخ والتاخیر الی نصف اللیل مباح لان دلیل الکراهة وهو تقلیل الجماعة عارضه دلیل الندب وهو قطع السمر بواحد فیثبت الا باحة الی النصف والی النصف الاخیر مکروه (هدایه باب المواقیت ج ۱ ص ۶۷) وتاخیر الی مابعده ای بعد نصف اللیل الی طلوع الفجر مکروه اذا کان بغیر عذر الخ اما اذا کان بعذر فالضرورات تبیح المحظورات (غنیة المستملی ص ۲۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر.

(۲) ینتظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلة وکبیرها کذا فی معراج الدرایة وینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ویقیم فی وسطه حتی یفرغ المتوضی من وضوئه والمصلی من صلاته والمعتصر من قضاء حاجته کذا فی التاتار خانیة (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الاذان فصل ثانی ج ۱ ص ۵۳ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۷) ظفیر

رئیس المحلة لا ینتظر مالم یکن شریرا والوقت متسع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰) ویجلس بینهما بقدر ما یحضر الملازمون مراعیا لوقت الندب الا فی المغرب فیسکت قائما ثلاث ایات (ایضاً ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹) ظفیر.

وقت عصر اور مثل و مثلین کی بحث :۔

(سوال ۵۲) یہاں ایک مسجد کے امام جو حنفی ہونے کی مدعی ہیں نماز عصر دو گنے سایہ کے بعد ادا کرتے ہیں چونکہ مقتدی اکثر شوافع ہیں وہ چاہتے ہیں کہ عصر کی نماز ایک مثل پر ہو۔ چنانچہ پیش امام سے درخواست کرتے ہوئے ان کی توجہ صاحبین کے قول کی طرف مبذول کرائی گئی مگر آپ نہیں مانتے۔ آیا مذہب امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ میں عصر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور عند الحنفیہ ایک مثل پر عصر کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہے اور ایک روایت امام ابوحنیفہ سے بھی یہی ہے اور ائمہ ثلثہ کا یہی مذہب ہے اور در مختار میں کہا کہ یہی ماخوذ بہ ہے اور اسی پر عمل ہے اور مفتی بہ ہے۔(۱) لیکن علامہ شامی نے رد المحتار میں نقل فرمایا ہے کہ ظاہر الروایۃ امام صاحب سے یہ ہے کہ عصر کا وقت دو مثل پر شروع ہوتا ہے اور بدائع وغیرہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے قوله اى بلوغ الظل مثليه الخ هذا ظاهر الرواية عن الا مام نهايه وهو الصحيح بدايع ومحيط وينا بيع وهو المختار غيا ثيه واختاره الا مام المحبوبى وعول عليه النسفى وصدر الشريعة الخ .(۲) الغرض اس میں شک نہیں ہے کہ احوط امام صاحب کا مذہب ہے اور ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھنے میں شبہ قبل از وقت نماز ہونے کا ہے اور دو مثل پر باتفاق ائمہ نماز صحیح ہے اور شوافع کے مذہب میں بھی اس میں کچھ کراہت نہیں ہے لہذا شوافع کو امام حنفی کو مجبور نہ کرنا چاہئے کہ ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھے کیونکہ دو مثل تک تاخیر میں شوافع کے نزدیک بھی کراہت نہیں آتی اور باتفاق نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ بخلاف ایک مثل پر پڑھنے کے کہ اس میں موافق ظاہر الروایۃ کے عند الامام الاعظم نماز نہ ہوگی قال فى الشامى والاحسن مافى السراج عن شيخ الا سلام ان الاحتياط ان لايؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤ ديا للصلاتين فى وقتهما بالا جماع الخ ص ۴۴۰ شامی جلد اول (۳) فقط۔

ابتداء وقت مغرب :۔

(سوال ۵۳) اول وقت مغرب کا غروب شمس سے شروع ہوتا ہے یا کب۔ اس بارہ میں قول فیصل کیا ہے۔

(جواب) اول وقت مغرب غروب شمس کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ باتفاق كما نقل فى السوال من الدلائل وهذا لا خفاء فيه ولا خلاف .(۴) فقط۔

---

(۱) ووقت الظهر من زوالها الى بلوغ الظل مثليه وعند مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الا مام الطحاوى وبه نأخذ وفى غرر الاذكار وهو المأخوذ به وفى البرهان هو الا ظهر لبيان جبرئيل وهو نص فى الباب وفى الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۲ و ج ۱ ص ۳۳۳ ط.س ج ۱ ص ۳۵۹) ظفير (۲) رد المحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۲ ط.س ج ۱ ص ۳۵۹ ۱۲ ظفير
(۳) رد المحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۳ ط.س ج ۱ ص ۳۵۹ ۱۲ ظفير
(۴) ووقت المغرب منه اى بعد الغروب الى غروب الشفق (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۳ ط.س ج ۱ ص ۳۶۱) ظفير

حنفی و شافعی دونوں مقتدی ہوں تو اوقات میں کس کی رعایت کی جائے:۔

(سوال ۴۵) فی بلدة کثیر الا حناف ودونهم الشوافع امام اهل المذهبین حنفی ففی هذه الصورة هل یعین وقت الظهر وانتها ئه وشروع وقت العصر علی مذهب الحنفی وعلی مذهب الشافعی وکیف الفتوی۔

(جواب) وفی المسئلة الثانیة ینبغی ان یرا عی الا مام فی اوقات الصلوٰة مذهب الا مام الا عظم رضی الله عنه فان الاحتیاط فی صلوٰة الظهر والعصر فی مذهبه رضی الله عنه کما فی ردالمحتار والاحسن ما فی السراج من شیخ الا سلام ان الا حتیاط ان لا یو خر الظهر الی المثل وان لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤ دیا للصلوتین فی وقتهما بالا جما ع الخ (۱) فقط۔

نماز مغرب وعشاء کا وقت:۔

(سوال ۴۶) مغرب کا وقت کس وقت ہوتا ہے اور عشاء کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ عشاء کا وقت نو بجے ہوتا ہے اور ایک صاحب کہتے ہیں کہ ساڑھے آٹھ بجے ہو جاتا ہے (سوال موسم گرما جون وجولائی سے متعلق ہے)

(جواب) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب در بارہ وقت عشاء کے یہ ہے کہ سفیدی کے غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت ہوتا ہے اور سفیدی بعد سرخی کے ہوتی ہے۔ سفیدی غائب ہونا آج کل قریب نو بجے کے ہے پس جب کہ مغرب کا وقت ساڑھے سات بجے ہو تو عشاء کا وقت نو بجے کے قریب ہوگا کیونکہ آج کل فصل مابین وقت مغرب وعشاء قریب ڈیڑھ گھنٹے کے ہے پس جو کہتے ہیں وقت عشاء کا نو بجے ہوتا ہے وہ صحیح ہے۔ ساڑھے آٹھ بجے آج کل وقت عشاء کا موافق مذہب صحیح امام ابو حنیفہ کے نہیں ہوتا۔ البتہ صاحبین جو سرخی کو شفق فرماتے ہیں ان کے مذہب کے موافق ساڑھے آٹھ بجے ہوتا ہے مگر امام صاحب کے اصل مذہب کے موافق نہیں ہوتا۔ گو روایات امام صاحب سے یہ بھی ہیں جو صاحبین کا قول ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی ہے جو بعد سرخی کے ہے اس کے موافق وقت عشاء کا اس وقت ہوتا ہے کہ سفیدی غائب ہو جاوے اور وہ قریب نو بجے کے یعنی ۹ بجے سے چار منٹ پہلے ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مغرب اور عشاء کے وقت کے درمیان کوئی دوسرا وقت نہیں ہے مگر جب کہ مغرب کا سفیدی کے غائب ہونے تک رہے گا اور عشاء کا وقت بعد سفیدی کے ہوتا ہے تو پھر کچھ اشکال نہیں رہا۔ (۲)

---

(۱) دیکھیے ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳ ط س ج ۱ ص ۳۵۹ ۱۲ ظفیر۔

(۲) (ردالمختار میں ہے) ووقت المغرب منه الی الغروب) الی غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة ووقت العشاء والوتر منه الی الصبح الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۳۷۳ ط س ج ۱ ص ۳۶۱) ردالمختار میں ہے قال فی الاختیار الشفق البیاض وهو مذهب الصدیق ومعاذ بن جبل وعائشة رضی الله عنهم آگے لکھتے ہیں قال العلامة قاسم فثبت ان قول الا مام هو الاصح ج ۱ ص ۳۷۱ ط س ج ۱ ص ۳۶۱) واول وقت صلوٰة المغرب اذا غربت الشمس بالا جماع ایضا واخر وقتها مالم یغب الشفق الحمرة الکائن قبل غیبوبة الشفق من الزمان وهو ای المراد بالشفق هو البیاض الذی فی الا فق الکائن بعد الحمرة التی تکون فی الا فق عند ابی حنیفة وقال ای ابو یوسف ومحمد وهو قول الا ئمة الثلاثة وروایة اسد بن عمرو عن ابی حنیفة ایضا المراد بالشفق هو الحمرة نفسها لاالبیاض الذی بعد ها الخ ولا وقت مهمل بینهما فبخروج وقت المغرب یدخل وقت العشاء اتفاقا غنیة المستملی ص ۲۲۶ وص ۲۲۷ ظفیر

نماز ظہر کا وقت عندالاحناف کیا ہے:۔

(سوال ۵۶) امام ابوحنیفہؒ است کہ نزدے وقت ظہر بجز فئ اصلی دو مثل است ثبوت ایں با حادیث صحیحہ ارقام فرمایند۔

(جواب) علامہ شامی گفتہ ان الا دلة تکا فئت ولم یظهر ضعف دلیل الا مام بل ادلته قویة ایضا کما یعلم من مرا جعة المطولات وشرح المنیة الخ (۱) اقول وقد استدل شارح المنیة لقول الا مام بحدیثین صحیحین حیث قال وله حدیث ابی هریرة رضی الله عنه عنه علیه الصلوة والسلام اذا اشتدا الحر فابردوا بالصلوٰة فان شدة الحرمن فیح جهنم رواه الستة . وعن ابی ذر رضی الله عنه قال کنا مع النبی صلی الله علیه وسلم فی سفر فارا دالمؤ ذن ان یو ٔذن فقال له ابرد ثم اراد ان یو ٔذن فقال له ابرد حتیٰ ساوی الظل التلول فقال النبی صلی الله علیه وسلم ان شدة الحرمن فیح جهنم رواه البخاری .(۲) ثم بین وجه الا ستدلال بالحدیثین (۳) فراجعه . فقط۔

عصر کا وقت:۔

(سوال ۵۷) کچھ لوگ یہاں پر نماز عصر ایک مثل پر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اول وقت یہی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں اور دیر کر کے علیحدہ جماعت کرتے ہیں اس صورت میں صحیح کیا بات ہے؟

(جواب) احتیاط اس میں ہے کہ نماز عصر دو مثل سے پہلے نہ پڑھیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ شرح منیہ میں احادیث صحیحہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں نقل فرمائی ہیں۔ شامی میں ہے فیه ان الادلة تکافئت ولم یظهر ضعف دلیل الا مام بل ادلته قویة ایضا کما یعلم من مرا جعة المطولات وشرح المنیة الخ .(۴) پس اچھا وہی لوگ کرتے ہیں جو ایک مثل پر عصر نہیں پڑھتے بلکہ دو مثل کا انتظار کرتے ہیں کیونکہ عبادات میں احتیاط لازم ہے ایک مثل پر پڑھنے میں شبہ وقت سے پہلے پڑھنے کا ہے۔ اور دو مثل پر پڑھنے میں بے شبہ نماز وقت میں ہوتی ہے پس شبہ میں پڑنا احتیاط کے خلاف ہے خصوصاً امر عبادات میں، اور تاخیر عصر میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ ایک مثل پر پڑھنے میں یہ فضیلت بھی ترک ہوتی ہے۔ لہذا جو لوگ ایک مثل پر جماعت کرتے ہیں ان کو فہمائش کرنی چاہئے کہ بعد دو مثل کے نماز پڑھا کریں تاکہ اس وقت سب شریک ہو جاویں۔ (۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳۳ ط س ج ۱ ص ۳۵۹. ۱۲ ظفیر.
(۲) غنیة المستملی ص ۲۲۶ ۱۲ ظفیر
(۳) شارح منیہ لکھتے ہیں وجه الا ستدلال بالحدیث الا ول ان شدة الحر فی دیارهم اذا کان ظل الشئی مثله وبا لثانی بانه صرح بان الظل قد ساوی التلول ولا قدر یدر ک لفئی الزوال ذالک الزمان فی دیارهم فثبت انه علیه الصلوة والسلام صلی الظهر حین صار ظل الشئی مثله (غنیة المستملی ص ۲۲۶ ط س ج ۱ ص ۳۵۹) ظفیر
(۴) رد المحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۳ ۱۲ ظفیر
(۵) قال المشائخ ینبغی ان لایصلی العصر حتی یبلغ المثلین ولا یؤ خرا لظهر الی ان یبلغ المثل لیخرج من الخلاف فیهما الخ (غنیة المستملی ص ۲۲۵) ظفیر

وقت ظہر کی تحقیق:۔

(سوال ۵۸) جناب کا جواب ملفوف آیا مگر جواب کافی نہ ہونے سے خلجان قائم رہا۔ بندہ نے دریافت کیا تھا کہ حدیث ابوہریرہؓ مرویہ موطاء امام صل الظهر اذا كان ظلک مثلک بصراحة النص مثبت الی المثلین وقت ظہر ہے یا نہیں؟ آپ نے ایضاح الادلہ کے حوالہ پر موقوف کردیا۔ لہذا ایضاح الادلہ میں دیکھا تو حدیث مذکور کی دلالت مفهوم نص یعنی دلا لۃ النص بقاء وقت ظهر بعد مثل پر بتائی گئی ہے چنانچہ عبارت بجنسہ یہ ہے ص ۱۳۳ صل الظهر اذا كان ظلک مثلک جس سے بشرط انصاف یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ بعد مثل بھی وقت ظہر باقی رہتا ہے۔ انتہی ص ۱۳۴ مگر تحدید وقت ظہر مثلین تک حدیث مذکور سے نہیں نکلتی۔ ص ۱۳۸ الصلوٰۃ ظہر اس کا وقت یقینی گو ایک مثل تک ہے لیکن اگر کسی ضرورت یا غفلت کی وجہ سے کسی کو صلوٰۃ مذکور کا وقت یقینی میں ادا کرنے کا اتفاق نہ ہوا تو اب بھی چاہئے کہ مابین مثلین اس کو ادا کرے کیونکہ یہ وقت گو وقت محتمل ہے تاہم اور اوقات سے تو عمدہ ہے ص ۱۴۶ یہ مطلب نہیں کہ وقت مذکور بالیقین وقت ظہر میں داخل ہے۔ اور جیسا تھا۔ وقت ظہر مثل تک یقینی ہے بعینہ ایسا ہی مثلین تک وقت ظہر باقی رہتا ہے بلکہ وقت ظہر یقینی تو مثل تک ہے ص ۱۴۷ ہم نہیں کہتے کہ یہ مذہب ٹھیک نہیں ہم تو خود اس قول کی صحت کے مقر ہیں ص ۱۴۷ روایت حضرت ابوہریرہ و ابوذر وغیرہ احادیث متعددہ سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ وقت ظہر میں زیادتی کی گئی۔ اور نیز مولانا مدظلہ درس تقریر ترمذی منقولہ مولوی اصغر حسین میں فرماتے ہیں ان احادیث سے صراحت نہیں نکلتی بخلاف حدیث جبرائیل کے کہ وہ مصرح ہے لہذا عمدہ یہ ہے کہ وقت ایک ہی مثل تک ہے۔ اور نیز مولانا تھانوی الاقتصاد ص اے میں فرماتے ہیں۔ حدیث ابوذرؓ اس سے ثابت ہوا کہ ایک مثل کے بعد وقت باقی رہتا ہے۔ اور حضرت گنگوہی قدس سرہ مکاتیب رشیدیہ ص ۲۲ میں بنام مولوی صدیق احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔ روایت حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں۔ اور فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۱۲ میں الجواب اس عبارت بستان المحدثین اور تفسیر مظہری سے قطعیہ اور نفی صراحۃ مثلین ہوتی ہے لہذا مذہب مثلین مرجوح ہے اور ایک قوی اور معمول بہ اکثر فقہاء ہے اور نیز نواب قطب الدین خان صاحب مرحوم تنویر الحق میں تحت حدیث ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا وقت ظہر کا دو مثل تک دلالۃ انتہی۔ اور مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری انتصار الحق میں فرماتے ہیں اور اس کلام حضرت ثناء اللہ پانی پتی واما اخرو قت الظهر فلم يوجد فی حدیث صحیح ولا ضعیف انه لا یبقی بعد ظل کل شیء مثله ولهذا خالف ابا حنیفة فی هذه المسئلة صاحباه ووا فقهما الجمهور کے اگر یہ معنی ہیں صراحۃ یہ لفظ کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر باقی رہتا ہے تو مسلم ہے اور ہم کو مضر نہیں اس لئے صراحۃ مذکور نہ ہونا واسطے ثبوت کے نہ ضروری ہے نہ ہمارا مدعا ہے۔

اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم تعلیق الممجد علی موطاء امام محمدؒ میں فرماتے ہیں والانصاف فی هذا المقام ان احادیث المثل صریحة واخبار المثلین لیست صریحة انتہیٰ حاصل یہ کہ حضرات اکابر کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مذکورہ و نیز کوئی حدیث درباره مثلین وقت ظہر میں بصراحۃ النص نہیں ہے۔ اگرچہ طرق ثلثہ اشارۃ النص۔ دلالة النص اقتضاء النص سے حضرات فقہاء نے استشہاد و استنباط فرمایا ہے اور یہی توجیہہ کلام حضرت

مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ منقولہ مکاتیب رشیدیہ ص ۴۴ کہ دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں اور منقولہ فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۹۴ قطعیت اور نفی صراحۃ مثلین ہوتی ہے۔ لہذا قول زید کا کہ حدیث مذکورہ دربارہ توقیت ظہر الی المثلین بصراحۃ النص ہے آپ کے نزدیک و نیز حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہ العالی کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۶۴ سوالات عشرہ کے جوابات نمبر ۹ میں یہ تحقیق فرمائی ہے کہ مسئلہ نمبر ۹ بخاری نے روایت کیا ہے عن ابی ذر قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول۔ سنوکہ ٹیلوں کا سایہ جب مساوی ٹیلوں کے ہوتا ہے کہ ایک مثل سے بہت زیادہ ہو جاوے جس کا دل چاہے مشاہدہ کر لیوے۔ تو اگر بعد ایک مثل کے وقت باقی تھا تو آپ نے اس وقت میں نماز پڑھی۔ یعنی ظہر کا وقت باقی تھا تو آپ نے بعد ایک مثل کے نماز پڑھی۔ بعد اس روایت صحیح کے طعن کرنا جہالت ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی کی اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تو پھر دیگر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ وقت عصر کے داخل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور درمیان میں کوئی حد فاصل نہیں ہے۔ لہذا دو مثل تک ظہر کا وقت باقی رہنا محقق اور بعد اس کے کہ حدیث بخاری سے ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد رہنا معلوم ہوا۔ یہ سوال کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃ ہے یا دلالۃ یا اشارۃ لا طائل ہے کیونکہ مفید وجوب سب ہیں۔ دلالۃ اور اشارۃ جو امر کسی نص سے ثابت ہوتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہے جیسا صراحۃ ثابت ہو۔ دیکھئے ضرب و شتم والدین کی جو آیت و لا تقل لھما اف سے دلالۃً ثابت ہے حرمت ویسی ہے جیسے اف کہنا یا اس سے بھی زیادہ۔ پس یہ تحقیق کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃ ہے یا دلالۃ۔ الخ لا طائل ہوا۔ باقی سب اقوال و عبارات و روایات اس مسئلہ کے متعلق آپ کے پیش نظر ہی ہیں بار بار اس کے چھیڑنے کی کیا حاجت ہے۔ اس قدر سمجھ لیجئے کہ یہ مسئلہ ثابت ہے۔ اور طعن اس پر جہالت ہے۔ کما قال المحقق الگنگوہی قدس سرہ العزیز۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز پنجگانہ کا قرآن سے ثبوت :۔

(سوال ۵۹) نماز پنجگانہ کی نسبت قرآن شریف میں کس کس آیت میں ذکر آیا ہے؟

(جواب) قال اللہ تعالیٰ واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفامن اللیل ان الحسنات یذھبن السیات ذالک ذکری للذاکرین۔ فی الجلالین طرفی النہار الغداۃ والعشی ای الصبح والعصر والظہر وزلفا من اللیل ای المغرب والعشاء۔ (۱) وقال تعالیٰ فسبحٰن اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظھرون۔ قال فی الجلالین حین تمسون وفیہ صلاتان المغرب والعشاء وحین تصبحون وفیہ صلاۃ الصبح وعشیا وفیہ صلاۃ العصر وحین تظھرون وفیہ صلاۃ الظہر۔ (۲) وفی الحدیث عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس صلوٰۃ افترضھن اللہ تعالیٰ من احسن وضوءھن وصلاھن لوقتھن

(۱) جلالین مطبوعہ مجتبائی۔ (۲) جلالین ص ۳۴۲

واتم رکوعهن وخشوعهن كان له على الله عهدا ان يغفر له الحديث رواه احمد و ابو داؤد وغيرهما .(۱) وعن ابي امامة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوا خمسكم وصوموا شهركم وادوا زكوة اموالكم واطيعوا اذا امركم تدخلوا جنة ربكم رواه احمد والترمذی.(۲)

ان آیات واحادیث سے فرضیت صلوٰت خمسہ واضح ہے اور دیگر آیات واحادیث بکثرت فرضیت صلوٰت خمسہ پر نص قاطع ہیں اور رکعات ہر ایک نماز کی معروف ومشہور ہیں وہ بھی قطعی ہیں ان کا انکار کفر ہے۔ فقط۔

شہر بلغار کا حکم:-

(سوال ۲۰) فتاوی محمدی مع شرح دیو بندی مصنفہ مولانا اصغر حسین صاحب میں یہ لکھا ہے کہ بلغار ایک شہر ہے جہاں مغرب کی نماز کے شفق غروب ہونے کے ساتھ صبح صادق نمودار ہو جاتی ہے عشاء کا وقت نہیں آتا۔ یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں کہ ان لوگوں پر نماز عشاء فرض نہیں ہوتی؟ جواب مفصل مع حوالہ کتب تحریر فرماویں۔ ایک صاحب اس مسئلہ کا شدومد سے انکار کرتے ہیں اور اہل بلغار پر نماز عشاء فرض ہوتی ہے یا نہ؟

(جواب) یہ مسئلہ جو فتاوی محمدی میں درج ہے صحیح ہے۔ فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ درمختار وشامی جو معتبر کتابیں فقہ کی ہیں ان میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔ معلوم نہیں وہ شخص کیوں انکار کرتا ہے۔ اگر یہ وجہ ہے کہ بلغار میں ایسا نہیں ہے تو واضح ہو کہ بلغار اور اس کے متعلقات بہت وسیع جگہ ہے اس میں بعض ایسا ہی حصہ ہے جہاں یہ حالت ہوتی ہے فقہاء نے بھی تجربہ اور مشاہدہ سے لکھا ہے، انکار کرنا اس کا جہالت ہے۔ باقی یہ کہ جس جگہ عشاء کا وقت نہ ہو وہاں عشاء کی نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ سو بعض فقہاء کا تو یہی مذہب ہے کہ وہاں عشاء کی نماز فرض نہیں کیونکہ وہاں وقت عشاء کا نہیں ہوتا جیسا کہ فتاوی محمدی میں مولوی سید اصغر حسین صاحب نے لکھا ہے۔ مگر محققین فقہاء جیسے ابن الہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عشاء کا وقت وہاں نہیں آتا لیکن عشاء کی نماز وہاں بھی فرض ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں پر پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے ان کو ہر جگہ اور ہر وقت پڑھنا چاہئے جیسا کہ حدیث دجال میں وارد ہے کہ ایک دن سال بھر کا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نمازوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس دن میں سال بھر کی نمازیں پانچوں وقت کی انداز کر کے پڑھو یعنی ہر ایک چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں ادا کرو۔ (۳) فقط۔

وقت نماز صبح اور اس میں قرأت کی مقدار:-

(سوال ۱/۲۱) ایک شخص صبح کی نماز صبح صادق سے طلوع آفتاب تک جو وقت ہے اس کا نصف گذرنے پر نماز پڑھنا

(۱ و ۲) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ ص ۵۸۔ ۱۲ ظفیر

(۳) وفاقد وقتهما كبلغار فان فيها يطلع الفجر قبل غروب الشفق فى اربعينية الشتاء مكلف بهما فيقدر لهما ولا ينوى القضاء وقت الاداء به افتى البرهان الكبير واختاره الكمال وتبعه ابن الشحنة فى الغازه فصححه فزعم المصنف انه المذهب وقيل لا يكلف بهما لعدم سببهما وبه جزم فى الكنز والدرر والملتقى وبه افتى البقالى ووافقه الحلوانى والمرغينانى الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار مطلب فى فاقد وقت العشاء كاهل بلغار ج ۱ ص ۳۳۱ ط.س ج ۱ ص ۳۶۲)(وانظر تحقيق المسائل فى رد المحتار ۱۲ ظفير)

ہے اور نماز میں کم سے کم چالیس آیات یا اس سے زیادہ پڑھتا ہے۔ ایک دوسرا شخص باوضو سنت پڑھ کر بیٹھا رہتا ہے اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ جب یہ سلام پھیرتا ہے وہ دوسری جماعت کرتا ہے۔ آیا ان دونوں میں کس کا عمل امام اعظمؒ کے موافق ہے؟

شافعی کی اقتداء میں اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے یا نہیں:۔

(سوال ۶۲ / ۲) اگر کوئی شافعی مذہب اذان ہوتے ہی اول وقت جماعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو حنفی کو اس جماعت میں شرکت لازم ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۳/۳) جو شخص نفسانی خواہش سے آخر وقت دوسری جماعت کرے آیا وہ آیات ذیل کے تحت میں آتا ہے ومن یعصی اللہ ورسولہ الایۃ ومن لم یحکم بما انزل اللہ الا یۃ

(سوال ۶۴ / ۴) یہ بات صحیح ہے یا نہیں کہ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ شروع ہونے پر صبح صادق ہو جاتی ہے۔

(جواب)(۱) امام اعظمؒ کے مذہب میں صبح کی نماز میں اسفا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس کی تاکید اور حکم فرمایا ہے اسفر و ابا لفجر فانہ اعظم للاجر۔ (۱) اس کے موافق آفتاب طلوع ہونے سے آدھ گھنٹہ پیشتر صبح کی جماعت شروع کرنا بھی کافی ہے جلدی کرنا صبح کی نماز میں اول تو خلاف ہے امام اعظمؒ کے مذہب کے۔ دوم جب کہ اس کی وجہ سے باہم نمازیوں میں تفرقہ ہوتا ہو کہ دوسرے مسلمان عدم شرکت جماعت اولی و جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے کراہت کے مرتکب ہوں پس ایسا امر کیوں کیا جاوے جو خلاف مذہب بھی ہو اور اس کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور جس مسجد کے نمازی حنفی ہوں تو کیا ضروری ہے کہ وہاں شافعی مذہب یا غیر مقلد کو امام بنایا جاوے جو خلاف مذہب حنفیہ عمل کرتا ہو۔ جماعت ثانی عند الحنفیہ بالضرور مکروہ ہے لیکن اگر اہل محلہ اور نمازی اس مسجد کے حنفی ہیں تو ان کے خلاف شافعی یا غیر مقلد کو جلدی نہ کرنی چاہئے اور یہ آیات جو سائل نے سوال نمبر ۳ میں درج کی ہیں کفار معاندین اسلام کے بارہ میں ہیں مسلمانوں کو ان آیات کا مصداق بتانا اور سمجھنا خود گمراہی ہے۔ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ مقدار مابین صبح صادق و طلوع آفتاب سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جاڑوں کی راتوں میں جب کہ رات قریب چودہ گھنٹے کے ہوتی ہے صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ بائیس منٹ کی مقدار ہوتی ہے اگر ساتواں حصہ شب کا سمجھا جاوے تو مقدار مذکور دو گھنٹہ ہونی چاہئے حالانکہ تجربہ اہل تجربہ و مشاہدہ عامہ و قواعد حسابیہ اس کے خلاف پر شاہد ہیں۔ اسی طرح امام اعظمؒ کا یہ مذہب سمجھنا کہ جو مقدار صبح سے طلوع تک ہے اس کے نصف گذرنے پر جماعت صبح کی کھڑی ہونی چاہئے غلط ہے یہ مذہب امام اعظمؒ کا مذہب نہیں ہے اور محققین حنفیہ کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ درمختار میں ہے و المستحب للرجل الابتداء فی الفجر بالاسفار والختم بہ ھو المختار بحیث یرتل اربعین ایۃ ثم یعیدہ بطھارۃ لو فسد وقیل یؤخر جدا لان الفساد موھوم۔ قولہ قیل یؤخر جدا قال فی البحر وھو ظاھر اطلاق الکتاب ای الکنز لکن لا یؤخرھا بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس الخ۔ (۲) فقط۔

(۱) مشکوۃ باب تعجیل الصلوۃ ص ۶۱ ۱۲ ظفیر

(۲) دیکھئے ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۳۹ ط س ج ۱ ص ۳۶۶ بعد مطلب طلوع الشمس من مغربھا ۱۲ ظفیر

عشاء کا وقت غروب آفتاب سے کتنی دیر بعد ہوتا ہے:

(سوال ۶۵) عشاء کا وقت کتنی دیر کے بعد ہوتا ہے اور فقہ کی کون سی کتاب میں اس کا تخمین وقت حنفیوں کے موافق لکھا ہوا ہے کہ مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ میں آتا ہے۔ بعض لوگ اتنی تاخیر کا انکار کرتے ہیں؟

(جواب) کتب فقہ میں اسی قدر لکھتے ہیں شفق ابیض کے غائب ہونے پر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشاء کا وقت ہوتا ہے۔(۱) گھنٹہ اور گھڑی کا حساب کتب فقہ میں نہیں ہے۔ یہ امر مشاہدہ کے متعلق ہے غروب آفتاب کے بعد کتنی دیر کے بعد سپیدی شفق کی غائب ہوتی ہے سو اس کی مقدار اہل تجربہ کے لکھنے کے موافق اس ماہ دسمبر وجنوری وفروری میں قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے۔ گرمیوں میں بعض اوقات ڈیڑھ گھنٹہ سے دو چار منٹ زائد ہو جاتے ہیں اور بعض موسم میں کم ہو جاتے ہیں۔ فقط۔

صبح اور عصر کا وقت کیا ہے اور حضرت گنگوہی کا کیا عمل تھا:

(سوال ۶۶) حضرت مولانا کے اوقات نماز یعنی قبل طلوع آفتاب صبح کس وقت اور عصر کس قدر قبل غروب پڑھتے تھے۔ گھنٹہ اور منٹ کے حساب سے تحریر فرمائیے۔

اگر نماز صبح بانتظار جماعت نصف گھنٹہ قبل طلوع پڑھی جائے تو افضل ہے یا تنہا اول وقت پڑھ کر پھر شریک جماعت ہو "مشارق الانوار" میں حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ دیر میں نماز پڑھا کریں گے، اس وقت تم لوگ اپنی نماز ادا کر کے جماعت میں شریک ہو جانا۔

یہ وہی زمانہ ہے یا نہیں اور حدیث قابل عمل ہے یا نہیں۔

(جواب) اوقات نماز کے لئے گھنٹہ اور منٹ کی تحدید نہیں ہے۔ عصر اور صبح کی نماز میں حنفیہ کے نزدیک تاخیر اولیٰ ہے۔ عصر میں اس قدر تاخیر ہو کہ حد کراہت میں نہ داخل ہو یعنی وقت مکروہ نہ آجاوے۔ مثلاً غروب سے ایک گھنٹہ یا پون گھنٹہ قبل عصر پڑھی جاوے تو بہتر ہے۔(۲) اور صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ایسا حکم آیا ہے۔ پس صبح کی نماز کو آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ پہلے طلوع آفتاب سے پڑھے تو یہ اچھا ہے اور ثواب کا وقت ہے۔ خصوصاً انتظار جماعت کی وجہ سے اس قدر تاخیر ہو کہ آدھ گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی رہے تو یہ بہت اچھا ہے۔(۳) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اور حدیث جو مشارق الانوار سے تم نے لکھی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسفار صبح وتاخیر عصر الی الوقت المستحب ممنوع ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت لوگ نماز میں اتنی تاخیر کریں کہ وقت مکروہ آجاوے اس وقت یہ حکم ہے کہ علیحدہ پڑھو۔ آدھ گھنٹہ پہلے نماز پڑھنے میں یہ حکم

---

(۱) واول وقت العشاء اذا غاب الشفق واخر وقتها مالم یطلع الفجر الثانی (ھدایہ باب المواقیت) ثم الشفق ھوالبیاض الذی فی الافق بعد الحمرۃ عند ابی حنیفۃ (ایضا ط س ج ۱ ص ۳۶۱) ظفیر۔ (۲) وتاخیر عصر صیفا وشتاء توسعۃ للنوافل مالم یتغیر ذکاء بان لا تحار العین فیھا فی الاصح (الدرالمختار علی ھامش ردالمختار ج ۱ ص ۲۰۱ ط س ج ۱ ص ۳۶۷) (۳) والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم بہ ھو المختار بحیث یرتل اربعین آیۃ ثم یعیدہ بطھارۃ لو فسد (درمختار) قولہ وفی الفجر ای صلاۃ الفرض، قولہ باسفار ای فی وقت ظھور النور وانکشاف الظلمۃ الخ لقولہ علیہ السلام اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر رواہ الترمذی وحسنہ (رد المحتار ج ۱ ص ۳۳۹ ط س ج ۱ ص ۳۵۵) ظفیر

نہیں ہے۔ یہ تو عین عمل بالحدیث ہے۔

اندھیرے میں فجر کی نماز بہتر ہے یا اسفار میں :۔

(سوال ۶۷) ایک شخص نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی ایک مولوی نے کہا کہ نماز چاندنے میں پڑھنا اچھا ہے اور دلیل میں یہ آیت بیان کی فسبحه و ادبار النجوم اس آیت سے کیا مراد ہے۔

(جواب) حدیث شریف میں آیا ہے اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر الحدیث، یعنی صبح کی نماز روشنی کر کے پڑھو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے کہ صبح کی نماز چاندنے میں پڑھنا افضل ہے اور آیت فسبحه و ادبار النجوم میں بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ صبح کی سنتیں مراد ہیں اور ضحاک کہتے ہیں کہ صبح کے فرض مراد ہیں۔ معالم التنزیل۔

ظہر کا وقت گرمیوں میں کیا ہے :۔

(سوال ۶۸) آج کل گرمیوں میں ظہر کا وقت کے بجے ہوتا ہے ہماری مسجد میں سوا دو بجے ظہر کی نماز ہوتی ہے۔ جیٹھ ساڑھ میں ظہر کی جماعت کے بجے ہونی چاہئے۔

(جواب) جاڑوں اور گرمیوں میں ہر ایک موسم میں ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر دو مثل تک رہتا ہے اور زوال آفتاب قریب ساڑھے بارہ بجے کے ہوتا ہے پس ظہر کا وقت ساڑھے بارہ سے تین بجے کے بعد تک رہتا ہے، جیٹھ اور ساڑھ میں اور بھی دیر تک رہے گا۔ الحاصل ظہر کا وقت تو ایک بجے سے بھی کچھ پہلے ہی سے ہو جاتا ہے۔ مگر گرمیوں میں حکم دیر میں پڑھنے کا ہے یعنی تاخیر کرنا ظہر کا مستحب ہے۔ دو بجے سے تین بجے تک آج کل ظہر کا اچھا وقت ہے۔ اڑھائی بجے یا پونے تین بجے یا تین بجے تک ریلوے ٹائم سے ظہر پڑھیں تو یہ اچھا وقت ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سوا دو بجے اور اڑھائی بجے بھی اچھا وقت ہے۔ الغرض دو بجے سے تین بجے تک سب اچھا وقت ہے جس وقت چاہے نماز پڑھیں جھگڑا کرنے کی کچھ بات نہیں ہے۔

موسم سرما میں صبح کی جماعت کب ہونی چاہئے :۔

(سوال ۶۹) سردی کے موسم میں جب کہ طلوع آفتاب ۷۔ بج کر ۱۵۔ منٹ پر ہوتا ہے جماعت فجر کتنے بجے ہونی چاہئے؟ گھڑی گھنٹہ کے حساب سے تحریر فرمایئے۔

(جواب) جماعت فجر طلوع آفتاب سے آدھ گھنٹہ پہلے ہو جائے تو یہ اچھا ہے اور اسفار خوب ہو جاتا ہے مثلاً آج کل کہ طلوع آفتاب قریب سوا سات بجے کے ہوتا ہے، اگر پونے سات بجے جماعت فجر کی جائے تو عمدہ ہے باقی وقت فجر کا صبح صادق ہونے سے آفتاب کے نکلنے سے پہلے پہلے ہے جب تک گنجائش نماز اور جماعت کی رہے تاخیر کرنا درست ہے اور اس درمیان میں جس وقت نماز پڑھ لے اچھا ہے۔ مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اسفار یعنی خوب

(۱) رواہ الترمذی عن رافع بن خدیج (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ) ظفیر

روشنی ہو جاوے (جب نماز پڑھے) کوئی تحدید خاص گھنٹہ او رمنٹ سے کرنا ضروری نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ظہر اور جمعہ کا وقت:۔

(سوال ۷۰) ظہر وعصر حضرت امام اعظمؒ کے مذہب مختار کی بموجب کس وقت ادا کرنی چاہئے؟ اول وقت کب ہوتا ہے اور آخر وقت کب ہے؟ اور جمعہ کا وقت کس وقت سے ہوتا ہے اور کب تک ہے؟

(جواب) ظہر کا وقت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو مثل تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے پس ظہر کی نماز دو مثل سے پہلے پہلے پڑھنی چاہئے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد مگر بہتر یہ ہے کہ وقت شروع ہو جانے کے بعد زیادہ تاخیر نہ کریں۔ ایک مثل تک ظہر کی نماز پڑھ لیں اور دو مثل کے کچھ دیر بعد عصر کی نماز پڑھ لیں جمعہ کا وقت ظہر کی طرح زوال شمس کے بعد شروع ہوتا ہے اور جس وقت تک ظہر کا وقت ہے اسی وقت تک جمعہ کا وقت ہے۔(۲) فقط۔

لاپ لینڈ میں نماز وروزہ کیسے ادا کیا جائے:۔

(سوال ۷۱) جزیرہ لاپ لینڈ جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے رات رہتی ہے وہاں نماز پنج وقتہ کس طرح پڑھے؟ اور رمضان شریف میں روزے کس طرح رکھے وہاں روزے رکھنے میں رمضان شریف کے مہینے کی شرط ہے یا نہیں؟ اگر شرط ہے تو رمضان شریف کا مہینہ کس طرح معلوم کیا جاوے؟

(جواب) نمازوں کے اوقات کا اندازہ کر کے ادا کی جاویں۔ مثلاً چوبیس گھنٹے کے دن رات ہوتے ہیں اس میں پانچ نمازیں بفصل معہود پوری کر لیوے اور روزے میں اقرب بلاد کا لحاظ کر لیوے اور اسی سے روزے کا مہینہ بھی معلوم ہو جاوے گا۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) فی الدر المختار والمستحب للرجل الا بتداء فی الفجر باسفار والختم به وهو المختار . وقال فی ردالمحتار ای وقت ظهور النور وانكشاف الظلمة سمى به لانه يسفر اى يكشف عن الا شياء والحاصل انه حد الاسفار ان يمكنه اعادة الطهارة لو من حدث اكبر واعادة الصلوة على الحالة الا ولى قبل طلوع الشمس ص ۳۳۹ ط.س.ج : ص۱۶۶)

(۲) وقت الظهر من زواله اى ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه الخ سواء فى الزوال (الى ان قال) ووقت العصر منه الى قبيل الغروب قال فى ردالمحتار اى بلوغ الظل مثليه على رواية المتن وايضا قال والاحسن مافى السراج عن شيخ الاسلام ان الاحتياط ان لا يؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلوتين فى وقتهما بالاجماع ص ۳۳۲ و ص ۳۳۳ ج ۱ ط س ج ا ص ۳۵۹ مصرى.

وايضا قال فى الدرالمختار وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فى الزمانين وقال فى ردالمحتار اى الشتاء والصيف ص ۳۴۰ ج ۱ ط س ج ا ص ۳۶۱ سعيد

(۳) فاقد وقتهما كبلغار الخ مكلف بهما فيقدر لهما الخ (درمختار) قال الرملى فى شرح المنهاج ويجرى ذالك فيما لو مكث الشمس عند قوم مدة ا ه قال فى امداد الفتاح قلت وكذالك يقدر لجميع الا جال كا لصوم والزكوة والحج والعدة الخ وينظر ابتداء اليوم فيقدر كل فصل من الفصول الا ربعة بحسب مايكون كل يوم من الزيادة والنقص كذا فى كتب الائمة الشافعية ونحن نقول بمثله اذ اصل التقدير مقول به اجماعا فى الصلوة كلها ا ه (ردالمحتار كتاب الصلوة مطلب فى فاقد وقت العشاء ج ا ص ۳۳۵ ط س ج ا ص ۳۶۲ ظفير

فصل ثانی اوقات مکروهه

یعنی وہ اوقات جن میں نماز کی اجازت نہیں

جمعہ کے دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں :-

(سوال ۲۷) ان الصلوٰۃ النافلة نصف النهار يوم الجمعة هل تباح او تكره.

(جواب) اقول وبالله التوفيق ان الاحتياط في عدم التنفل في ساعة الزوال يوم الجمعة كما عليه الشروح والمتون ومذهب الامام راجح من حيث الدليل فينبغي عليه التعويل .(۱)

استواء شمس کے وقت نماز درست نہیں :-

(سوال ۲۸) چاشت وغیرہ کی نوافل ۱۲ بجے پڑھنی درست ہے یا نہیں۔ اور جنتری اسلامیہ میں زوال یا قضاء نماز کا وقت بارہ بج کر ۲۴ منٹ پر لکھا ہے۔

(جواب) زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے اور نہ ایسے وقت نوافل پڑھنی چاہئے کہ زوال کا وقت درمیان نماز میں ہو جائے۔ پس جس گھڑی کے موافق زوال کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴ منٹ پر ہے اس کے مطابق اگر ۱۲ بجے نماز نفل یا قضاء نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کر دے تو یہ جائز ہے مگر جب قریب زوال کا وقت آ جاوے اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ درمیان نماز میں زوال کا وقت ہو جاوے۔ (۲) فقط۔

صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کسی نفل کی اجازت نہیں :-

(سوال ۲۹) صبح صادق کے بعد نوافل یا تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طلوع صبح صادق کے بعد کوئی نفل نماز سوائے دو سنت صبح کے جائز نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اس وقت میں تحیۃ المسجد کی نفلیں بھی جائز نہیں ہیں۔ (۳) فقط۔

---

(۱) لا تجوز الصلوٰۃ عند طلوع الشمس ولا عند قيامها في الظهيرة ولا عند غروبها لحديث عقبة بن عامر الخ (هداية باب المواقيت ج ۱ ص ۸۰) ظفير وكره تحريما الخ صلوٰۃ مطلقا الخ مع شروق الخ واستواء الا يوم الجمعة على قول الثاني المصحح المعتمد كذا في الاشباه (درمختار) رواه الشافعي في مسنده نهى عن الصلوٰۃ نصف النهار حتى تزول الشمس الا يوم الجمعة قال الحافظ ابن حجر في اسناده انقطاع الخ قوله المصحح المعتمد اعترض بان المتون والشروح على خلافه الخ شراح الهداية انتصر والقول الامام واجابوا عن الحديث المذكور الخ (ردالمحتار كتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۳ وج ۱ ص ۳۴۵ ط س ج ۱ ص ۳۷۰ - ۳۷۱) ظفير

(۲) وكره تحريما وكل ما لا يجوز مكروه صلاة مطلقا ولو قضاء او واجبة او نفلا او على جنازة وسجدة تلاوة وسهو لا شكر مع شروق الخ واستواء (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۳ وج ۱ ص ۳۴۴ ط س ج ۱ ص ۳۷۰) ظفير لما روى مسلم وغيره من حديث عقبة بن عامر ثلث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا ان نصلي فيهن او نقبر موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين تضيف للغروب حتى تغرب (غنية المستملي ص ۲۳۵) ظفير

(۳) وكذا الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لا فرض وواجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به تقديرا (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۹ ط س ج ۱ ص ۳۷۵) ظفير

ثابت ہوتا ہے سب میں یہی جمع صوری مراد ہے تاکہ احادیث مذکورۃ الصدر کو جن سے عدم جواز جمع معلوم ہوتا ہے خلاف نہ پڑیں اور ان کو چھوڑنا نہ پڑے، اسی لئے قاضی شوکانی جو اہل ظاہر میں سے ہیں ظاہر حدیث پر چلتے ہیں کسی امام کے مقلد نہیں۔ اور جن کی کتابوں کی تقلید اکثر عدم تقلید کے مدعی بھی کیا کرتے ہیں اور ان کی تحریر وتقریر کا مغز انہیں کی کتابیں ہوتی ہیں۔ پہلے نیل الاوطار میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز فرماتے ہیں۔ لیکن جب تتبع روایات اور غور وتامل کی نوبت آئی تو اس سے رجوع کرتے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ایک رسالہ تشنیف السمع فی ابطال ادلۃ الجمع تصنیف کیا ہے جس میں جمع بین الصلوٰتین کی ادلہ کو باطل کر کے عدم جواز کی حقیقت ثابت کی ہے۔ اس وقت اتنی ہی گذارش پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امید کہ بنظر انصاف وتامل ملاحظہ فرما کر اپنے خیال سے رجوع فرمائیں گے اور اگر اس سے بھی تشفی نہ ہوئی تو انشاء اللہ اس کے بعد مزید براں عرض خدمت کیا جائے گا بشرطیکہ مقصود اس سے تحقیق حق سمجھی جائے نہ کہ مجادلہ۔

واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل ۔ فقط۔

کیا ظہر وعصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے:۔

(سوال ۸۸) اگر کوئی شخص ظہر اور عصر ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یا نہ، جب کہ اس کو اس بات کا خیال ہے کہ شروع عصر کے وقت سے اخیر وقت تک کاروبار دنیاوی سے فرصت نہ ملے گی، اگر جمع کرنا ظہر وعصر کا جائز ہے تو کب۔

(جواب) ظہر اور عصر ایک ساتھ ظہر میں پڑھنا درست نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو صرف ظہر کی نماز ہوئی، عصر کی نماز اس کے ذمہ رہی۔ حنفیہ کے نزدیک حج میں عرفات کے سوا کہ وہاں ظہر وعصر جمع کی جاتی ہے۔ اور ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہیں۔ اور کہیں اور کسی وقت سفر وحضر میں جمع کرنا ظہر وعصر کا ظہر کے وقت میں درست نہیں ہے۔ اسی طرح مغرب وعشاء حنفیہ کے نزدیک سوائے مزدلفہ کے اور کہیں جمع نہیں ہو سکتی۔ (۱)

(۱) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر و مطر خلافاللشافعی وما رواہ محمول علی الجمع فعلا، لا وقتا فان جمع فسد لو قدم الفرض علی وقتہ حرم لو عکس ای اخرہ عنہ وان صح بطریق القضاء الا لحاج بعرفۃ ومزدلفۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۵۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۱ ۔۔۔ ۳۸۲) ظفیر

اور گناہوں کی طرح اس کو بھی معاف فرمادے مگر جرم اس پر قائم ہو چکا۔ یہ چند آیات قرآن اور روایات حدیث ہیں جن سے بحمد اللہ نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ دو نمازوں کو اس طرح جمع کرنا کہ ایک دوسرے کے وقت میں پڑھیں۔ نہ حضر میں جائز ہے نہ سفر میں۔ اس وقت انہیں چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک منصف کے لئے یہ بھی کفایت سے زیادہ ہیں۔ اور اگر اس کے بعد بھی اور ضرورت ہوئی تو شاید کچھ اور بھی گذارش کیا جائے۔ کیا اتنی روایات صحاح وحسان کے بعد بھی کوئی منصف حضرت یہ کہنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں کہ عدم جواز جمع بین الصلوتین پر حدیث سے کوئی دلیل نہیں صرف امام صاحب کا قول ہے۔ باقی رہی وہ مسلم کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور جس کو سائل نے نقل کیا ہے۔ سو اول تو وہ حدیث باجماع امت متروک العمل ہے۔ چنانچہ امام ترمذی اپنی علل صغریٰ ص ۲۵۷ میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو امت میں سے کسی نے نہیں لیا جس کی علت کو بھی ترمذی نے کتاب میں بیان کر دیا ہے اور وہ روایات جو خود حضرت ابن عباسؓ سے جواز جمع کے خلاف پر ذکر کی گئی ہیں اس کی شاہد ہیں کہ خود حضرت ابن عباسؓ بھی جمع بین الصلوتین کو بمعنی مذکور جائز نہیں رکھتے اور کیسے جائز رکھ سکتے ہیں جب کہ آنحضرت ﷺ اس کو تفریط و تقصیر فرماتے ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ روایت مذکورہ میں دو نمازوں کو جمع کرنے سے یہ مراد نہیں کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھے بلکہ مراد یہ ہے کہ بغرض سہولت ایک نماز کو موخر کر کے اس کے آخر میں اور دوسری کو مقدم کر کے اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے تاکہ صورۃً دونوں نمازیں جمع ہو کر سہولت بھی پیدا ہو جائے اور کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر بحکم حدیث مرتکب تفریط و تقصیر بھی نہ ہونا پڑے۔ اس صورت سے دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض بھی باقی نہ رہے گا اور یہ ہمارا محض گھڑت قیاس یا اجتہاد نہیں بلکہ مسلم ہی میں خود حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے بعض طرق میں اس کی تصریح موجود ہے جو روایت مذکورہ سے چند ہی سطر کے بعد ہے۔ وھی ھذہ عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا قلت یا ابا الشعثاء اظنہ اخر الظہر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء قال وانا اظن ذلک رواہ مسلم۔(۱) ترجمہ۔ حضرت جابر بن زید سے روایت ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے کہا انہوں نے کہ نماز پڑھی میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعتیں (ظہر و عصر) ایک ساتھ اور سات رکعتیں (مغرب وعشاء کی) ایک ساتھ۔ میں نے عرض کیا اے ابوالشعثاء (کنیت ہے حضرت ابن عباسؓ کی) میرا خیال ہے کہ آپ نے ان نمازوں کو ایک کے وقت میں جمع نہیں کیا بلکہ ظہر کو موخر اور عصر کو مقدم کیا ہوگا اسی طرح مغرب کو موخر اور عشاء کو مقدم کیا ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس روایت نے صاف بیان کر دیا کہ روایت ابن عباسؓ میں جمع بین الصلوتین سے اس کے سوا کچھ مراد نہیں کہ ایک نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں اس طرح ادا کیا گیا کہ جو صورۃً جمع ہو گئی۔ اسی وجہ سے حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کو باوجود شافعی المذہب ہونے اور جمع بین الصلوتین کو جائز رکھنے کے اس روایت میں تسلیم کر لینا پڑا کہ اس میں جمع سے مراد وہی ہے جو حنفیہ کہتے ہیں یعنی جمع صورۃ جس کی صورت اوپر مذکور ہوئی۔ اس طرح اور جتنی روایات میں جمع کرنا

(۱) مسلم شریف باب الجمع بین الصلوتین فی السفر ج ۱ ص ۲۴۶ ۱۲ ظفیر

جائز رکھی جائے تو پھر فوت کے کوئی معنی نہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے عن عبداللہ بن موھب قال سئل ابو ھریرۃ ما التفریط فی الصلوٰۃ قال ان تو خر حتی یجیئ وقت الا خری رواہ الطحاوی۔(۱) ترجمہ۔ روایت ہے حضرت عبداللہ بن موہب سے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیا گیا کہ تفریط فی الصلوٰۃ کیا ہے؟ فرمایا کہ نماز کو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے طحاوی ص ۹۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا تفریط تقصیر ہے۔ اور حضرت ابو قتادہؓ سے مرفوعاً روایت ہے ان رسول اللہ علیہ وسلم اما انہ لیس فی النوم تفریط انما التفریط علی من لم یصل حتی یجیئ وقت الا خری رواہ مسلم وغیرہ (۲) ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نیند سے جو نماز اتفاقاً رہ جائے اس میں تقصیر نہیں ہاں تفریط ہے اور قصور اس شخص پر ہے جس نے جاگتے ہوئے اس وقت تک نماز نہ پڑھی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت آئے روایت کیا اس کو مسلم وغیرہ نے اور امام طحاوی فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ قول اس وقت فرمایا تھا جب کہ آپ سفر میں تھے اور مخاطب اس حکم کے بھی مسافر تھے جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس حکم میں صرف حضر داخل نہیں بلکہ سفر کا بھی یہی حکم ہے اس لئے سفر میں بھی کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا تفریط و تقصیر ٹھیری۔ پھر کیا کوئی بزرگ آنحضرت ﷺ کی جانب اس کی نسبت کرتے ہوئے نہ شرمائیں گے کہ آپ نے ایک نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھا اور تفریط و تقصیر کے مرتکب ہوئے۔ تعالیٰ شان النبوۃ عنہ۔

اس کے علاوہ قرآن و حدیث کی بکثرت شہادتیں اس پر موجود ہیں کہ شارح علیہ السلام نے ہر نماز کے لئے علیحدہ وقت مقرر کیا ہے جس سے اس کو مؤخر کرنا ہرگز جائز نہیں۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا۔(۳) ترجمہ۔ تحقیق نماز ہی مومنین پر فرض موقت مقرر کیا گیا ہے۔ پھر اگر ایک نماز کو اس کے وقت سے نکال کر دوسرے وقت میں پڑھنا درست ہے تو وقت مقرر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور دیکھئے ارشاد ہوتا ہے۔ حافظو اعلی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ (۴) ترجمہ۔ محافظت کرو تم سب نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر۔ اس آیت کی تفسیر میں جہاں مفسرین نے بہت کچھ بیان کیا ہے وہیں محافظت کے یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرو اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الوقت الا ول من الصلوۃ رضوان اللہ والاخر عفو اللہ رواہ الترمذی۔(۵) ترجمہ۔ تحقیق فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وقت اول نماز کا رضاء اللہ کی ہے اور آخر وقت اللہ کی معافی کا ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ یعنی جو شخص اول وقت مستحب میں نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے اور جو آخر میں پڑھتا ہے نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی اتنی تاخیر کو معاف فرما کر اس سے مواخذہ نہیں کرتا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر بالکل وقت ہی سے نکال دے تو پھر قانون شرع میں معافی نہیں اللہ اس سے مواخذہ کرے گا۔ یہ امر آخر ہے کہ خداوند عالم اپنی رحمت سے

(۱) شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین جلد اول ص ۹۸ ۱۲ ظفیر
(۲) نصب الرایہ للزیلعی ج ۲ ص ۱۹۳ ۱۲ ظفیر
(۳) سورۃ النساء رکوع ۱۵ ۱۲ ظفیر
(۴) سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱ ۱۲ ظفیر (۵) مشکوۃ باب تعجیل الصلوۃ ص ۶۱ ۱۲ ظفیر

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی اکٹھی مدینہ میں سوائے خوف اور سوائے سفر کے۔ کہا ابو الزبیر نے پس پوچھا میں نے سعید سے کس واسطے کیا اس کو حضرت نے، پس کہا سعید نے پوچھا میں نے ابن عباس سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھ سے۔ پس کہا ابن عباس نے ارادہ کیا حضرت نے یہ کہ نہ حرج ہو کسی کا میری امت میں سے، روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

(جواب) نحمده و نصلی علی رسوله الکریم۔ دو نمازوں کو ایک وقت میں اس طرح جمع کرنا کہ ظہر کی نماز مثلاً عصر کے وقت میں پڑھیں یا عصر کی ظہر کے وقت میں نہ سفر میں جائز ہے نہ حضر میں۔ رسول اللہ ﷺ سے سفر و حضر میں اس طرح جمع کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں ہر وقت کے حاضر باش تھے آپ کی مسواک اور تکیہ وغیرہ انہیں کے پاس رہتا، وضو کے لئے پانی بھی اکثر وہی مہیا کرتے اسی وجہ سے ان کا لقب صاحب السواک والوسادۃ والطہور ہو گیا تھا۔ فرماتے ہیں قال ما رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع بين الصلوتين الا بجمع. رواه البخاری و مسلم۔ (۱) ترجمہ:۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز اپنے وقت کے سواء میں پڑھی ہو مگر دو نمازیں مغرب وعشاء کی مزدلفہ میں۔ روایت کیا اس کو مسلم و بخاری نے اور نسائی ص ۷۱ کی روایت میں ہے عن عبدالله قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى الصلوة بوقتها الا بجمع و عرفات. ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو ہمیشہ اپنے وقت میں پڑھتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔ اور خود حضرت ابن عباسؓ سے جن کی روایت در بارہ جواز جمع بین الصلوتین پیش کی گئی ہے۔ روایت ہے من جمع بين الصلوتين من غير عذر فقداتی بابا من الکبائر رواه الترمذی۔ (۲) ترجمہ:۔ جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں کو بدون عذر کے اس نے کبیرہ گناہ کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ البتہ اس کے اسناد میں ضعف ہے جس کو ترمذیؒ نے بیان فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمادیا ہے کہ عمل جمہور امت کا باوجود اس ضعف کے اسی حدیث پر ہے۔ یعنی جمع بین الصلوتین کو بدون عذر جائز نہیں رکھتے جس سے اس ضعف کا انجبار ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی تخلیص تخریج زیلعی ص ۱۳۱ میں فرماتے ہیں واخرجه البیہقی عن عمر مرفوعاً۔ ترجمہ:۔ اور اس روایت کو بیہقی نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اتنا فرما کر سکوت کرتے ہیں، کوئی قدح اس کی اسناد وغیرہ میں نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ اگر اس کی اسناد میں کوئی نقص ہوتا تو ضرور تحریر فرماتے جیسا کہ ترمذی کی اسناد کو نقل کر کے اس کی تضعیف کی ہے اور نیز حضرت ابن عباسؓ سے باسناد صحیح روایت ہے عن طاؤس عن ابن عباسؓ قال لا يفوت صلوة حتى يجيء وقت الاخرى. رواه الطحاوی و اسناده صحيح. (۳) ترجمہ:۔ روایت ہے طاؤس سے، وہ روایت کرتے ہیں ابن عباسؓ سے کہ فرمایا انہوں نے کہ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت نہ آ جاوے۔ روایت کیا اس کو طحاوی نے۔ پس معلوم ہو گیا کہ جب دوسری نماز کا وقت آ جاتا ہے تو حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک بھی پہلی نماز فوت ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر جمع بین الصلوتین

(۱) نصب الرایہ للزیلعی ج ۲ ص ۱۹۳ ۱۲ ظفیر

(۲) نصب الرایہ للزیلعی ج ۲ ص ۱۹۳ ۱۲ ظفیر

(۳) شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۹۸ ۱۲ ظفیر

کے نزدیک واجب الاعادہ نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی کامآل خلاف اولیٰ کی طرف ہے۔ اور علامہ شامی کے قول اور حلیہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی ہونا اظہر ہے۔ اور وجہ اظہر ہونے کی یہ ہے کہ علت اس کراہت کی تقلیل جماعت ہے نہ یہ کہ وقت میں کوئی خرابی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اگر واجب الاعادہ لکھا ہے تو مکروہ تحریمی کی روایت کو لے کر احتیاطاً واجب الاعادہ لکھا اور مولانا اشرف علی صاحبؒ کا مطلب اگر مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے تو انہوں نے دوسرے قول کو جو اظہر ہے اختیار فرمایا اور یہی اقرب الی الصواب ہے کہ کراہت تنزیہی ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ظہر کا ابتدائی وقت کیا ہے اور گیارہ بجے نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۸۶) ظہر کا ابتداء وقت کیا ہے اور اگر کوئی شخص بوجہ اشد ضرورت گیارہ بجے دن کے نماز پڑھ لے تو کیا نماز ہوگی۔

(جواب) ظہر کا ابتداء وقت زوال آفتاب کے بعد سے ہے جو آج کل قریب ساڑھے بارہ بجے کے ریلوے ٹائم سے ہوتا ہے۔ زوال سے پہلے کسی طرح اور کسی وقت اور کسی ضرورت سے درست نہیں۔ پس گیارہ بجے کسی طرح نماز ظہر ادا نہیں ہوسکتی۔ (۱) بعد از وقت تو نماز بطریق قضا صحیح ہو جاتی ہے مگر قبل از وقت جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔ (۲)

جمع بین الصلاتین کی تحقیق:۔

(سوال ۸۷) زید اہل حدیث اپنے کو بتلاتا ہے اور بکر حنفی ہے دونوں کا اتفاق سے سفر میں ساتھ ہو گیا۔ زید اہل حدیث نے ظہر کے وقت ظہر کی نماز سے ملا کر عصر کی نماز بھی پڑھ لی۔ بکر حنفی المذہب نے اس پر اعتراض کیا کہ ابھی وقت عصر کا نہیں ہوا زید نے جواب دیا نماز ظہر و عصر ملا کر پڑھنا حدیثوں میں اکثر آیا ہے اور حضور سرور عالم ﷺ نے اکثر سفر میں و مکان پر ظہر و عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں ملا کر پڑھا ہے اس غرض سے کہ میری امت پر آسان ہو۔ اور حدیث یہ پیش کرتا ہے اس کے جواز میں جو ملاحظہ کے لئے ارسال خدمت ہے مسلم شریف کی حدیث بتلاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اس ایک حدیث سے تسلی نہ ہو تو اور حدیثیں بھی پیش کرسکتا ہوں ورنہ آپ عدم جواز میں میرے خلاف کوئی حدیث کتب معتبرہ سے پیش کیجئے کہ حضور ﷺ نے ملا کر نہیں پڑھی اور منع کیا ملا کر پڑھنے کو۔ زید کہتا ہے کہ ملا کر نماز پڑھنے کو خود حضور کا قول موجود ہے۔ وہ قول امام صاحب کا ہے کہ ملا کر نہ پڑھو۔ جب حدیث موجود ہے پھر کیوں امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے۔ جب خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ میرے قول کو چھوڑ دو جب تم کو حدیث میرے قول کے خلاف مل جائے۔ ایسی حالت میں بکر حنفی المذہب کو کیا کرنا چاہئے اور عدم جواز میں جو حدیثیں ہوں چند حدیثیں بحوالہ کتب معتبرہ مفصل تحریر فرمایئے۔

---

(۱) ووقت الظهر من زواله ای میل ذکاء عن کبد السماء الی بلوغ الظل مثلیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۳۲ ط.س ج ۱ ص ۳۵۹) ظفیر (۲) وشرط فی ادائها الخ دخول لوقت واعتقاد دخوله (درمختار) لوقت ای وقت المکتوبة واعتقاد دخوله او ما یقوم مقام الاعتقاد من غلبة الظن فلو شرع شاکا فیه لا تجزیه (رد المحتار باب شروط الصلوة ج ۱ ص ۴۲۱ ط.س ج ۱ ص ۴۵۱) ظفیر

وقت زوال اور دوپہر میں تلاوت اور نفل کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۸۳) عین زوال کے وقت یا دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف اور نوافل کا کیا حکم ہے۔

(جواب) عین زوال کے وقت یا یوں کہئے کہ استواء اور دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف درست ہے اور نوافل امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں ناجائز ہیں اور امام ابویوسفؒ جائز فرماتے ہیں۔ درمختار میں ہے و کرہ تحریما صلوۃ مطلقا ولو قضاء او واجبة او نفلا الخ مع شروق الخ واستواء الا یوم الجمعة علی قول الثانی المصحح المعتمد الخ وفی الشامی لکن شراح الهدایة انتصر والقول الا مام(۱) اور احتیاط قول امام اعظمؒ میں ہے اور اوسع قول امام ابویوسفؒ کا ہے۔ فقط۔

آفتاب طلوع ہونے کے فوراً بعد نماز درست نہیں:۔

(سوال ۸۴) آفتاب نکلتے پر فوراً نماز پڑھنا درست ہے یا نہ اشراق کا وقت تو نیزہ برابر آفتاب اونچا ہونے پر ہوتا ہے۔

(جواب) آفتاب کے نکلتے ہی فوراً نماز درست نہیں ہے بلکہ بقدر ایک یا دو نیزہ کے آفتاب بلند ہونا چاہئے۔(۲)

نصف شب کے بعد نماز مکروہ تحریمی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۵) نماز عشاء بعد نصف شب کے مکروہ تحریمی ہے یا نہیں اور اگر بعد نصف شب کے پڑھی جاوے تو واجب الاعادہ ہے یا نہیں مولانا عبدالحی صاحبؒ مجموعہ فتاوی جلد اول ص ۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی ہے۔ نماز عشاء کے بعد نصف شب کے اور واجب الاعادہ ہے اور اگر اعادہ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور مولانا اشرف علی صاحب بہشتی زیور میں لکھتے ہیں کہ نماز کا وقت صبح صادق تک ہے اور بعد نصف رات کے مکروہ ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ ان دونوں تحریروں میں کونسی تحریر صحیح ہے۔ اگر کبھی نماز عشاء بعد نصف رات کے پڑھی جاوے تو اس کا اعادہ کیا جاوے یا نہیں اور اگر واجب الاعادہ نہیں ہے تو مولوی عبدالحی صاحب کے فتوے کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) بعد نصف شب کے عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض نے مکروہ تحریمی فرمایا ہے اور بعض نے مکروہ تنزیہی فان اخرها الی مازاد الی النصف کره لتقلیل الجماعة در مختار . قوله کره ای تحریما کما یاتی تقییده فی المتن او تنزیها وهو الا ظهر کما نا. کره عن الحلیه شامی .(۳) ثم قال تحت قول الماتن تحریما کذا فی البحر عن القنیه لکن فی الحلیة ان کلام الطحاوی یشیر الی ان الکراهة فی تاخیر العشاء تنزیهیة وهو الا ظهر .(۴) ۱۲ شامی۔

پس جو فقہاء مکروہ تحریمی فرماتے ہیں ان کے نزدیک واجب الاعادہ ہے اور جو مکروہ تنزیہی فرماتے ہیں ان

(۱) دیکھیے ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج۱ ص ۳۴۳ ط.س ج۱ ص ۳۷۰ ظفیر (۲) مکروہ تحریمه الخ مع شروق الخ واستواء (درمختار) قوله مع شروق الخ مالم ترتفع الشمس قدر رمح (رد المحتار کتاب الصلوۃ ج۱ ص ۳۴۴ ط.س ج۱ ص ۳۷۰ - ۳۷۱) ظفیر (۳) رد المحتار کتاب الصلوۃ ج۱ ص ۳۴۱ ط.س ج۱ ص ۳۶۸ - ۳۶۹ ظفیر
(۴) رد المحتار کتاب الصلوۃ ج۱ ص ۳۴۲ ط.س ج۱ ص ۳۶۸ - ۳۶۹ ظفیر

نصف النہار میں جمعہ کے دن نفل درست نہیں :۔

(سوال ۷۹/۱) جمعہ کے روز نصف النہار کے وقت نفل نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

جمعہ کے پہلے کی سنتیں نصف النہار کے وقت جائز نہیں :۔

(سوال ۸۰/۲) جمعہ کی سنتیں نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب)(۱) موافق مذہب امام ابوحنیفہؒ صحیح نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ صحیح کہتے ہیں لیکن احوط قول امام اعظمؒ کا ہے۔ فقط۔(۱)

(۲) نہیں پڑھ سکتے۔(۲) فقط۔

غنودگی کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹا لہذا پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں :۔

(سوال ۸۱) تہجد پڑھ کر، کچھ تسبیحیں پڑھ کر اکڑو بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی تھوڑی سی دیر میں دیکھا تو سنت پڑھنے کا وقت تھا اس یقین پر کہ وضو نہیں ٹوٹا سنت پڑھ کر مسجد گیا وہاں پر شبہ پیدا ہوا کہ مبادا اکڑو بیٹھنے اور غنودگی سے وضو ٹوٹ گیا ہو تازہ وضو کر کے پھر سنت دو رکعت از سر نو پڑھی اور پھر جماعت فرض میں شریک ہوا یہ شرعاً جائز ہے یا نہ۔

(جواب) سنت جو پہلے پڑھی تھی وہ ہوگئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔(۳) اور جائز بھی نہ تھی۔(۴) لیکن بوجہ لاعلمی کے جو کچھ ہوا اس میں کچھ مواخذہ اور عذاب نہیں ہے۔ فقط۔

سنت فجر وظہر کی قضا میں فرق کیوں :۔

(سوال ۸۲) صبح کی دو رکعت سنت اور ظہر کی قبل از فرض سنت مؤکدہ ہیں، پھر کیا سبب ہے کہ صبح کی سنت کی قضاء بعد طلوع شمس پڑھے بہتر ہے اور اگر نہ پڑھے تو کچھ مواخذہ نہیں اور ظہر کی سنن قبلیہ اگر قضا ہو جاویں تو بعد ادائے فرض ضرور ادا کرے۔ وجہ فرق کیا ہے۔

(جواب) اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے اور صبح کا وقت بعد طلوع شمس باقی نہیں رہتا۔(۵) فقط۔

(۱) وکرہ تحریما الخ صلاۃ مطلقا ولو قضاء او واجبۃ او نفلا الخ مع شروق الخ واستواء الا یوم الجمعۃ علی قول الثانی المصحح المعتمد کذا فی الاشباہ (درمختار) لکن شراح الہدایۃ انتصر والقول الامام واجابوا عن الحدیث المذکور باحادیث النہی عن الصلوۃ وقت الاستواء فانہا ط س ج ۱ ص ۳۷۰ – ۳۷۱

(۲) وجمعۃ کظہر اصلا واستحبابا فی الزمانین لا نہا خلفہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۴۰ ط س ج ۱ ص ۳۶۷)

(۳) اس وجہ سے کہ وضو نہیں ٹوٹا تھا وفی الخانیۃ النعاس لا ینقض الوضوء وھو قلیل نوم (ردالمحتار نواقض الوضو ج ۱۳۲۱) جب وضو باقی تھا جو نماز اس سے پڑھی درست ہوئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

(۴) اس لئے کہ اس وقت میں سوائے سنت فجر کے کسی نفل کی اجازت نہیں ہے وکذا الحکم من کراھۃ نفل الخ بعد طلوع فجر سوی سنتہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۴۹ ط س ج ۱ ص ۳۷۵) ظفیر

(۵) وقت صلاۃ الفجر الخ من اول طلوع الفجر الثانی الخ الی قبیل طلوع ذکاء ووقت الظہر من زوالہ الخ الی بلوغ الظل مثلیہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار الصلوۃ ج ۱ ص ۳۳۱ ط س ج ۱ ص ۳۵۹) ظفیر

فجر کے وقت سوائے سنت اور قضا کے کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا:۔

(سوال ۷۵/۱) مجھے معلوم ہے کہ فجر کے وقت نماز مقررہ کے علاوہ صرف قضاء نماز جس میں فرض و واجب یعنی وتر داخل ہے پڑھی جاسکتی اس کا مزید اطمینان چاہتا ہوں کیونکہ بعض جہلا نفل بھی پڑھ لیتے ہیں اور فرض کے بعد سنت بھی جو بوجہ جماعت کے نہیں پڑھ سکتے تھے، پڑھ لیا کرتے ہیں۔

عصر کے فرض کے بعد کوئی سنت نفل نہیں ہے:۔

(سوال ۷۶/۲) عصر کا بعد بھی مثل وقت فجر کے نوافل کو مانع ہے اس کے لئے بھی وہی استفسارات ہیں جو فجر کے ساتھ کئے گئے ہیں۔ اگر اس کا حکم اس کے مطابق نہیں ہے تو اطلاع چاہتا ہوں۔

(جواب)(۱) صبح صادق کے بعد کوئی نفل سوائے سنت فجر کے یا قضاء کے درست نہیں ہے اور بعد نماز فجر کے سنت صبح بھی جائز نہیں اور نہ اور کوئی نفل سوائے قضاء کے پڑھنا اس وقت درست ہے در مختار میں ہے و کرہ نفل الخ ولو سنۃ الفجر بعد صلوۃ فجر وصلوۃ عصر الخ ولا یکرہ قضاء فائتۃ ولو وترا الخ (۱) اور اس کراہت سے کراہت تحریمی مراد ہے قال فی الشامی والکراھۃ ھھنا تحریمیۃ ایضاً کما صرح بہ فی الحلیۃ ولذا قال فی الخانیۃ والخلاصہ بعدم الجواز والمراد عدم الحل لا عدم الصحۃ کما لا یخفی .(۲)

(۲) عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی نماز سوائے قضاء نماز کے جائز نہیں ہے۔(۳) فقط۔

کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر والفجر ہے:۔

(سوال ۷۷) جیسا کہ بعد العصر، بعد الفجر کسی قسم کی نوافل پڑھنا ممنوع ہے کیا اسی طرح بعد الظہر بھی کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا، اور اگر پڑھ سکتا ہے تو کیا کسی فقہ کی کتاب سے یہ ثابت ہے یا نہیں، کیا بعد الظہر کا وقت بھی مثل بعد العصر و بعد الفجر کی طرح ہے۔

(جواب) بعد الظہر کا وقت مثل بعد العصر و بعد الفجر کے نہیں ہے۔ عصر و فجر کے بعد نوافل درست نہیں ہیں۔(۴)

فجر کی سنت سے پہلے نفل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۷۸) فجر کی سنتوں سے پہلے دو نفل پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) صبح صادق ہونے کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۴۶ ط س ج ۱ ص ۳۷۵ ۱۲ ظفیر (۲) رد المحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۴۸ ط س ج ۱ ص ۳۷۵ ۱۲ ظفیر (۳) واما الوقتان الاخران الخ فانہ یکرہ فیھما التطوع فقط ولا یکرہ فیھما الفرض الخ وھما ای الوقتان المذکوران ما بعد طلوع الفجر الی ان ترتفع الشمس فانہ یکرہ فی ھذا الوقت النوافل کلھا الا سنۃ الفجر الخ وما بعد صلوۃ العصر الی غروب الشمس لحدیث ابن عباس الخ (غنیۃ المستملی ج ۱ ص ۲۳۷) ظفیر (۴) وکرہ نفل بعد صلاۃ فجر وصلاۃ عصر الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۳۴۸ ط س ج ۱ ص ط س ج ۱ ص ۳۷۵ ۳۷۵) ظفیر (۵) وکذا الحکم عن کراھۃ نفل وواجب لغیرہ لا فرض وواجب لعینہ بعد طلوع فجر سوی سنتہ لشغل الوقت بہ تقدیرا (ایضا ج ۱ ص ۳۴۸ ط س ج ۱ ص ۳۷۵) لما روی مسلم عن حفصۃ رضی اللہ عنہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا طلع الفجر لا یصلی الا رکعتین خفیفتین (غنیۃ المستملی ج ۱ ص ۲۳۷)

الباب الثانی فی الاذان

فرش مسجد پر اذان جائز ہے یا نہیں :۔

(سوال ۸۹) مسجد کے فرش پر کھڑے ہو کر اذان دینا کیسا ہے۔

(جواب) اذان پنجگانہ مسجد کے فرش پر جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اونچی جگہ کھڑے ہو کر مسجد سے باہر کہے۔(۱)

اس مؤذن کا کیا حکم ہے جسے پاکی کی احتیاط نہ ہو اور نہ تلفظ کی :۔

(سوال ۹۰) جس مؤذن کو پاکی وغیرہ کی تمیز نہ ہو اور اس کے اذان الفاظ بھی بالکل غلط ہوں تو ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا درست نہیں اس کی اذان کا لوٹانا درست ہے۔(۲)

اذان دے کسی مسجد میں اور نماز پڑھے کسی مسجد میں یہ فعل کیسا ہے :۔

(سوال ۹۱) عمرو ایک مسجد میں مؤذن ہے اور وہ وہاں سے اذان کہہ کر چلا جاتا ہے۔ نماز کہیں اور پڑھتا ہے یہ فعل کیسا ہے۔

(جواب) یہ فعل اچھا نہیں۔(۳)

ایک مسجد میں اذان دے، دوسری میں امامت کرے یہ فعل درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۹۲) بکر ایک مسجد میں مؤذن ہے اور دوسری مسجد میں امام ہے۔ ایک مسجد میں اذان کہہ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھاتا ہے کیا یہ جائز ہے۔ اور اس مؤذن کے اذان کہنے میں تو کچھ نقص نہیں ہے۔

(جواب) اذان میں کچھ نقصان نہیں ہے اور دوسری مسجد کا امام ہے تو وہاں امامت کرانا درست ہے۔(۴) فقط

دفن اور قحط و وبا میں اذان ثابت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۹۳) زمانہ قحط اور وبا میں اور دیگر حادثات میں اور دفن میت کے بعد اذان کہنا کیسا ہے۔

(جواب) ان حوادثات میں اذان شارع علیہ السلام سے اور اقوال و افعال سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ

---

(۱) وینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد کذافی فتاویٰ قاضی خان والسنة ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانه یرفع صوته (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۴. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۵) ظفیر. (۲) ویستحب ان یکون المؤذن عالما بالسنة تقیا فیکره اذان الجاهل والفاسق الخ. غنیة المستملی ص ۳۵۹ ظفیر. (۳) والافضل ان یکون المؤذن هو المقیم (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان ج ۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۴) ای لحدیث من اذن فهو یقیم (رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۷) ظفیر.

(۴) وان اذن رجل واقام آخر ان غاب الاول جاز من غیر کراهة وان کان حاضرا ویلحقه الوحشة باقامة غیره یکره وان رضی به لا یکره عندنا کذا فی المحیط (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الاذان الفصل الاول ج ۱ ص ۵۲. ط. ماجدیه ۵۴) ظفیر

بدعت ہے۔(۱)

نابالغ لڑکے کی اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۴) نابالغ لڑکے کو اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) لڑکا نابالغ اگر مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلاکراہت صحیح ہے۔(۲) فقط۔

مسجد میں اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۵) اذان پنجگانہ وجمعہ کی اذان مسجد میں جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) کوئی اذان مسجد میں مکروہ نہیں ہے۔ خصوصاً اذان خطبہ جمعہ مسجد میں خطیب کے سامنے مسنون ہے۔(۳) فقط۔

آٹھ سالہ لڑکے کی اذان کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۹۶) لڑکا کس قدر عمر ہونے سے اذان دے سکتا ہے۔ جو لڑکا آٹھ برس کا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور پاکی ناپاکی کا خیال رکھتا ہو ایسا نابالغ لڑکا اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) لڑکا اگر مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان بلاکراہت بالاتفاق صحیح ہے اور غیر مراہق عاقل ہو تب بھی ظاہر الروایت میں کراہت نہیں ہے اور بعض روایات میں مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے۔ ویجوز بلا کراھة اذان صبی مراھق وفی الشامی قوله صبی مداهق المرادبه العاقل وان لم یواهق کما هو ظاهر البحر وغیره وقیل یکره لکنه خلاف ظاهر الروایة الخ. شامی .(۴) فقط۔

جماعت میں عدم حاضری کی وجہ سے گھر میں اذان کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۹۷) اگر بوجہ کسی عذر قوی کے مسجد میں نہ پہنچ سکے یا اذان مسجد وجماعت میں تاخیر ہو اور اس کو بوجہ بیماری یا کسی اور عذر کے نماز میں تعجیل ہو تو مکان میں اذان کہہ کر نماز پڑھنا جائز ہوگا یا ناجائز۔ مسجد کی اذان وجماعت تک تاخیر نماز نہیں کرسکتا بوجہ عذر کے اور اگر نماز اذان کہہ کر نہیں پڑھتا تو ثواب سے محروم رہتا ہے ایسے موقعہ میں کیا کرے اذان کہے یا نہ کہے یا اذان مسجد تک توقف کرے۔

(جواب) اگر عذر کی وجہ سے جماعت ساقط ہوگئی اور وہ شخص مصر میں ہے تو اذان بھی ساقط ہوجاتی ہے شامی جلد اول ص

---

(۱) فی الاختصار علی ماذکر من الوارداشارۃ الی انه لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبره کما هو المعتاد الان وقد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بدعة ومن ظن انه سنة قیاسا علی ندبهما للمولود الحاق الخاتمة الامر بابتدائه فلم یصب اه (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط.س. ج ۱ ص ۲۳۵) ظفیر.

(۲) ویجوز بلاکراھة اذان صبی مراهق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر. (۳) ویؤذن ثانیا بین یدیه ای الخطیب.

(۴) رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱. ۲ ۱ ظفیر.

۲۸۳ لکن لا یکرہ ترکہ لمصل فی بیتہ فی المصر لان اذان الحی یکفیہ.(۱)فقط۔

جنبی کو جواب اذان جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۸) درحالت جنابت اجابت اذان جائز است یا نہ۔

(جواب) فی الدر المختار ویجیب من سمع الا ذان ولو جنبا الخ یعنی ہرکہ اذان بشنود اجابت کند اگرچہ جنبی باشد وعلّلہ فی الشامی بان اجابۃ الا ذان لیست باذان. بحر عن الخلاصۃ ۔فقط۔

مغموم کا اذان کہلوا کر سننا کیسا ہے:۔

(سوال ۹۹) ایک واعظ صاحب فرماتے تھے کہ اگر کسی کو رنج وغم لاحق ہو تو اس کو مناسب ہے کہ کسی سے اذان کہلا کر سنے۔
(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔شامی میں نقل کیا ہے کہ مغموم ومہموم کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔(۲)

مکبر کہاں کھڑا ہو:۔

(سوال ۱۰۰) فرائض کی تکبیر کے لئے مکبر کو کہاں کھڑا ہونا مشروع ہے۔ بالکل محاذی امام کے یا دائیں یا بائیں۔ مستحب مسنون طریقہ کیا ہے۔

(جواب) شرعاً اس میں کوئی تحدید نہیں ہے یعنی اقامت کے لئے شرعاً کوئی جگہ محاذی امام یا جانب یمین وشمال معین نہیں ہے۔حسب موقع وحسب ضرورت جس طرف اور جس موقع پر مکبر کھڑا ہو کر تکبیر کہے درست ہے۔اور فقہاء کا اقامت کے لئے کوئی جانب اور کوئی جگہ معین نہ کرنا یہی دلیل ہے عدم تعیین وعدم تحدید کی۔کسی فقہ کی کتاب میں جانب یمین یا شمال یا محاذات کی تخصیص مکبر کے لئے نہیں کی گئی اور جو کچھ عوام میں مشہور ہے کہ اذان بائیں جانب اور تکبیر دائیں طرف ہو یہ بے اصل ہے۔فقط۔

اجابت اذان قولاً واجب ہے یا فعلاً:۔

(سوال ۱۰۱) اجابت اذان قولی وفعلی دونوں واجب ہیں یا اول واجب ہے، دوسری مستحب یا عکس اس کا۔

(جواب) اجابت اذان قولاً مستحب ہے اور بالقدم واجب ہے قال فی الشامی ای قال الحلوانی ان الاجابۃ باللسان مندوبۃ والواجبۃ ھی الا جابۃ بالقدم الخ (۴) والتحقیق فی الشامی وقد ذکر اشکالا فی

(۱) بخلاف مصل ولو بجماعۃ فی بیتہ بمصر او قریۃ لہا مسجد فلا یکرہ ترکہما اذ اذان الحی یکفیہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۶ ط.س ج ۱ ص ۳۹۵) ظفیر
(۲) رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸ ط.س ج ۱ ص ۳۸۵ ظفیر
(۳) وفی حاشیۃ البحر للخیر الرملی رایت فی کتب الشافعیۃ انہ قد یسن الاذان لغیر الصلوۃ کما فی اذان المولود والمہموم والمصروع الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۷ ط.س ج ۱ ص ۳۸۵) ظفیر۔
(۴) ردالمحتار باب الاذان جلد اول ج ۱ ص ۳۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸ ط.س ج ۱ ص ۳۹۶) ظفیر

وحوبها ثم اجاب عنه فلینظر ثمه ۔(۱) فقط۔

بوقت ضرورت ایک آدمی دو مسجد میں اذان دے سکتا ہے:۔

(سوال ۱۰۲) ایک آدمی کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان دینا درست ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو نماز کون سی مسجد میں پڑھے۔

(جواب) اگر ضرورت ہو درست ہے۔(۲) اور جہاں چاہے نماز پڑھے۔ البتہ بلا ضرورت ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا فقہا۔ نے مکروہ لکھا ہے ویکرہ ان یوذن فی مسجدین لا نه یکون داعیا الی مالا یفعل غنیة المستملی ج ا ص ۱۶۳ ظفیر۔

اذان دائیں سے اور تکبیر بائیں سے کہنے کی کچھ حقیقت نہیں:۔

(سوال ۱۰۳) اذان بائیں طرف اور تکبیر داہنی طرف کھڑے ہو کر پڑھنا مشہور ہے اور اس پر اکثر اہل علم کا تعامل دیکھا جاتا ہے بلکہ اس قید و تخصیص کو ضروری و شرعی سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں۔ اور دعاء کے وقت امام کا بائیں طرف منہ کر کے بیٹھنا نہایت ہی مذموم سمجھتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) اذان بائیں طرف اور اقامت داہنی طرف ہونے کی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اور کسی حدیث وفقہ کی کتاب میں نہیں ہے۔ یہ بات غلط مشہور ہے ورنہ ان لوگوں کو جو ایسا کہتے ہیں کوئی دلیل لانی چاہئے۔ بلا دلیل اپنی طرف سے شریعت میں ایسی قیدیں لگانا درست نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ اور دعاء کے وقت امام کو داہنی طرف اور بائیں طرف پھرنا دونوں حدیث میں آئے ہیں اور دونوں امر کی شرعاً اجازت ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ کرے کہ یہ سمجھے کہ داہنی طرف ہی پھرنا ضروری ہے۔ میں نے بار بار رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ بائیں طرف کو پھرے۔(۳) انتہی۔ لیکن یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ زیادہ تر رسول اللہ ﷺ داہنی

---

(۱) قال فی النهر وقوله بوجوب الا جابة بالقدم مشكل ، لا نه یلزم علیه وجوب الاداء فی اول الوقت وفی المسجد، اذلا معنی لا یجاب الذهب دون الصلاة وما فی شهادات المجتبی سمع الاذان وانتظر الا قامة فی بیته لا تقبل شهادته مخرج علی قوله كما لا یخفی وقد سئالت شیخنا الا خ، عن هذا فلم ید جوابا اه ا قول وبا لله التوفیق ما قاله الا مام الحلوانی مبنی علی ما كان فی زمن السلف من صلاة الجماعة مرة واحدة وعدم تكرارها كما هو فی زمنه صلی الله علیه وسلم وزمن الخلفاء بعده وقد علمت ان تكرار ها مكروه فی ظاهر الروایة الا فی روایة عن الا مام وروایة عن ابی یوسف كما قد مناه قریبا و سیاتی ان الراجح عند اهل المذهب وجوب الجماعة وان یا ثم بتفویتها اتفاقا وحینئذ یجب السعی بالقدم لا لاجل الا داء فی اول الوقت اوفی المسجد بل لا جل اقامة الجماعة والا لزم فوتها اصلاً، او تكرار ها فی مسجد ان وجد جما عة اخری وكل منهما مكروه فكذا بوجوب الا جابة بالقدم،لا یقال یمكنه ان یجمع باهله فی بیته فلا یلزم شئی من المحذورین، لانا نقول ان مذهب الا مام الحلوانی انه بذالک لا ینال ثواب الجماعة وانه یكون بدعة ومكروها بلا عذر، وسیاتی فی الا مامة ان الا صح انه لو جمع باهله لا یكره وینال ثواب فضیلة الجماعة لكن جماعة المسجد افضل (رد المحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۸ ط.س. ج ا ص ۳۹۶) ظفیر

(۲) یكره له ان یو ذن فی مسجدین (درمختار) لا نه اذا صلی فی المسجد الا ول یكون متنفلا بالا ذان فی المسجد الثانی الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ا ص ۳۷۲ ط.س. ج ا ص ۴۰۰) ظفیر اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے مگر صورت مسئولہ میں چونکہ ضرورت ہے اس لئے کراہت نہیں، پھر کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی مسجد میں نفل کی نیت سے جماعت میں لازمی طور پر شریک ہو۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۳) عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال لا یجعل احد كم للشیطان شیئاً من صلا ته یری ان حقا علیه لا ینصرف الا عن یمینه لقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم كثیر اینصرف عن یساره متفق علیه (مشكوة باب الدعاء فی التشهد ص ۸۷) ظفیر

طرف کو پھرتے تھے۔(۱) پس معمول یہ رکھنا چاہئے کہ اکثر داہنی طرف کو پھرے اور کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی پھر جایا کرے۔(۲) فقط۔

صلوا فی رحالکم کہنا:۔

(سوال ۱۰۴) کثرت بارش کے وقت جب اذان دینے والا بجائے حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح کے صلوا فی رحالکم کہے تو جائز ہے یا نہیں جب کہ لوگ مسجد میں نہ آسکیں۔

(جواب) اذان کہنے والا حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح ہی کہے باقی بوجہ کثرت بارش اگر کوئی شخص مسجد میں آکر شریک نہ ہوسکے تو درست ہے اور ترک جماعت بارش کی وجہ سے جائز ہے۔(۳) لیکن اذان میں کچھ تغیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حنفیہ نے اذان میں کچھ تغیر کو اختیار نہیں کیا۔

اقامت میں دائیں بائیں کو مڑنا:۔

(سوال ۱۰۵) اقامت کے اندر بھی مثل اذان کے حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کہنے کے وقت داہنے اور بائیں منہ پھیرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) روایات کتب فقہ سے ظاہر ہے کہ اقامت مثل اذان کے ہے اور جو مواقع اختلاف کے ہیں ان میں فقہاء و محققین نے تحویل وجہ کو نہیں لکھا۔ بلکہ تحویل وجہ میں اقامت کو مثل اذان کے قرار دیا ہے۔(۴) لہذا راجح یہی ہے کہ تحویل وجہ اقامت میں بھی ہو۔ مگر چونکہ بعض علماء نے اس علت سے کہ اقامت اعلام حاضرین کے لئے ہے تحویل وجہ کو حیعلتین میں سنت نہیں سمجھا اس لئے اس میں گنجائش ہے لیکن جو علماء اس تحویل کو سنت نہیں فرماتے وہ بھی اس کو منع نہیں کرتے بلکہ غایت یہ کہ ضروری نہیں فرماتے تو اس اعتبار سے بھی فعل اس کا اولیٰ ہے ترک سے لہذا معمول بہ بنانا اس کو مناسب ہے۔

اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا:۔

(سوال ۱۰۶) اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور قرۃ عینی بک یا رسول اللہ پڑھنا کیسا ہے۔

---

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ رواہ مسلم (ایضاً) ظفیر

(۲) فاذا تمت صلوۃ الامام فھو مخیر انشاء انحرف عن یسارہ وجعل القبلۃ عن یمینہ وانشاء انحرف عن یمینہ وجعل القبلۃ عن یسارہ وھذا اولی لما فی مسلم من حدیث البراء کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ حتی یقبل علینا بوجھہ فان مفھومہ ان وجھہ عند الا قبال علیھم کان یقابل من ھو عن یمینہ وذالک انما یکون اذا کان المسجد عن یمینہ والقبلۃ عن یسارہ الخ (غنیۃ المستملی ج ۱ ص ۳۳۰) ظفیر.

(۳) فلاتجب (ای الجماعۃ) علی مریض الخ ولا علی من حال بینہ وبینھا مطر و طین (درمختار) اشارۃ بالحیلولۃ الی ان المراد المطر الکثیر (ردالمحتار باب الامامۃ ج ۱ ص ۵۱۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۵) ظفیر.

(۴) والاقامۃ کالاذان فیما مر (درمختار) واراد بما مر احکام الاذان العشرۃ المذکورۃ فی المتن وھی انہ سنۃ للفرائض وانہ یعاد ان قدم علی الوقت وانہ یبدأ باربع تکبیرات وعدم الترجیع وعدم اللحن والترسل والالتفات والاستدارۃ وزیادۃ الصلاۃ خیر من النوم فی اذان الفجر وجعل اصبعیہ فی اذنیہ ثم استثنی من العشر ثلاثۃ احکام لا تکون فی الاقامۃ فابدل الترسل بالحدر والصلوۃ خیر من النوم بقد قامت الصلوۃ وذکر انہ لا یضع اصبعیہ فی اذنیہ فبقیت الاحکام السبعۃ مشترکۃ الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر

(جواب) علامہ شامی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ شہادتین کے وقت اذان میں ایسا کرنا مستحب ہے۔ پھر جراحی سے نقل کیا ہے۔ ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شیء (۱) اور نہیں صحیح ہوا مرفوع حدیث میں اس میں سے کچھ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت سمجھ کر یہ فعل کرنا صحیح نہیں ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور تارک کو ملام و مطعون کرتے ہیں اس لئے اس کو علمائے محققین نے متروک کر دیا ہے۔ فقط۔

جمعہ اور عشاء میں تثویب:۔

(سوال ۱۰۷) بعض شہروں میں ایسا کرتے ہیں کہ اول نماز جمعہ کے واسطے اذان، اس کے بعد دومرتبہ باآواز بلند الصلوٰۃ کہہ کر پکارتے ہیں پھر اس کے بعد خطبہ کی اذان ہوتی ہے اور رمضان شریف میں بعد اذان عشاء ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ تثویب ہے جو کہ مختلف فیہ ہے اور احادیث میں اس پر اطلاق بدعت کا کیا گیا ہے۔ اور بعض فقہاء نے اس کو جائز فرمایا ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ خاص قاضی و مفتی وغیرہ کے لئے اس کو جائز رکھتے ہیں اور اسی کو قاضی خاں نے اختیار کیا ہے پس احوط ترک ہے۔ (۲) فقط۔

جمعہ کی دوسری اذان کا جواب:۔

(سوال ۱۰۸) جمعہ کے روز منبر کے روبرو جو اذان کہی جاتی ہے اس کے جواب دینے کو درمختار نے مکروہ لکھا ہے مگر اس کی حاشیہ رد المحتار یعنی شامی اور طحطاوی وغیرہ فقہاء محققین نے ترجیح دی ہے یا کہ اس کے خلاف جواب دینے کو استحباب ثابت کیا ہے اور ترجیح و تائید جواب دینے کو دی ہے۔

(جواب) اقول لکن فی الشامی باب الجمعہ والظاھر ان مثل ذلک یقال ایضاً فی تلقین المرقی الاذان للمؤذن والظاھر ان الکراھۃ علی المؤذن دون المرقی لان سنۃ الاذان الذی بین یدی الخطیب تحصل باذان المرقی فیکون المؤذن مجیباً لاذان المرقی واجابۃ الاذان حینئذ مکروھۃ الخ ص ۵۵۱ شامی۔ (۳) جلد اول وفیہ ایضاً وذکر الزیلعی ان الاحوط الانصات۔ فقط۔ حاصل یہ ہے کہ اذان ثانی کا جواب دینا مکروہ ہے۔

بے وضو اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۰۹) اگر کبھی اذان بلا وضو پڑھ دی جاوے تو درست ہے یا محلّہ والوں پر اس کا کچھ وبال ہے۔

(۱) ردالمحتار باب الاذان جلد اول ج ۱ ص ۳۰۷ ط س ج ۱ ص ۳۹۸، ۱۲ ظفیر
(۲) والتثویب فی الفجر حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح مرتین بین الاذان والاقامۃ حسن لانہ وقت نوم وغفلۃ وکرہ فی سائر الصلوات معناہ العود الی الاعلام وھو علی حسب ما تعارفوہ وھذا تثویب احدثہ علماء الکوفۃ بعد عھد الصحابۃ لتغیر احوال الناس وخصوا الفجر بہ لما ذکرنا والمتاخرون استحسنوہ فی الصلوات کلھا لظھور التوانی فی الامور الدینیۃ وقال ابو یوسف لا اری باساً ان یقول المؤذن للامیر فی الصلوات کلھا السلام علیک ایھا الامیر الخ واستبعدہ محمد لان الناس سواسیۃ فی امر الجماعۃ وابو یوسف خصھم بذلک لزیادۃ اشتغالھم بامور المسلمین کیلا تفوتھم الجماعۃ وعلی ھذا القاضی والمفتی (ھدایہ باب الاذان ج ۱ ص ۸۴) ظفیر
(۳) ردالمحتار باب الجمعۃ مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ج ۱ ص ۷۶۹ ط س ج ۱ ص ۱۶۹، ۱۲ ظفیر

(جواب) بے وضو اذان کہنا درست ہے کچھ مواخذہ اور وبال اس میں کسی پر نہیں ہے البتہ بہتر اور افضل یہ ہے کہ باوضو اذان کہے۔(۱) (اس لئے کہ بعض فقہاء نے بغیر وضو اذان کو مکروہ کہا ہے۔ ویری انه یکره الا ذان ایضا ای علی غیر وضوء.هدایه وقیل یکره (ای الا ذان علی غیر وضوء) لحدیث الترمذی عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یو ذن الا متوضی ٔ. البحرالرائق. باب الا ذان ج ا ص ۲۷۷.۱۲ ظفیر.

اگر امام بغیر تکبیر بوجہ ضعف سماع جماعت شروع کردے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۱۰) امام مسجد نے مصلی پر کھڑے ہوکر مقتدیوں کو تکبیر کے لئے اذن دیا تکبیر میں کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی امام نے بقدر تکبیر تاخیر کر کے بوجہ اپنے ضعف سماع کے نہ سنا اور نیت باندھ لی تو نماز یا ثواب جماعت میں کچھ حرج واقع ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی اور ثواب جماعت بھی مل گیا۔ اور اقامت جو کہ سنت ہے متروک ہوگئی۔(۲) لیکن چونکہ بوجہ عدم سماع امام کے ایسا ہوا اس لئے کچھ گناہ نہیں ہوا۔ فقط۔

خشک سالی اور طاعون کے موقع پر اذان ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۱) وباء اور قحط اور خشک سالی طاعون وغیرہ کے موقعہ میں اذان بعد نماز کہنا شرعاً درست ہے یا نہ۔ اگر جائز ہے تو شرعی دلیل کیا ہے۔ اور اگر ممنوع ہے تو ہم نے جو سنا ہے کہ وباء میں غول بیابانی اور جنات کی کثرت ہوتی ہے اور جنات کے دفع کے لئے جو حدیث و اذا تغولت الخیلان نادیٰ بالاذان اور حدیث واذا رایٰ الجیرتی فلیطفئه بالتکبیر سے سند جواز پکڑنا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وباء اور قحط میں اذان کہنا منقول نہیں ہے اور تغول غیلان کی وقت جو اذان مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر طور سے غیلان جن محسوس ہو مثلاً جنگل وغیرہ میں کسی کو جنات کا احساس ہو اس وقت اذان کہنے کا حکم ہے۔ امراض وبائیہ میں یہ وارد نہیں ہے نہ اس کو اس پر قیاس کرسکتے ہیں کہ قیاس اول تو مجتہد کا معتبر ہے نہ ہم لوگوں کا۔ اور علاوہ بریں قیاس مع الفارق ہے امراض وبائیہ میں تغول غیلان کو محسوس نہیں کیا جاتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) ویکره اذان جنب واقامة واقامة محدث لا اذانه علی المذهب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۶۴) ثم اعلم انه ذکر فی الحاوی القدسی عن سنن المؤ ذن کونه رجلا عاقلا صالحا عالما بالسنن والاوقات مواظبا علیه محتسبا ثقة متطهر امستقبلا الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ا ص ۳۶۵ .ط.س. ج ا ص ۳۹۲) ظفیر

(۲) ویکره اداء المکتوبة بالجماعة فی المسجد بغیر اذان واقامة کذا فی فتاویٰ قاضی کان (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الاذان ج ا ص ۵۰ ط.ماجدیه ج ا ص ۵۴) ظفیر

(۳) والاقامة کالا ذان فیما مر (درمختار) واراد بما مر احکام الا ذان العشرة المذکورة فی المتن وهی انه سنة للفرائض الخ (ردالمحتارباب الا ذان ج ا ص ۳۶۰ ط.س. ج ا ص ۳۸۸) ظفیر

(۴) وهو سنة الخ للفرائض الخ لا یسن لغیرها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ا ص ۳۵۷ ط.س. ج ا ص ۳۸۴) ظفیر

قرآن پڑھتے ہوئے اذان سنے تو کیا کرے:۔

(سوال ۱۱۲) قرآن کے حفظ کرنے یا دیکھ کر پڑھنے میں اذان کا جواب جو کہ واجب ہے دینا چاہئے یا قرآن کی تلاوت جاری رکھنا جائز ہے۔

(جواب) اذان کا جواب دینا مستحب ہے اگر قرآن شریف کو بند کر کے جواب اذان کا دے تو اچھا ہے اور اگر قرآن شریف ہی پڑھتا رہے اور جواب نہ دے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

اذان میں ترجیع کی بحث:۔

(سوال ۱۱۳ / ۱) اذان میں جو بعض آدمی شہادتین جو دو دفعہ ہلکی آواز سے کہہ کر پھر دو دفعہ بلند آواز سے کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

محمد رسول اللہ پر صلی اللہ الخ کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۱۴ / ۲) اذان و تکبیر میں جب لفظ محمد رسول اللہ آتا ہے تو اذان کا کہنے والا ٹھیر کر صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے۔

حضرت بلال کی اذان:۔

(سوال ۱۱۵ / ۳) اذان حضرت بلال کی کون سی ہے۔

(جواب)(۱) یہ ترجیع ہے جو حنفیہ کے نزدیک اذان میں سنت نہیں ہے یہ ابو محذورہؓ کی حدیث میں وارد ہے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض تعلیم شہادتین کے اعادہ کا حکم فرمایا تھا اور حضرت بلالؓ کی اذان اور ملک نازل من السماء کی اذان میں ترجیع نہ تھی۔ اس پر حنفیہ کا عمل ہے۔(۲)

(۲) ایسا کہنا اذان میں ثابت نہیں ہے۔(۳)

(۳) حضرت بلالؓ کی اذان ایسے ہی تھی جیسے اب کہی جاتی ہے (۴) فقط

---

(۱) ویجیب وجوبها وقال الحلوانی ندبا والواجب الا جابة بالقدم من سمع الاذان ولو جنبا لا حائضا و نفسا و سامع خطبة الخ بخلاف قران (درمختار) لانه لا یفوت ولعله لان تکرار القراء ة انما هو للا جر فلا یفوت بالا جابة بخلاف التعلم فعلی هذا لو یقرأ تعلیما او تعلما لایقطع (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۲۶۷ و ج ۱ ص ۳۶۸) ظفیر۔

(۲) ولا ترجیع فانه مکروه (درمختار) الترجیع ان یخفف صوته بالشهادتین ثم یر جع فیرفعه بهما لا تفاق الروایات علی ان بلا لالم یکن یرجع وما قیل انه رجع لم یصح ولا نه لیس فی اذان الملک النازل بجمیع طرقه الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۶) ظفیر

(۳) عبداللہ بن زید بن عبدربہ کی حدیث میں اور دوسری کی حدیث میں صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ مذکور نہیں ہے۔ عبداللہ بن زید کی حدیث میں ہے تقول اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمدا رسول الله ،اشهد ان محمدا رسول الله الخ (فتح القدیر، باب الاذان ج ۱ ص ۲۱۱) پھر شرح المہذب للشافعیہ میں صراحت ہے والزیادة فی الاذان مکروهة (البحر الرائق. باب الاذان ج ۱ ص ۲۷۵) ظفیر۔

(۴) اس میں ترجیع نہیں ہوتی تھی۔ دیکھئے کتب حدیث ۱۲ ظفیر

اذان واقامت کے درمیان میں درود پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۱۶ / ۱) اقامت واذان میں مؤذن حضرت کے نام پر درود پڑھے یا بہتر کیا ہے۔

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مسنون ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۷ / ۲) اذان کی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعاء پڑھے۔ مسنون کیا ہے۔

قرآن ودرود شریف پڑھتے ہوئے اذان سنے تو......:۔

(سوال ۱۱۸ / ۳) کلام مجید یا درود شریف پڑھتا ہو اور اذان ہونے لگے تو اذان کا جواب دے یا نہ دے اور پڑھتا رہے۔

(جواب) (۱) مؤذن کو درمیان اذان واقامت حکم درود شریف پڑھنے کا نہیں ہے۔ اور ایسا ثابت نہیں۔ فقط۔

(۲) ہر طرح درست ہے۔ عمل بلا رفع یدین ہے۔ (۱) فقط۔

(۳) درمختار اور شامی میں ہے کہ قران شریف کی تلاوت موقوف کر کے جواب اذان کا دے۔ پس درود شریف کا بھی یہی حکم ہے۔ (۲) فقط۔

جمعہ کی اذان نصف النہار کے وقت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۱۹) جمعہ کی اذان نصف النہار میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) اذان قبل الوقت درست نہیں ہے اسی لئے فقہاء اعادہ کا حکم فرماتے ہیں۔ (۳) اور وقت جمعہ کا مثل ظہر کے بعد زوال کے شروع ہوتا ہے لہذا اذان جمعہ بعد زوال کے ہونی چاہئے قبل زوال درست نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ویدعو عند فراغه بالوسيلة لرسول الله صلى الله عليه وسلم (درمختار) اى بعد ان يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم لما رواه مسلم الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸) ظفير.

(۲) لو كان فى المسجد حين سمعه ليس عليه الاجابة ولو كان خارجه اجاب الخ فيقطع قراءة القران لو كان يقرء بمنزله ويجيب لو اذان مسجده ولو بمسجد لا (درمختار) الظاهر ان المراد المسارعة للاجابة وعدم القعود لاجل القراءة لاخلال القعود بالسعى الواجب والا فلا مانع من القراءة ما شيا الا ان يراد يقطعها ندبا للاجابة باللسان ايضا الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸) ظفير.

(۳) وهو سنة مؤكدة للفرائض الخمس فى وقتها الخ فيعاد اذان وقع بعضه قبله (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۴) ظفير.

(۴) وجمعة كظهر اصلا واستحبابا فى الزمانين لانها خلفه (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۶۷) ظفير.

فائتہ نمازوں کے لئے اذان گھر میں اور صحرا میں :-

(سوال ۱۲۰) گھر میں اور صحرا میں فائتہ نمازوں کے لئے اذان و اقامت کا کیا حکم ہے۔

(جواب) گھر میں یا صحرا میں فوائت نمازوں کے لئے اذان و اقامت مسنون ہے۔ درمختار میں کہا کہ پہلی فائتہ کے لئے اذان مسنون ہے اور باقی کے لئے اختیار ہے۔ لیکن کہنا اذان کا نہ کہنے سے بہتر اور اقامت کل کے لئے مسنون ہے۔(۱) فقط۔

فجر کی قضاء کے لئے اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہے یا نہیں :-

(سوال ۱۲۱) اگر فجر کی نماز قضا ہو جاوے اور اس کو پڑھتے وقت اذان کہی جاوے تو اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا مسنون ہے یا نہ۔

(جواب) نماز فجر اگر قضا ہوئی اور جماعت کے ساتھ اس کو ادا کرتا ہے تو اذان کہنا اس کے لئے سنت ہے اور اذان ویسے ہی ہونی چاہئے جس طرح صبح کی اذان ہے یعنی مع الصلوة خير من النوم کے کما يفيده اطلاق قول القهستانی ويسن ان يوذن ويقيم لفائتة رافعا صوته لو بجماعة او صحراء الخ درمختار .(۲) فقط۔

تکبیر سے پہلے بسم اللہ :-

(سوال ۱۲۲) ایک شخص وقت شروع کرنے تکبیر جماعت کے پہلے بسم اللہ پڑھ کر تکبیر شروع کرتا ہے، دوسرا شخص کہتا ہے بیجا جائز ہے۔

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے ہر ایک کام کے اول میں بسم اللہ کہنا بہتر اور افضل ہے۔

کیا اقامت وہی کہے جس نے اذان دی ہے :-

(سوال ۱۲۳) کیا مؤذن ہی کو تکبیر پڑھنا چاہئے دوسرے کے لئے ممنوع ہے۔ اگر مؤذن ملازم مسجد ہو۔ اور اگر کوئی ملازم نہ ہو کبھی کوئی اذان کہتا ہو کبھی کوئی۔

(جواب) خواہ مؤذن تنخواہ دار اور معین ہو اور دائمی اذان کہتا ہو، یا ایسا نہ ہو گاہ گاہ اذان کہتا ہو۔ بہر حال علاوہ مؤذن کے دوسرے شخص کو تکبیر کہنا درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جس نے اذان کہی وہی تکبیر کہے یا دوسرے کو اجازت دے دے۔(۳) فقط۔

---

(۱) ویسن ان یوذن ویقیم لفائتة رافعا صوته لو بجماعة او صحراء لا بيته منفردا، وكذا يسنان لاالى الفوائت لا لفاسدة ويخير فيه للباقی لوفی مجلس وفعله اولی ويقيم للكل (درمختار) ای لا يخير فی الا قامة للباقی بل يكره تركها (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ وج ۱ ص ۳۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۰) ظفير (۲) الدر المختار على هامش ردا لمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۰ ۱۲ ظفير. (۳) اقام غير من اذن بغيبة اى الموذن لا يكره مطلقا وان بحضوره كره ان لحقه وحشة كما كره مشيه فی اقامة (درمختار) ان لحقه وحشة ای بان لم يرض به وهذا اختيار خواهر زاده الخ وقال فی البحر ويدل عليه اطلاق قول المجمع ولا نكرهها من غيره الخ فلا باس بان ياتی بكل واحد رجل اخر ولكن الافضل ان يكون الموذن هو المقيم اه ای لحديث من اذن فهويقيم (ردا لمحتارباب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفير

اذان کا جواب اور دعاء۔

(سوال ۱۲۴) وقت اذان حکم در حدیث ایجاب بود حالانکہ دریں زمان بعد ختم اذان کلمہ طیبہ می گویند چہ حکم شرعی است۔

(جواب) بوقت اذان سامعین را مستحب است، کہ ہماں کلمات را کہ مؤذن میگوید سامعین ہم میگویند و در حیعلتین لا حول و لا قوة الا باللہ گویند و بعد ختم اذان دعاء ماثورہ اللہم رب هذه الدعوة التامة الخ بگویند و ظاہر است کہ اتباع ماثور اولیٰ و احب است۔(۱) فقط۔

بوقت اذان کانوں کے سوراخ میں انگلی ڈالنا سنت ہے:۔

(سوال ۱۲۵) اذان اکثر ہاتھ چھوڑ کر یا ایک ہاتھ کان پر رکھ کر جدھر کو چاہے منہ کر کے دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خلاف سنت ہے، مگر اذان ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

اذان جمعہ مسجد سے باہر دی جائے یا اندر:۔

(سوال ۱۲۶) اگر بیرون مسجد اذان جمعہ دی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسجد کے اندر اور مسجد کے باہر اذان دینا برابر زمانہ رسول اللہ ﷺ سے اب تک جاری ہے خطبہ کی اذان مسجد میں ہوتی ہے۔(۳) اور باقی نمازوں کی اذان مسجد سے باہر اور مسجد کے اندر جائز ہے، اور منارہ پر اذان کا ہونا فقہاء نے مشروع لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ منارہ خارج از مسجد ہوتا ہے۔ اس کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

تکبیر میں کلمات اذان کی تکرار:۔

(سوال ۱۲۷) عموماً ہم تکبیر کو دو دفعہ کہتے ہیں۔ کیا ایک دفعہ تکبیر کو کہنا جائز ہے اور قد قامت الصلوٰۃ دو دفعہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ تکبیر مثل اذان کے یعنی اللہ اکبر اول چار دفعہ اور باقی کلمات دو دو دفعہ کہنا چاہئے اور قد قامت الصلوٰۃ بھی دو دفعہ کہنا چاہئے، ایک ایک دفعہ کہنا کلمات تکبیر کا مذہب حنفیہ کا نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویجیب وجوبا وقال الحلوانی ندبا والواجب الاجابة بالقدم من سمع الاذان الخ بان یقول بلسانه کمقالته الخ الا فی الحیعلتین فیحوقل وفی الصلوة خیر من النوم فیقول صدقت وبررت الخ ویدعو عند فراغه بالوسیلة لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (درمختار) وروی البخاری وغیره من قال حین یسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة ات محمد الوسیلة والفضیلة وابعثه مقاما محمود الذی وعدته، حلت له شفاعتی یوم القیامة الخ (رد المحتار باب الاذان ج ا ص ۳۶۷ و ج ا ص ۳۷۰ ط.س. ج ا ص ۳۹۶) ظفیر

(۲) ویجعل ندبا اصبعیه فی صماخ اذنیه فاذانه بدونه حسن وبه احسن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ص ۳۶۰ ط.س. ج ا ص ۳۸۸) ظفیر

(۳) ویؤذن ثانیا بین یدیه ای الخطیب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعه ص ۷۷۰ واذا جلس الامام علی المنبر اذن المؤذنون بین یدیه الاذان الثانی للتوارث (غنیة المستملی ص ۵۲۰).

(۴) وینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۵۲ ط. ماجدیه ج ا ص ۵۵).

(۵) والاقامة مثل الاذان عندنا الخ ولنا ماروی ابو داؤد عن ابن ابی لیلیٰ عن معاذ الخ (غنیة المستملی ج ا ص ۳۵۹) ظفیر

اللہ اکبر میں واو کا اضافہ غلط ہے:۔

(سوال ۱۲۸) اذان اور نماز میں اللہ اکبر کہنا چاہئے یا اللہ ہوا کبر۔

(جواب) اللہ اکبر پڑھنا چاہئے، اللہ کی ہاء کے آگے واو نہ بڑھانا چاہئے۔(۱) فقط۔

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا:۔

(سوال ۱۲۹) ایک مؤذن دو مسجدوں میں اذان کہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ اچھا نہیں مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

اذان فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ:۔

(سوال ۱۳۰) فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کیوں زیادہ ہے۔

(جواب) فجر کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم زیادہ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔(۳) اور وہ وقت چونکہ غفلت اور نیند کا ہے اس وجہ سے یہ کلمات اس وقت کہنا مستحب ہیں کیونکہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نماز بہتر ہے (۴) سونے سے۔ فقط۔

جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعاء:

(سوال ۱۳۱) اجابت اذان ثانی جمعہ و بعد او دعاء اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الخ خواندن جائز است یا نہ۔

(جواب) صحیح این است کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ است و ہمچنیں دعائے ماثورہ اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ الخ۔(۵) فقط۔

جاہل کی اذان:۔

(سوال ۱۳۲) جاہل آدمی کو اذان دینا جس کی زبان سے الفاظ مثل پڑھے ہونے کے نہ نکلتے ہوں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص اذان صحیح نہ کہہ سکے وہ اذان نہ کہے اذان ایسے شخص سے کہلوانی چاہئے جو کلمات اذان کو صحیح کہے خواہ پڑھا ہوا ہو یا نہ ہو۔(۶) فقط۔

---

(۱) اذا اراد الشروع فی الصلوۃ کبر لو قادر اللا فتتاح ای قال وجوبا اللہ اکبر الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ فصل فی تالیف الصلوۃ ج ۱ ص ۴۴۷، ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹ ظفیر. (۲) یکرہ لہ ان یوذن فی مسجدین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذن ج ۱ ص ۳۷۲، ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰ ظفیر. (۳) عن ابی محذورۃ قال قلت یا رسول اللہ علمنی سنۃ الا ذان قال فمسح مقدم راسہ قال تقول اللہ اکبر اللہ اکبر الخ فان کان صلوۃ الصبح قلت الصلوۃ خیر من النوم الخ رواہ ابو داؤد (مشکوۃ باب الا ذان ص ۶۳) ظفیر. (۴) ویقول ندبا بعد فلاح اذان الفجر " الصلوۃ خیر من النوم" مرتین لانہ وقت نوم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۰، ط.س. ج ۱ ص ۳۸۸ ظفیر (۵) وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الا ذان بین یدی الخطیب (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذان ص ۳۷۱) واجابۃ الاذان حینئذ مکروھۃ (ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۶۹، ط.س. ج ۳ ص ۱۶۱) ظفیر. (۶) وعلیھا یستحق ثواب الموذنین اذا کان عالما بالسنۃ والا وقات ولو غیر محتسب (درمختار) ای سنۃ الاذان (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴). ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲ القولہ علیہ الصلوۃ والسلام لیؤ ذن لکم خیار کم رواہ ابو داؤد الخ ویدخل فی الخیار ان لا یلحن فی الاذان لا نہ لا یحل لا فی الا ذان ولا فی القراءۃ وتحسین الصوت مطلوب لا تلازم بینھما الخ وظہر من ھذا ان التلحین اخراج الحرف عما یجوزلہ فی الا داء الخ (غنیۃ المستملی فصل فی السنن ص ۳۶۰) ظفیر.

اذان مسجد کے اندر ہو یا باہر:۔

(سوال ۱۳۳) اذان مسجد کے فرش سے باہر ہونی چاہئے یا فرش مسجد پر۔ اکثر اشخاص یہ کہتے ہیں کہ مسجد سے باہر اذان نہ دینا چاہئے۔ فرش پر اذان کہنا چاہئے۔ مسجد سے باہر اذان کہنا منع ہے اور اس کے ثبوت میں خطبہ سے قبل جو اذان پڑھی جاتی ہے پیش کرتا ہے۔ یہ اذان مسجد میں کیوں ہوتی ہے اس میں اور پنجگانہ اذان میں کیا فرق ہے اور وہ مسجد کے اندر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اور اگر مسجد سے باہر کوئی اونچی جگہ بنادی جائے اس پر اذان کہی جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) سوائے خطبہ کی اذان کے باقی پنجگانہ نمازوں کے لئے اذان کسی بلند جگہ پر کہنا افضل ہے اور مسجد سے خارج بہتر ہے اگرچہ مسجد میں بھی جائز ہے چنانچہ خطبہ جمعہ کی اذان مسجد میں پیش منبر ہونا اس کی دلیل کافی ہے۔ اور بلند جگہ پر ہونا اذان کا اس لئے مشروع ہے۔ کہ آواز دور تک پہنچ جاوے۔ اور آنحضرت ﷺ کے زمانۂ مبارک میں اذان پنجگانہ خارج عن المسجد ہوتی تھی اور وجہ یہی تھی کہ بلند جگہ پر کہنے کی وجہ سے بعض مکانات متصل مسجد کی چھت پر اذان ہوتی تھی پس اس زمانہ خیر الازمنہ کے اس فعل سے خارج عن المسجد اذان پنجگانہ کا ہونا افضل معلوم ہوا۔ (۱) لیکن ممانعت مسجد میں اذان کہنے سے بھی نہیں ہے اور کوئی وجہ بھی ممانعت کی نہیں ہے کہ مسجد ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہے اور اذان بھی ذکر اللہ ہے قال اللہ تعالیٰ **ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ۔** (۲) الآیۃ۔ فقط۔

کلمات اقامت کا جواب:۔

(سوال ۱۳۴) اقامت میں کلمات مؤذن کا جواب دینا مثل اذان کے مستحب ہے یا مؤکدہ۔ لیکن جب کہ امام کو قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھنے کا حکم ہے تو مقتدی بقیہ کلمات مؤذن کا جواب دے کر شریک جماعت ہوں یا کیا۔

(جواب) مستحب ہے۔ (۳) اور اس مستحب کے ادا کرنے کے لئے علامہ شامی نے یہ فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ امام بعد ختم اقامت تکبیر تحریمہ کہے۔ (۴) فقط۔

اذان کے بعد مسجد کی طرف چلنا ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۳۵) سنا ہے کہ اذان ہونے پر جو شخص مسجد میں نہ جاوے تو گنہگار ہے۔ اگر دوسرے شخص کے تاکید کرنے سے بھی وہ نماز کو نہ جاوے تو کافر ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں شک نہیں ہے کہ جو شخص اذان سن کر مسجد میں نہ جاوے اور باجماعت نماز ادا نہ کرے وہ بھی گنہگار

---

(۱) وینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد الخ والسنۃ ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانہ ویرفع صوتہ ولا یجھد نفسہ (عالمگیری مصری باب الاذان ج ۱ ص ۵۳ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۵۵) ظفیر

(۲) سورۃ البقرہ رکوع ۱۴ ۔ عالمگیری میں ہے "ولا یؤذن فی المسجد" اس کا منشا یہ ہے کہ اولیٰ کے خلاف ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جائز نہیں ۱۲ ظفیر۔ (۳) ویجیب الاقامۃ ندبا اجماعا کالاذان (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۱ ط س ج ۱ ص ۴۰۰) ظفیر

(۴) وشروع الامام فی الصلوٰۃ مذ قیل قد قامت الصلوٰۃ ولو اخر حتی اتمھا لا باس بہ اجماعا الخ واعدل المذاھب الخ وفی القھستانی معزیا للخلاصۃ انہ الاصح (درمختار) لان فیہ محافظۃ علی فضیلۃ متابعۃ المؤذن واعانۃ لہ علی الشروع مع الامام (ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ آداب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۴۷ ط س ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر

ہے۔(۱)اور اگر بالکل ہی تارک نماز ہے کہ نہ مسجد میں نماز پڑھنے کو جاتا ہے اور نہ اپنے گھر پر نماز ادا کرتا ہے تو وہ اشد درجہ کا فاسق وعاصی ہے اور بعض ائمہ اس کو کافر کہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر .(۲)یعنی جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہو گیا یعنی قریب کفر کے ہو گیا اور انکار کرنا فرضیت نماز کا باتفاق کفر ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ . فقط۔

اقامت پہلی صف سے ضروری نہیں:۔

(سوال ۱۳۶)موذن اقامت اول صف میں پڑھے یا جس صف میں چاہے۔ مستحب کیا ہے۔

(جواب)جس صف میں ہو اسی میں اقامت پڑھ سکتا ہے اس میں کچھ قید نہیں ہے اور صف اول میں ہونا ضروری نہیں ہے۔(۳)فقط۔

اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۳۷)امام مسجد بلا وضو اذان کہے یا اذان کہہ کر حقہ پینے یا پیشاب پاخانہ کو چلا جائے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ ہے کہ اذان بے وضو مکروہ نہیں ہے۔ یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار . ویکرہ اذان جنب و اقامتہ و اقامۃ محدث لا اذانہ علی المذہب الخ .(۴)لیکن شامی میں منقول ہے کہ اذان باوضو کہنا مسنون ہے شامی میں ہے ثم اعلم انہ ذکر فی الحاوی القدسی من سنن المؤذن کونہ رجلا عاقلاً صالحاً عالماً بالسنن و الاوقات مو اظباً علیہ محتسباً ثقۃ مطهراً مستقبلاً الخ(۵)اس سے معلوم ہوا کہ باوضو اذان کہنا سنت اور مستحب ہے۔ پس عادت کر لینا ہمیشہ بے وضو اذان کہنے کی برا ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ باقی اگر اذان باوضو کہہ کر پھر ضرورت پیشاب پاخانہ کی ہو تو رفع حاجت کرنا ضروری ہے۔ اور حقہ پینا اصل سے اچھا نہیں ہے اس سے بھی احتراز اولیٰ ہے۔ فقط۔(اگر حقہ پیے تو مسجد میں آنے سے پہلے منہ اچھی طرح صاف کر لے تاکہ اس کی بدبو سے کسی کو اذیت نہ ہو، ظفیر)

بعد اذان امام اور مقتدیوں کو بلانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۳۸)موذن کو بعد اذان کے امام یا دیگر نمازیوں کو بلانا درست ہے یا نہیں۔

---

(۱)الجماعۃ سنۃ موکدۃ لقولہ علیہ السلام الجماعۃ من سنن الھدی لا یتخلف عنھا الا منافق (ھدایہ باب الا مامۃ ج ص ۱۰۹)ظفیر

(۲)اس وقت ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہ مل سکی۔ مشکوٰۃ میں الفاظ یہ ہیں لا تترک صلوٰۃ مکتوبۃ متعمد افمن ترکھا فقد برأت منہ الذمۃ الخ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ فصل ثالث ص ۵۹)ظفیر.

(۳)ویقیم علی الارض ھکذا فی القنیۃ وفی المسجد ھکذا فی البحر الرائق (عالمگیری کشوری باب الا ذان فصل ثانی ج ۱ ص ۵۴ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۵۶)ظفیر

(۴)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴ ط س ج ۱ ص ۳۹۲)ظفیر

(۵)ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۵ ط س ج ۱ ص ۳۹۳ ۱۲ ظفیر

(جواب) یہ اچھا نہیں ہے۔ الابضرورت کبھی ایسا ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

سہارا لے کر اذان اور بیٹھ کر اقامت مکروہ ہے:۔

(سوال ۱۳۹) کسے کہ طاقت در بدن نمیدارد اذان تکیہ دادہ میدہد و تکبیر نشستہ میگوید تکبیر او مکروہ است یا نہ۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکرہ اذان جنب واقامته واقامة محدث لا اذانه واذان امرأة وخنثی وفاسق (الی) وقاعد الا اذن لنفسه وراکب الا للمسافر الخ.(۲) اور یہ بھی درمختار میں ہے والاقامة کالاذان الخ.(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اذان بیٹھ کر مکروہ ہے اقامت بھی بلاعذر بیٹھ کر مکروہ ہے اور بوجہ ضعف کے اذان تکیہ دیوار وغیرہ کا لگا کر کہنا کھڑے ہو کر بلا کراہت کے درست ہے۔ فقط۔

جماعت کے لئے نقارہ بجانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۰) محلہ شیش گران میں صرف ایک مسجد ہے اور محلہ وسیع ہے۔ اذان کی آواز بھی سب جگہ نہیں جاتی۔ باشندگان محلہ سب نمازی ہیں، جو کاری گر لوگ ہیں سب نمازوں کے وقت ان کے کام کے ہیں اور کام پر سے اٹھنا اس کے حرج ونقصان کا باعث ہوتا ہے اس لئے وہ جماعت کی پابندی نہیں کر سکتے۔ نظر برآں یہ ترکیب کی گئی تھی کہ اذان وقت پر ہوتی تھی اور جماعت کی تیاری پر نقارہ کے ذریعہ سے جو خارج مسجد رکھا ہوا ہے کاریگروں کو اطلاع کر دی جاتی تھی اور سب کاریگر آجاتے تھے، اس میں ان کو جماعت کا انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا اور جم غفیر کے ساتھ جماعت ہو جاتی تھی۔ اب بعض حضرات نے نقارہ کی ممانعت کی اور جماعت ٹوٹ گئی جس کو توفیق ہوتی ہے فرداً فرداً نماز پڑھ لیتا ہے ورنہ کوئی ضروری نہیں سمجھتا۔ ایسی صورت میں نقارہ کے اعلان کو جو خارج از مسجد ہے کیسا سمجھا جاتا ہے اور اس کی بابت کیا حکم ہے اور کون ذریعہ اطلاع کا مستحسن ہے۔

(جواب) اعلام بعد الاذان جس کو تثویب کہتے ہیں۔ علماء متقدمین نے اس کو مکروہ اور بدعت کہا ہے اور علماء متاخرین نے بوجہ تساہل کے اس کو جائز رکھا ہے۔ پس بربنائے مذہب متاخرین اگر اعلام کے واسطے کوئی صورت جماعت کے انتظام کی نہ ہو تو نقارہ کے ساتھ اعلام جائز ہے۔ کما فی الدر المختار والشامی ویثوب بین الاذان والاقامة فی الکل للکل بما تعارفوه (درمختار) کتنحنح اوقامت قامت او الصلوة الصلوة ولو احدثوا اعلاما مخالفا لذلک جاز.(۴) (شامی) فقط (اور جب کہ اذان کی آواز پہنچ جاتی ہو تو بلاضرورت نقارہ بجانے سے بچنا چاہئے، اس وجہ سے کہ ابتدائے امر اذان میں اس طرح کی تمام صورتیں رد کردی گئی تھیں۔ ظفیر)

(۱) وکره فی سائر الصلوة ومعناه العود الی الاعلام وهو علی حسب ماتعارفوه هذا تثویب احدثه علماء الکوفة بعد عهد الصحابة لتغیر احوال الناس الخ والمتاخرون استحسنوا فی الصلوت کلها لظهور التوانی فی الامور الدینیة وقال ابو یوسف لا اری باسا ان یقول المؤذن للامیر فی الصلوت کلها السلام علیک ایها الامیر الخ واستبعده محمد رحمة الله علیه لان الناس سواسیة فی امر الجماعة الخ (هدایه باب الاذان ج ۱ ص ۸۴) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴ ط.س ج ۱ ص ۳۹۲، ۱۲. (۳) ایضا ج ۱ ص ۳۶۰ ط.س ج ۱ ص ۳۸۸، ۱۲ ظفیر

(۴) دیکھئے ردالمحتار للشامی باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س ج ۱ ص ۳۸۹، ۱۲ ظفیر

اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۱) در اقامت لفظ قد قامت الصلوٰۃ را بلند کردن چہ حکم دارد۔

(جواب) حرجے دراں نیست۔ (۱) فقط۔

جیل میں اذان دی جائے یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۲) جیل میں نماز با جماعت پڑھی جاتی ہے وہاں اذان کہنا چاہئے یا نہیں یا صرف تکبیر پر اکتفا کیا جائے۔

(جواب) اگر وہاں اذان کی روک ٹوک اور ممانعت نہ ہو تو اذان کہنا اچھا ہے اور ثواب ہے (۲)۔ اور اگر نہ کہیں اور صرف اقامت پر اکتفا کریں تو یہ بھی بلا کراہت درست ہے۔ درمختار میں ہے بخلاف مصل و لو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لهامسجد فلا یکره ترکهما اذان الحی یکفیه۔ اور شامی میں ہے قوله فی بیته. ای فیما یتعلق بالبلد من الدار والکرم وغیرهما الخ۔ (۳) فقط۔

مسجد کے اندر رہتے ہوئے جواب دینا ضروری نہیں:۔

(سوال ۱۴۳) زید مغرب کی اذان سے پیشتر مسجد میں بیٹھا ہوا چند آدمیوں سے کوئی مسئلہ بیان کر رہا تھا کہ اذان مغرب شروع ہو گئی مگر زید نے اپنی تقریر کو بند نہیں کیا، نہ اذان سنی اور نہ جواب دیا۔ وہ کہتا ہے کہ علم دین سکھانے والے پر جواب اذان واجب نہیں اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) جو شخص مسجد میں بوقت اذان موجود ہو تو اس کو اجابت باللسان کرنا مستحب ہے۔ پس اگر کسی مسئلہ کے بیان کی وجہ سے وہ خاموش نہ ہوا اور اذان کا جواب نہ دیا تو گنہگار نہیں ہوا۔ البتہ بہتر یہ تھا کہ خاموش ہو کر اذان کا جواب دیتا، لیکن ترک مستحب پر طعن نہیں ہو سکتا اور بعض فقہاء اگر چہ وجوب اجابت باللسان کے بھی قائل ہیں مگر صحیح و راجح عدم وجوب ہے۔ (۴) فقط۔

اذان سے پہلے الصلوٰۃ والسلام کی رسم درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۴) اذان کے قبل الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وغیرہ جس کو صلوٰۃ کہتے ہیں اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں ہوتی ہے یہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) والاقامة مثل الاذان الا انه یزید فیها بعد الفلاح قد قامت الصلوٰة مرتین هکذا فعل الملک النازل من السماء وهو المشهور (هدایه باب الاذان ج ۱ ص ۸۳) ظفیر

(۲) قوله ولو بجماعة وعن ابی حنیفة رضی الله تعالی عنه لو اکتفوا باذان الناس اجزاء هم وقد اساؤا (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا یہی ہے کہ اذان دی جائے ۱۲ ظفیر

(۳) دیکھئے ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵. ۱۲ ظفیر

(۴) ویجیب وجوبا وقال الحلوانی ندبا من سمع الاذان (در مختار) ای قال الحلوانی ان الاجابة باللسان مندوبة والواجبة هی الاجابة بالقدم (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۶) ظفیر۔

(۵) اس لئے کہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے لہذا اس سے بچنا چاہئے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

اذان میں شہادتین پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے۔

(سوال ۱۴۵) اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھوں کو بوسہ دینا کیسا ہے۔ جو شخص اس سے منع کرے اس کی اقتداء نماز میں جائز ہے یا نہیں اور جو انگوٹھوں کو بوسہ نہ دے وہ گنہگار ہے یا نہ۔ اگر بوسہ دینا مستحب یا سنت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(جواب) استحباب تقبیل ابہامین کی دلیل شامی کی یہ عبارت ہے یستحب ان یقال عند سماع الا ولی من الشہادتین صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیة منہا قرت عینی بک یارسول اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الا بہا مین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قاعدا لہ فی الجنة کذا فی کنز العباد وقہستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیة وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابہا میہ عند سماع اشہد ان محمد ا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الا ذان انا قاعدہ ومد خلہ فی صفوف الجنة وتمامہ فی حواشی البحر للرملی عن المقاصد الحسنة للسخاوی ۔ وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المر فوع من کل ھذا شئی الخ ۔ شامی(۱) ج ا ص ۲۶۷۔ باب الاذان۔ آخر عبارت شامی سے یہ بھی واضح ہوا کہ کوئی مرفوع حدیث صحیح اس بارہ میں نہیں ہے۔ غایت یہ کہ ضعیف حدیث پر بھی فضائل اعمال میں عمل کرنا درست ہے مگر اس کی شرط یہ ہے کہ اس فعل کو مسنون نہ سمجھے۔ کذا فی الدرالمختار۔ پس چونکہ بعض عوام کو اس میں غلو ہو گیا اور اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور تارک پر طعن و ملامت کرتے ہیں اس لئے ترک اس کا علماء محققین احوط سمجھتے ہیں۔ اور وہ شخص گناہ گار نہیں۔ اقتداء اس کی درست ہے۔ فقط۔

اذان میں سینہ پھیرنے کی ممانعت:۔

(سوال ۱۴۶) ایک شخص اذان میں اپنے سینہ کو دائیں بائیں پھیرتا تھا۔ میں نے اس کو منع کیا کہ اس طرح سینہ پھیرنا منع ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) یہ صحیح ہے کہ اذان میں حیعلتین میں صرف منہ کو دائیں بائیں متوجہ کیا جاوے سینہ قبلہ کی طرف رہے۔ (۲) فقط۔

اذان کا ضد کی وجہ سے نہ دینا:۔

(سوال ۱۴۷) ایک مسجد میں دو امام ہیں اور دونوں حقیقی بھائی ہیں آپس میں نزاع رہتا ہے اس لئے مسجد میں اذان نہیں کہتے اس خیال سے کہ شاید دوسرے نے اذان کہہ دی ہو اور جو امام آتا ہے جماعت کرا دیتا ہے ایسی صورت میں شرعاً نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے مگر ترک سنت اذان کا گناہ ان کے ذمہ رہتا ہے۔ قال فی الدر المختار

(۱) ردالمحتار باب الاذان ج ا ص ۳۷۰ ط س ج ا ص ۳۹۸ .۱۲ ظفیر

(۲) ویستقبل بہما (ای الاذان والا قامة) القبلة ولو ترک الا ستقبال جازو یکرہ کذا فی الھدایة واذا انتھی الی الصلوة والفلاح حوّل وجھہ یمینا وشمالا وقدماہ مکا نہما (عالمگیری کشوری باب الا ذان ج ا ص ۵۴ ط ماجدیہ ج ا ص ۵۶) ظفیر

وهو سنة للرجال في مكان عال موكدة هي كالواجب في لحوق الاثم (۱) فقط۔

چلتے ہوئے تکبیر شروع کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۴۸) اگر مؤذن تکبیر کو چلتے ہوئے شروع کردے اور اپنی جگہ پر پہنچ کر پوری کرے تو یہ خلاف سنت ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ خلاف اولیٰ و خلاف سنت ہے الا ان یکون احیاناً عن ضرورة قال في الدر المختار ويستقبل غير الراكب القبلة بهما ويكره تركه تنزيها (۲) الخ ظاہر ہے کہ چلتے ہوئے کبھی استقبال قبلہ بھی ترک ہوجاتا ہے (قوله غير الراكب) عبارة الامداد الا ان يكون راكباً مسافراً لضرورة السير الخ .شامی. (۳)

شیعہ کی اذان میں اضافہ اور اس کی حیثیت۔

(سوال ۱۴۹) شیعہ اپنی مساجد وغیرہ مقامات پر بوقت اذان بآواز بلند کلمہ اشہد ان امیر المومنین و امام المتقین علیا ولی اللہ ووصی رسول اللہ یا حجۃ اللہ ادا کرتے ہیں کیا اہل سنت و جماعت کو ایسے کلمات سننا جائز ہے۔

(جواب) روافض کا اذان میں یہ کلمہ بڑھانا خلاف ہے احادیث صحیحہ کے جو اذان کے بارہ میں مروی ہیں۔ (۴) لہذا بدعت اور ممنوع ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ لفظ خلیفہ رسول اللہ بلا فصل بھی بڑھادیویں جیسا کہ بعض جگہ ایسا ہوا ہے تو یہ اور بھی زیادہ برا ہے کیونکہ یہ کذب اور افترا ہے کیونکہ درحقیقت خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ ہیں ان کے بعد حضرت علیؓ ہیں۔ پس ترتیب خلافت اس طریق سے ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا حرام ہے اور بدعت ہے۔ (۵) الغرض اذان میں وہ کلمات بڑھانا جو سوال میں منقول ہیں اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ یہ روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کی بدعات و مخترعات میں سے ہے۔ حنفیہ و شافعیہ وغیرہما اس کی اجازت نہیں دیتے۔ فقط۔

ننگے سر اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۵۰/۱) مؤذن کو ننگے سر اذان دینی جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۶ .ط.س. ج ۱ ص ۳۹۴. ۱۲ ظفیر.

(۲ و ۳) ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹ اس کے بعد مذکور ہے لان بلا لا اذن وهو راكب ثم نزل واقام على الارض (ايضا) ۱۲ ظفير

(۴) تفصیل کے لئے دیکھئے مشکوۃ باب الاذان ص ۶۳. ۱۲ ظفير

(۵) وافضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ ابو بكر الصديق الخ ثم عمر بن الخطاب الخ ثم عثمان الخ ثم على بن ابى طالب الخ (شرح فقه اكبر ص ۷۴) ظفير

کھلے سر نماز درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۱ / ۲) ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ ایسا کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔

کیا برہنہ سر اذان و نماز روافض کا طریقہ ہے :۔

(سوال ۱۵۲ / ۳) برہنہ سر نماز پڑھنا یا اذان دینا روافض کا مشرب ہے یا نہیں۔

(جواب) فقہاء نے ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔ اذان میں اس کی تصریح نہیں فرمائی۔ اور نماز میں بھی یہ تفصیل کی ہے کہ سستی سے سر ننگا کرنا مکروہ ہے اور اگر تذلل اور انکسار اور خشوع و خضوع کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھے تو کراہت نہیں۔ (۱) لیکن اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ ننگے سر اذان نہ کہے اور اگر کسی جگہ یہ روافض کا شعار ہو تو پھر ضرور ان کی مخالفت کرے اور ننگے سر اذان نہ کہے تا کہ ان کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔ درمختار میں ہے و صلوته حاسراً ای کاشفاً راسه للتكاسل و لا باس به للتذلل الخ و لو سقطت قلنسوة فاعادتها افضل الخ درمختار . (۲) فقط۔

نماز کے باطل ہونے کی صورت میں اعادۂ نماز کے وقت تکبیر کہی جاوے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۳) امام نے بجائے چار رکعت عصر کے سہواً پانچ رکعت ادا کی، کسی نے متنبہ نہیں کیا اب امام اور مقتدی درود وظائف سے فارغ ہو کر دعاء مانگنے کو تیار تھے کہ تعداد رکعات کی بحث شروع ہوئی نماز کا اعادہ کیا گیا اور دوبارہ تکبیر کہی گئی۔ یہ جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر دوبارہ کہہ دی جاوے اس وجہ سے کہ فصل طویل ہو گیا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ کتب فقہ میں تو یہ لکھا ہے صلی السنة بعد الا قامة او حضر الا مام بعد ها لا يعيد ها بزازيه وينبغى ان اطال الفصل او وجد ما يعد قاطعاً کا کل ان تعاد الخ درمختار . (۳) فقط۔

بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۱۵۴) بعد اذان رفع یدین کر کے مناجات کرنا ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) خصوصیت کے ساتھ اس موقع پر رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ اگرچہ عموماً دعاء میں رفع یدین کا مستحب ہونا اس کے استحباب کو بھی مقتضی ہے مگر معمول نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) و کره کفه الخ و صلاته حاسراً ای کاشفاً راسه للتكا سل و لا باس به للتذلل واما للا هانة بها فكفر (درمختار) قوله و لا باس للتذلل قال فى شرح المنية فيه اشارة الى ان الا ولى ان لا يفعله وان يتذلل ويخشع بقلبه فانهما من افعال القلب ا ه وتعقبه فى الا مداد الخ (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوة و ما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۹ ط.س. ج ۱ ص ۶۴۰ – ۶۴۱) ظفیر۔

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۵۹۹ و ج ۱ ص ۶۰۰ ط.س. ج ۱ ص ۶۴۱ ۔ ۶۴۲ ظفیر۔

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا ذان تحت الفروع ج ۱ ص ۳۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۰ ۔ ۴۰۱ ظفیر

(۴) عن عكرمة عن ابن عباس قال المسئلة ان ترفع يديك حذو منكبيك او نحوها رواه ابو داؤد (مشكوة كتاب الدعوات (ص ۱۹۶) ظفیر

کلمات اذان کے جواب کی دلیل کیا ہے:۔

(سوال ۱۵۵) تمام کلمات اذان کا جواب بعینہ انہیں کلمات کے ساتھ دینے کا حکم ہے سوائے حی علی الصلوۃ اورحی علی الفلاح کے اورالصلوۃ خیر من النوم کےان کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور"صدقت وبررت" کہا جاتا ہے اس کی دلیل عقلی کیا ہے۔

(جواب) اس کی دلیل نقلی کافی ہے۔(۱) فقط۔(عقلی دلیل یہ ہے کہ انسان اعتراف کرتا ہے کہ عبادات اور دوسری نیکیوں کی بجا آوری رب العزت کی توفیق پر ہے پھر بلانے والے کے جواب میں صرف خود بلانا کوئی عقل سے لگتی بات نہیں۔ظفیر)

اقامت واذان صرف فرائض کے لئے ہے:۔

(سوال ۱۵۶) تکبیر فقط فرض سے پہلے کہی جاتی ہے یا سنت سے پہلے بھی۔

(جواب) اذان اور تکبیر فرائض کے لئے ہے سنتوں کے لئے نہیں۔ ہکذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

تکبیر کب شروع کی جائے:۔

(سوال ۱۵۷) بروقت جماعت قبل کھڑے ہونے امام کے مصلے پر تکبیر شروع کی جاوے یا بوقت عدم موجودگی پر۔کیا رسول اللہ ﷺ حجرہ میں سے تکبیر سن کر تشریف لاتے تھے اوریہی معمول تھا یا کبھی کبھی ایسا ہوا ہے۔

(جواب) یہ ضروری نہیں کہ جب امام مصلے پر کھڑا ہو تب تکبیر شروع کی جائے بلکہ امام جب کہ مسجد میں موجود ہے تکبیر کہنا درست ہے۔امام تکبیر سن کر خود مصلے پر آجائے گا جیسا درمختار میں اس عبارت سے ظاہر ہے ویقوم الامام والموتم حین حی علی الفلاح اذاکان الامام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الاظهر الخ۔(۳) فقط۔

---

(۱) حی علی الصلوۃ اورحی علی الفلاح کے جواب میں ان الفاظ کو بھی دہرانا چاہئے اور لاحول الخ بھی پڑھنا چاہئے کیونکہ دونوں طرح کی روایت موجود ہے واختار فی الفتح الجمع بینهما عملا بالاحادیث (ردالمحتار ط.س ج ۱ ص ۳۹۷) اور لاحول پڑھنے کی وجہ غالبا یہ ہے کہ مؤذن جب نماز اور فلاح کی طرف بلاتا ہے تو سننے والا جواب میں کہتا ہے کہ یہ عظیم الشان ذمہ داری ہے اوراس کی بجا آوری ایک اہم کام ہے کیونکہ یہ وہ امانت ہے جو زمین وآسمان پر پیش کی گئی تو وہ بھی گھبرا اٹھے اور قبول سے گریز کیا فابین ان یحملنها واشفقن منها (القرآن) تو ہم جیسے ضعیف وناتواں کا کیا پوچھنا سوائے اس کے کہ خود رب العالمین کی توفیق رفیق راہ ہو اور دستگیری فرمائے اس لئے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا مفہوم یہ ہے کہ گناہ وناگواری سے خلاصی اور طاعت الہٰی بجا آوری سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم اور "الصلوۃ خیر من النوم" کے جواب میں "صدقت و بررت" کہہ کر مؤذن کی تصدیق وتائید کی جاتی ہے اور اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے اس لئے کہ یہ موقع اسی کا ہے۔ ان الفاظ میں نہ خدا کی بڑائی ہے اور نہ شہادتین اس لئے دہرانا مفید نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

(۲) والاقامة کالاذان فیما مر (درمختار) واراد بما مر احکام الاذان العشرة المذکورة فی المتن وهی انه سنة للفرائض الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۰ ط.س ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوۃ آداب الصلاۃ ج ۱ ص ۴۴۷ ط.س ج ۱ ص ۴۷۹ ۱۲ ظفیر

مقتدی وامام کب کھڑا ہو:۔

(سوال ۱۵۸) تکبیر کے وقت مقتدیوں کو اور امام کو کس وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ ایک مولوی صاحب نے حی علی الفلاح کے وقت مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے۔

(جواب) نماز کے آداب میں سے فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہو جاویں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہو جاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترک استحباب اور ترک ادب پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا۔ البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر امام آگے کی طرف سے یعنی سامنے سے آوے تو جس وقت امام پر نظر پڑے مقتدی کھڑے ہو جاویں۔ بہرحال اس میں ہر طرح وسعت ہے۔ مگر اتباع تصریحات فقہاء کا اولیٰ وافضل ہے۔(۱) فقط۔

امام کا قد قامت الصلوٰۃ پر ہاتھ باندھنا:۔

(سوال ۱۵۹) اگر کوئی امام تکبیر پوری نہ ہونے دے ہمیشہ قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھ لے تو کیسا ہے۔

(جواب) بہتر یہ ہے کہ تکبیر ختم ہونے پر امام نیت باندھے اور اگر قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھے تو یہ بھی جائز ہے اور متون کتب فقہ میں ایسا ہی لکھتے ہیں مگر اولیٰ اول ہے۔(۲) فقط۔

زنخے کی اذان واقامت کیسی ہے:۔

(سوال ۱۶۰) ایک شخص زنخا ہے نہ مرد ہے نہ عورت ہے اور وہ اذان وتکبیر کہتا ہے کیا اس کی اذان وتکبیر از روئے شرع درست ہے۔

(جواب) اگر وہ خنثیٰ مشکل نہیں ہے اور مردگی علامت اس کی موجود ہے تو اذان وتکبیر کہنا اور مردوں کی صف میں کھڑا ہونا اس کا جائز ہے۔(۳)

گھر کے اندر اذان وجماعت:۔

(سوال ۱/۱۶۱) زید کے مکان سے ملحق ایک مسجد ہے جو اس وقت شیعوں کے قبضہ میں ہے وہ اپنے طریقہ پر اذان کہتے اور نماز پڑھتے ہیں ایسی حالت میں اگر زید اپنے گھر میں اذان کہہ کر نماز باجماعت ادا کرے تو کیا حکم ہے۔ اندر

---

(۱) والقیام لامام و مؤتم حین قیل حی علی الفلاح حلا فالزفر فعنده عند حی علی الصلوة ان کان الا مام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الا ظهر وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصر هم علیه الا اذا قام الا مام بنفسه فی مسجد فلا یقفوا حتی یتم اقامته وان خارجه قام کل صف ینتهی الیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار آداب الصلوة ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر

(۲) وشروع الا مام فی الصلوة مذ قیل قد قامت الصلوة لو اخر حتی اتمها لا باس به اجماعا وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب کما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الا صح (درمختار) لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الا مام (ردالمحتار باب صفة الصلاة فصل آداب الصلاة ج ۱ ص ۴۴۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر

(۳) ویکره اذان جنب الخ واذان امرأة وخنثی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲) ظفیر

دکان کے اذان کہنا کیسا ہے۔

گھر میں جماعت کرنے سے مسجد کی جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں:۔

(سوال ۱۶۲/۲) اس صورت میں مسجد کا ثواب ہو سکتا ہے یا نہیں۔

اگر گھر میں اذان بچوں کو عادی بنانے کے لئے دی جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۶۳/۳) محض ضلالت کے سد باب کے لئے گھر میں اذان کہی جاتی ہے تا کہ لڑکے اپنی اذان اور نماز کو نہ بھول جائیں۔

(جواب)(۱) دکان میں اذان کہنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ محلہ کی مسجد کی اذان کافی ہے البتہ تکبیر کہہ کر جماعت کر لی جاوے لیکن بحالت موجودہ بوجہ صحیح نہ ہونے اذان مسجد محلہ کے اور نیز بغرض تعلیم اطفال درست ہے۔(۱)

(۲) مسجد کا ثواب نہ ہوگا لیکن جماعت کا ثواب ملے گا۔(۲)

(۳) یہ وجہ معقول ہے اس حالت میں گھر میں اذان کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط۔

شیعوں کی اذان کافی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۶۴) ایک مسجد کو اہل شیعہ نے صرف اپنے لئے بنا کیا اور بعد میں حنفیہ کو بھی اس مسجد میں نماز جماعت سے پڑھنے کی اجازت دے دی مگر شیعہ نے ایک شرط یہ کی کہ اذان صرف ایک ہوگی اگر تمہاری اذان پہلے ہوگئی تو ہم اپنی اذان نہیں کہیں گے۔ اگر ہماری اذان پہلے تو پھر تمہاری اذان نہیں ہوگی اسی اذان سے نماز پڑھنی ہوگی تو شیعہ کی اذان سے حنفیہ اپنی نماز جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔

(جواب) شیعہ کی اذان سے سنیت اذان نہ ہوگی لہذا دوبارہ کہنا اذان کا موافق اذان اہل سنت و جماعت ضروری ہے اور شیعہ کی اذان کافی نہیں ہے۔ لہذا شیعہ کی اس شرط کو تسلیم نہ کیا جائے اور اپنی اذان ہر ایک وقت میں کہی جائے اور اگر شیعہ اس کو نہ مانیں تو ان کی مسجد میں نماز نہ پڑھیں کہ اذان شعار اسلام سے ہے ترک کرنا اس کا جائز نہیں ہے۔ اور شیعہ کی اذان چونکہ شریعت میں معتبر نہیں ہے لہذا وہ کالعدم ہے بلکہ ان کی اذان کے بعض کلمات معصیت ہیں اس سے احتراز

---

(۱) وکرہ ترکھما للمسافر ولو منفردا الخ بخلاف مصل ولو بجماعة فی بیته بمصر او قریة لھا مسجد فلا یکرہ ترکھما اذا اذان الحی یکفیه (درمختار) وعن ابی حنیفة لو اکتفوا باذان الناس اجزاء ھم وقد اساؤ افرق بین الواحد والجماعة فی ھذہ الروایة بحر (قوله فی بیته) ای فیما یتعلق بالبلد من الدار والکرم وغیرھما قھستانی الخ قوله لھا مسجد ای فیه اذان و اقامة والا فحکمه کالمسافر صدر الشریعة (رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۲۶۶ و ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۴) ظفیر

(۲) والجماعة سنة مؤکدة للرجال الخ واقلھا اثنان واحد مع الامام الخ فی مسجد او غیرہ (درمختار) قال فی القنیة واختلف العلماء فی اقامتھا فی البیت والاصح انھا کاقامتھا فی المسجد الا فی الافضلیة اھ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۵ و ج ۱ ص ۵۱۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۳) محمد ظفیر الدین غفرله

لازم ہے۔(۱) فقط۔

اللہ اکبر میں راء کی حرکت:۔

(سوال ۱۶۵) اذان واقامت وتکبیرات میں لفظ اللہ اکبر اللہ اکبر کی راء اول کو وصل کی حالت میں مفتوح پڑھنا چاہئے یا مضموم۔ ردالمحتار میں فتح کو سنت لکھا ہے۔

(جواب) اللہ اکبر اول کی راء کو ساکن کرے یا مفتوح اور اللہ اکبر ثانی کو ساکن کرے وقفاً کما فی الشامی۔ وحاصلها ان السنة ان يسكن الراء من الله اكبر الا ول او يصلها بالله اكبر الثانی فان سكنها كفى وان وصلها نوى السكون فحرک الراء بالفتحة فان ضمها خالف السنة لان طلب الوقف علی اكبر الاول صيره كالساكن اصالة فحرک بالفتح الخ شامی(۲) عن رسالة اسبد عبدالغنی .فقط.

امام کے عمامہ باندھنے سے پہلے اقامت ختم ہوگئی تو کیا پھر تکبیر کہی جائے:۔

(سوال ۱۶۶) امام مصلے پر رومال یا عمامہ باندھ رہا تھا کہ مؤذن نے تکبیر ختم کردی، امام نے کہا پھر تکبیر کہو آیا دوبارہ تکبیر کی ضرورت تھی یا نہیں۔

(جواب) دوبارہ تکبیر کہنے کی اس صورت میں ضرورت نہ تھی۔ (۳)

بالغ نہ ہو تو نابالغ کی اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۶۷/۱) نابالغ لڑکے کی اذان درصورت یا عدم صورت شخص بالغ جائز ہوگی یا نہیں۔ ہر دو صورت میں حکم سے معزز فرمائیے۔

تکبیر کس جانب سے کہی جاوے:۔

(سوال ۱۶۸/۲) تکبیر بائیں جانب جائز ہے یا نہیں۔ یا داہنی جانب ہی کہی جاوے۔

(جواب)(۱) نابالغ لڑکے اذان مکروہ تنزیہی ہے۔ دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے۔ ادا ہوجاتی ہے مگر کراہت

---

(۱) الاذان سنة لاداء المكتوبات بالجماعة الخ الاذان خمس عشرة كلمة واخره عندنا لا اله الا الله وهی الله اكبر الله اكبر الخ (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الاذان ج ا ص ۵۰ وج ا ص ۵۲ .ط .ماجديه ج ا ص ۵۶) قوله كا لواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب عليه لقول محمد لو اجتمع اهل بلدة علی تركه قاتلتهم عليه ولو تركه واحد ضربته وحبسته الخ والقتال عليه لما انه من اعلام الدين وفی تركه استخفاف ظاهر به الخ (ردالمحتار. باب الاذان ج ا ص ۳۵۷ ط.س. ج ا ص ۳۸۴) ظفير

(۲) ردالمحتار. باب الاذان ج ا ص ۳۵۹ .ط.س. ج ا ص ۳۸۶. ۱۲ ظفير

(۳) صلی السنة بعد الاقامة او حضر الامام بعدها لا يعيد ها بزازيه وينبغی ان طال الفصل او وجد ما يعد قاطعا كاكل ان تعاد (درمختار) اقول قال فی اخر شرح المنية اقام المؤذن ولم يصل الامام ركعتی الفجر يصليهما ولا تعاد الاقامة لان تكرارها غير مشروع اذا لم يقطعها قاطع من كلام كثيرا وعمل كثير مما يقطع المجلس فی سجدة التلاوة ا ه (ردالمحتار. باب الاذان ج ا ص ۳۷۱ وج ا ص ۳۷۲ .ط.س. ج ا ص ۴۰۰) ظفير

تنزیہی کے ساتھ اور تفصیل اس میں یہ ہے کہ نابالغ مراہق کی اذان مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) اور جو نابالغ بہت چھوٹا اور غیر عاقل بے سمجھ ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ کذا فی الشامی۔(۲)

(۲) تکبیر بائیں جانب بھی درست ہے۔ داہنی جانب کی کچھ تخصیص نہیں ہے۔ فقط۔

تکبیر کے بعد دیر سے جماعت ہو تو تکبیر کا اعادہ کیسا ہے:۔

(سوال ۱۶۹) اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا، یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادہ اقامت کی حاجت ہے یا نہیں۔

(جواب) عبارت شامی کی لان تکرارھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر اوعمل کثیر (۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادہ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا نہیں اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو، قصور ہے۔

جاہل جمع ہو کر تنہا تنہا نماز پڑھیں تو کیا اذان نہیں ہے:۔

(سوال ۱۷۰) مسجد میں دو چار آدمی جمع ہوتے ہیں اور سب جاہل ہیں امامت کے قابل کوئی نہیں سب علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتے ہیں۔ ایسی حالت میں اذان پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ اور امامت کے ساتھ نماز پڑھی جانے یا علیحدہ علیحدہ۔

(جواب) بحالت مذکورہ اذان نہ چھوڑی جائے جماعت ہو یا نہ ہو۔(۴) اول تو جماعت ضرور کرنی چاہئے۔ امامت کے لائق کوئی ہو یا نہ ہو۔ جاہلوں کا امام جاہل ہو سکتا ہے۔(۵) جماعت سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے۔ بلا عذر جماعت نہ چھوڑی جائے۔(۶) فقط۔

تکرار جماعت کے وقت تکبیر کہی جاوے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۱) جو مسجد لب سڑک ہو اس میں پہلی جماعت ہو چکی ہو۔ اگر دوسری جماعت کرائی جاوے تو کیا اس دوسری جماعت کے لئے بھی تکبیر ثانی کہنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر امام ومؤذن اس مسجد کا مقرر نہ ہو تو جماعت ثانیہ اس مسجد میں درست ہے اور اقامت یعنی تکبیر ثانی کہی

---

(۱) ویجوز بلا کراھة اذان صبی مراھق (درمختار) المراد به العاقل وان لم یراھق کما ھو ظاھر البحر وغیرہ. قوله بلا کراھة ای تحریمیة لان التنزیھیة ثابتة لما فی البحر عن الخلاصة ان غیر ھم اولی منھم ۱۵ اقول وقدمنا اول کتاب الطھارۃ الکلام فی ان خلاف الاولی مکروہ الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر

(۲) ویکرہ اذان جنب الخ وسکران ولو بمباح کمعتو وصبی لا یعقل (درمختار) وظاھرہ ان الکراھة تحریمیة (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲).

(۳) ردالمحتار. باب الاذان ج ۱ ص ۳۷۲ - ۱۲ ظفیر درمختار میں ھے وینبغی ان طال الفصل اووجد ما عدقاطعا کا کل ان تعاد ایضاً ص ۳۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۹

(۴) الاذان سنة للصلوٰۃ الخمس والجمعة لا سواھا (ھدایه باب الاذان ج ۱ ص ۸۲) ظفیر.

(۵) امامة الامی قوما امیین جائزۃ کذا فی سراجیة (عالمگیری مصری باب الامامة ج ۱ ص ۸۰. ط ماجدیه ج ۱ ص ۸۵) ظفیر. (۶) الجماعة سنة مؤکدۃ الخ وفی البدائع تجب علی الرجال العقلاء البالغین الاحرار القادرین علی الصلوٰۃ بالجماعة من غیر حرج (ایضاً ج ۱ ص ۷۷. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۲) ظفیر.

جاوے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اذان میں حی علی الفلاح کی جگہ حی علی خیر العمل کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۲) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علی خیر العمل کہنا درست ہے یا نہیں۔ کوئی حدیث موجود ہے یا نہیں اور متقدمین اور متاخرین کا کیا عمل رہا ہے۔

(جواب) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علیٰ خیر العمل کہنا جائز نہیں ہے۔ تمام احادیث صحیحہ میں حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح وارد ہے۔ ملک نازل من السماء کی اذان میں یہ ہی کلمات ہیں حی علیٰ خیر العمل نہیں ہے۔(۲) اور فرشتہ نازل من السماء ہی کی اذان اس بارہ میں اصل ہے اسی کو رسول اللہ ﷺ نے ثابت و قائم رکھا اس پر سب صحابہ اور تمام امت کا عمل درآمد رہا ہے اور ہے۔ خلاف سنت متوارثہ اور خلاف اجماع کوئی امر اختیار کرنا سراسر گمراہی اور ضلالت ہے من شذ شذ فی النار۔(۳) حدیث شریف میں وارد ہے۔ تمام ائمہ دین کا یہی مسلک اور طریقہ ہے۔ کسی کا اس میں خلاف نہیں بجز روافض کے۔(۴) خذ لھم اللہ تعالیٰ. فقط۔

بلند آواز آدمی نہ ہو تو پست آواز والا اذان دے سکتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۳) اگر کوئی شخص بلند آواز بوقت اذان کے مسجد میں موجود نہ ہو اور موذن مقررہ ہو تو کم آواز والوں کو اذان کہنا جائز ہے یا آخر وقت تک بلند آواز والے کا انتظار کرے؟

(جواب) موذن کا جہر الصوت ہونا امر مستحب ہے اس کے انتظار کے لئے اخیر وقت تک اذان موخر کرنا نہیں چاہئے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الوقت الاول رضوان اللہ الحدیث.(۵) فقط۔

تکبیر داہنی جانب اور اذان بائیں جانب ہو اس کا کوئی ثبوت نہیں:۔

(سوال ۱۷۴) تکبیر داہنی جانب ہونی چاہئے یا بائیں جانب، ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اذان بائیں جانب ہو اور تکبیر داہنی جانب۔ حضور ﷺ نے ایسا کیا اس میں ثواب زیادہ ہے۔ اس کے برعکس کرنا ثواب میں کمی کرنا ہے۔ دوسرے

(۱) بل یکرہ فعلهما وتکرار الجماعة الا في مسجد على طريق فلا باس بذالک (درمختار) قوله الا في مسجد على طريق
هو ما ليس له امام و مؤذن راتب فلا يكره التكرار فيه باذان واقامة بل هو الافضل خانيه (ردالمحتار. باب الاذان مطلب في
تكرار الجماعة في المسجد ج ۱ ص ۳۶۷ ط س ج ۱ ص ۳۹۵) ظفير. (۲) دیکھئے مشکوۃ باب الاذان ص ۶۳ و ص ۶۴ نیز حدیث میں
صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو اذان سکھائی ہے اس میں حی علی الفلاح ہے۔ عن ابی محذورة قال القی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم التاذين هو بنفسه فقال قل الله اكبر، الله اكبر، الله اكبر، الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله اشهد
ان محمد ارسول الله، اشهد ان محمدا رسول الله، حی علی الصلوة حی علی الصلوة، حی علی الفلاح حی علی الفلاح
الخ رواه مسلم (ايضا) ظفير (۳) مشكوة عن الترمذی باب الاعتصام بالكتاب والسنة ص ۳۰. ۱۲ ظفير.
(۴) فی شرح المهذب للشافعية يكره ان يقال فی الاذان "حتی علی خير العمل" لانه لم يثبت عن النبی صلی الله عليه وسلم
والزيادة فی الاذان مكروهة وقد سمعنا ه الاذان عن الزيدية ببعض البلاد (البحر الرائق - باب الاذان ج ۱ ص
۲۷۵ ط س ج ۱ ص ۲۶۱) ظفير
(۵) مشکوۃ عن الترمذی باب تعجیل الصلوۃ ص ۶۱۔ ۱۲ ظفیر۔

صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں امر مساوی ہیں تعین کرنا بدعت ہے کیونکہ اس کی تعیین ثابت نہیں۔
(جواب) یہ مشہور بے اصل ہے، شریعت میں اس کا کچھ حکم نہیں کہ اذان بائیں جانب ہو اور اقامت داہنی جانب ہو، بلکہ جس طرف اتفاق ہو اذان و اقامت درست ہے کچھ کراہت کسی جانب میں نہیں ہے۔ جس نے داہنی جانب تکبیر کہنے میں ثواب زیادہ بتلایا ہے۔ ان سے دریافت کیا جاوے کہ کسی فقہ میں آپ نے کوئی تصریح دیکھی ہے۔ یا حدیث میں یہ بات ہے۔ یہ بات تو دوسری ہے کہ مقتدی داہنی طرف کھڑے ہونے والے کو زیادہ ثواب حدیث سے ثابت ہے۔ مگر اقامت داہنی طرف ہونے میں زیادہ ثواب ہونا کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعہ میں تکبیر کون کہے جب پہلی اذان کوئی اور پکارے اور دوسری کوئی اور:-

(سوال ۱۷۵/۱) جمعہ کے روز اذان اول ایک شخص نے کہی اور اذان جمعہ منبر کے سامنے کی دوسرے نے۔ تو تکبیر کہنا کس کا حق ہے۔

اذان یا تکبیر غلط کہے تو اسے لوٹائے یا نہیں:-

(سوال ۱۷۶/۲) کوئی شخص اذان یا تکبیر غلط کہے تو دوبارہ لوٹائی جاوے یا نہیں۔
(جواب) (۱) دونوں میں سے جو چاہے تکبیر کہہ دے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔(۱)
(۲) لوٹائی جاوے۔(۲) فقط۔

اذان میں محمد رسول اللہ پر درود پڑھنا کیسا ہے:-

(سوال ۱۷۷) اذان کے اندر رسول اللہ ﷺ کے نام پر درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔
(جواب) اذان میں جب نام رسول اللہ ﷺ کا سنے درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ پس جس وقت مؤذن سے کلمہ اشہد ان محمد رسول اللہ سنے خود بھی یہ کلمہ کہہ کر ﷺ کہے۔(۳)

---

(۱) وفی الفتاوی الظهیریة والافضل ان یکون المقیم هو المؤذن ولو اقام غیره جاز (البحر الرائق باب الاذان ج ۱ ص ۲۵۷) معلوم ہوا کہ مؤذن کا تکبیر کہنا افضل ہے اور جمعہ میں دوسری اذان ہی اصل ہے جو منبر کے سامنے ہوتی ہے واختلف فی المراد بالاذان الاول فقیل الاذان الاول باعتبار المشروعیة وهو الذی بین یدی المنبر لانه الذی کان اولا فی زمنه علیه السلام وزمن ابی بکر وعمر حتی احدث عثمان الاذان الثانی علی الزوراء حین کثر الناس والاصح انه الاول باعتبار الوقت (غنیة المستملی فصل فی الجمعة ص ۵۱۹) لہذا قاعدہ میں منبر والی اذان جو کہے وہ مقدم ہوگا۔ واللہ اعلم ۲ وج ۱ ص ۱۷۲ ط.س. ج ۱ ص ۲۵۷
(۲) غلط اذان سے جب اذان مسنون ادا نہ ہوئی تو اس کا اعادہ ہوگا۔ جس طرح غیر عاقل بچہ کی اذان لوٹائی جانے کی وصیبی غیر العاقل اذا قدم فی اذان واقامتشیئا علی محله یعود الی الترتیب ولا یستانف (غنیة المستملی ص ۳۶۱) ظفیر ولو ... اذنوایجب ان یعاد لعدم حصول المقصود الخ
(۳) اذان میں تو اشہد ان محمد رسول اللہ کے جواب میں اشہد ان محمد رسول اللہ کی صراحت ہے مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اذا قال المؤذن الله اکبر الله اکبر فقال احدکم، الله اکبر، الله اکبر، ثم قال اشهد ان لا اله الا الله قال اشهد ان لا اله الا الله، ثم قال اشهد ان محمدا رسول الله، قال اشهد ان محمدا رسول الله الحدیث (مشکوٰة باب فضل الاذان واجابة المؤذن فصل اول) البتہ اذان کے ختم پر درود پڑھنے کا حکم ہے۔ ارشاد نبوی ہے اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانه من صلی علی صلوة صلی الله علیه بها عشرا الخ رواه مسلم (ایضا) والله اعلم ۱۲ ظفیر

جوتے پہن کر اذان دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۸/۱) اذان جوتے سمیت جائز ہے یا نہیں؟

اذان بلا وضو درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۷۹/۱) اذان بلا وضو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) جائز ہے۔(۱)

(۲) جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ باوضو اذان کہے۔(۲)

غیر مقلد کی تکبیر سے نماز میں نقص نہیں ہوتا:۔

(سوال ۱۸۰) ایک غیر مقلد نے بلا اجازت موذن کے اذان و خطبہ جمعہ اس طرح کہی کہ بجائے دو کلموں کے ایک کلمہ اور بجائے چار کے دو کلمے کہے پھر موذن نے دوبارہ اذان صحیح طور پر پڑھی، اس پر غیر مقلد نے تیسری بار پھر اذان پڑھی اس سے حنفیوں کی نماز میں تو کچھ نقصان نہیں ہوا؟

(جواب) حنفیوں کی نماز میں اس سے کچھ فرق نہیں آیا باقی غیر مقلد نے جو ضداً تیسری بار تکبیر کہی یہ برا کیا اس میں وہ گنہگار ہوا کہ دین کی کاموں میں ضد اور نفسانیت سے کام لیتا ہے۔فقط۔

اقامت میں دیر ہوئی تو اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۱) اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا یا زیادہ دیر تک باتیں کیں تو نماز کے واسطے اعادۂ اقامت کی حاجت ہے یا نہ؟

(جواب) عبارت شامی کی لان تکرار ھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر او عمل کثیر (ج ا ص ۳۷۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادۂ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا فعل یا اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو برابر ہے۔(۳) فقط۔

متعین امام کی بغیر اجازت امام و اذان درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۲) موذن و امام کی بغیر اجازت اذان کہنا اور امام ہونا کیسا ہے؟

---

(۱) وینبغی لدا خلہ تعاھد نعلہ وخفہ صلاتہ فیھما افضل (درمختار) قولہ وصلاتہ فیھما ای فی النعل والخف الطاھرین افضل مخالفۃ للیھود و فی الحدیث صلوافی نعالکم ولا تشبھوا بالیھود رواہ الطبرانی (ردالمحتار مطلب فی احکام المسجد ج ا ص ۶۱۵ ط.س. ج ا ص ۶۵۷) جب نماز جائز ہوگی تو اذان بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) ویکرہ اذان جنب واقامۃ محدث لا اذانہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الاذان ج ا ص ۴۰۷ ط.س. ج ا ص ۳۹۲) ظفیر۔

(۳) صلی السنۃ بعد الاقامۃ او حضر الامام بعد ھا لایعید ھا بزازیہ وینبغی ان طال الفصل او وجد ما یعد قاطعا کا کل ان تعاد (درمختار) قال فی اخرشرح المنیۃ اقام الموذن ولم یصل الامام رکعتی الفجر یصلیھما ولا تعاد الاقامۃ لان تکرارھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر اوعمل کثیر مما یقطع المجلس فی سجدۃ التلاوۃ ا ہ (ردالمحتار باب الاذان ج ا ص ۳۷۱ وج ا ص ۳۷۲ ط.س. ج ا ص ۴۰۰) ظفیر۔

(جواب) موذن و امام مقرر کی بلا اجازت اذان کہنا اور امام ہونا مکروہ ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

صبح کی اذان کس وقت کہی جاوے :-

(سوال ۱۸۳) بعض لوگ بوقت ۴ بجے صبح کی اذان کہہ دیتے ہیں۔ صبح کی اذان کس وقت کہنی چاہئے؟

(جواب) صبح کی اذان کا وقت صبح صادق ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ آج کل صبح صادق ۵ بجے ہوتی ہے اس سے پہلے اذان نہ کہنی چاہئے۔ وقت سے پہلے اذان نہیں ہوتی۔ اگر وقت سے پہلے اذان کہی گئی تو لوٹائی جاوے۔ درمختار میں ہے فیعاد اذان وقع قبله(۲) الخ ص ۴۰۰ (جلد اول شامی) اور نیز درمختار میں ہے وانما یستحق ثواب المؤذنین اذا كان عالما بالسنة والا وقات (۳) ص ۴۰۶۔ یعنی اذان کا ثواب اسی وقت حاصل ہوتا ہے کہ اذان طریق سنت کے موافق کہنا جانتا ہو اور وقت کو پہچانتا ہو۔ فقط۔

اذان بلا ترجیع افضل ہے :-

(سوال ۱۸۴/۱) اذان ترجیع کے ساتھ کہنا افضل ہے یا بلا ترجیع؟

(سوال ۱۸۵/۲) سنن ابی داؤد کی وہ حدیث جس سے روز جمعہ اذان دوم دروازہ مسجد پر کہنا ثابت کیا جارہا ہے وہ صحیح ہے یا ضعیف یا کیا درجہ رکھتی ہے؟

(جواب) (۱) عند الحنفیہ اذان میں ترجیع نہیں ہے بلکہ درمختار میں فرمایا ہے کہ ترجیع مکروہ ہے ولا ترجیع فانه مكروه ملتقى. شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی مراد ہے۔ اور یہ بھی شامی میں ہے لا تفاق الروايات على ان بلالا لم يكن يرجع وما قيل انه رجع لم يصح ولانه ليس في اذان الملك النازل من السماء بجميع طرقه الخ.(۴)

(۲) اذان دوم جمعہ منبر کے پاس خطیب کے سامنے ہونا مسنون ہے۔ درمختار میں ہے ويو ذن ثانيا بين يديه اى الخطيب الخ اذا جلس على المنبر قوله ويوذن ثانيا بين يديه الخ .(۵) اى على سبيل السنة.(۶) پس حنفیہ کے لئے یہ حجت کافی ہے اور حدیث ابوداؤد کے متعلق بحث اور تفصیل مطولات میں ہے مقلدین و

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤمن الرجل في سلطانه ولا يقعد في بيته على تكرمته الا باذنه رواه مسلم (مشكوة باب الامامة) صح عن ابن عمر ان امام المسجد مقدم على غير السلطان (الى قوله) ولا على امام الحى ورب البيت الا بالاذن قاله الطيبى (مرقات ج ۳ ص ۹۰) اقام غير من اذن بغيبته اى المؤذن لا يكره مطلقا وان بحضوره كره ان لحقه وحشة كما كره مشيه فى اقامته (درمختار) قوله ان لحقه وحشة اى بان لم يرض به وهذا اختيار خواهرزاده ومشى عليه فى الدرر والخانية لكن فى الخلاصة ان لم يرض به يكره وجواب الرواية انه لا باس به مطلقا اه قلت وبه صرح الامام الطحاوى فى مجمع الآثار معزيا الى ائمتنا الثلاثة وقال فى البحر ويدل عليه اطلاق قول المجمع ولا نكرههما من غيره فما فى شرحه لابن ملك انه لو حضر ولم يرض يكره اتفاقا، فيه نظر اه وكذا يدل عليه اطلاق الكافى معللا بان كل واحد ذكر فلا باس بان ياتى بكل واحد رجل آخر ولكن الافضل ان يكون المؤذن هو المقيم اه اى الحديث من اذن فهو يقيم وتمامه فى حاشية نوح (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵) ظفير (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفير. (۳) ايضا ج ۱ ص ۳۶۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۲ ظفير

(۴) ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۶ باب الاذان مع هامشه.

(۵) الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۱ باب الجمعة ۱۲ ظفير

(۶) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰ ۱۲ ظفير

اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ کتب فقہ کے موافق مسائل پر عمل کرنا چاہئے۔ فقط۔

خطبہ کی اذان کا جواب:۔

(سوال ۱۸۶) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خطبہ کی اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) درست نہیں کما فی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاًفی الا ذان بین یدی الخطیب. (۱) فقط واللہ اعلم۔

نمازیوں کی خبر کے لئے مسجد میں نقارہ بجانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۷) مسجد میں واسطے حاضری نمازیوں کے نقارہ بجانا کیسا ہے۔

(جواب) اذان کہیں۔ (۲) نقارہ مسجد میں حاضری کے واسطے درست نہیں۔ (۳) فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد رسول اللہ پر انگوٹھا چومنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۸) اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہہ کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا کیسا ہے۔

(جواب) بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے اور بعض روایات اس بارہ میں نقل کی ہیں جو ثابت نہیں ہیں اور قول وفعل رسول اللہ ﷺ وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ عمل ثابت نہیں ہے۔ پس ترک اس کا احوط ہے بوقت اذان جو کلمات منقول ہیں اس کو معمول بنانا چاہئے۔ احداث فی الدین نہ کرے۔ فقط۔

جواب صحیح ہے۔ اس سوال کے متعلق یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ بعض احادیث موقوفہ بھی اس باب میں آئی ہیں قطع نظر صحت سند کے اس میں دو امر قابل لحاظ ہیں۔ ایک یہ کہ ان روایات میں یہ عمل بطور علاج وحفاظت رمد کے آیا ہے جو ایک امر دنیوی ہے اس میں کوئی فضیلت وغیرہ ثواب نہیں اور اب لوگ اس کو ثواب وتعظیم نبوی کہ امر دینی ہے سمجھ کر کرتے ہیں اور تداوی کو عبادت سمجھنا بدعت ہے اس لئے یہ اس اعتقاد سے بدعت ہوگا۔ دوم یہ کہ کرنے والے اس کا التزام عملی واعتقادی کرتے ہیں اور تارک کو مطعون سمجھتے ہیں۔ (۴) فقط کتبہ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مد ظلہم۔

---

(۱) الدر المختار مجتبائی باب الاذان ج ۱ ص ۶۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۹، ۱۲ ظفیر

(۲) لان الاذان من اعلام الدین کماری ص ۳۵۷

(۳) وفی حدیث ابی داؤد عن عبداللہ بن زید قال لما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل لیضرب بہ الناس لجمع الصلوٰۃ طاف لی وانا نائم (الی قولہ) تقول اللہ اکبر اللہ اکبر (الی اخر الحدیث) کبیری ص ۳۵۷ اس سے پہلے مفتی علام نے نقارہ کی اجازت دی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ جب وہ اذان کے بعد نماز کی مزید اطلاع کیلئے ہو اور جماعت کے انتظام کی اس کے سوا کوئی اور صورت نہ ہو۔ یہاں سوال مختصر ہے اور کسی مجبوری کا ذکر نہیں ہے اس لئے اجازت نہیں دی ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۴) فی الشامی ج ۱ ص ۲۹۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۸ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ قرۃ عینی بک یارسول اللہ الی قولہ وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل ہذا شئی الخ محمد جمیل الرحمن غفرلہ

اذان کے بعد مقتدیوں کو آواز دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۸۹) فی زمانہ عوام کی حالت سخت خراب ہے اگر امام ان کا انتظار نہ کرے تو سخت تنگ کرتے ہیں۔ اگر کبھی نماز پڑھ لے اور بعض لوگ رہ جاویں تو سخت تنگ کرتے ہیں ایسی صورت میں ایک طالب علم نے کہا کہ تثویب طریقہ مسنونہ ہے، مؤذن امام کو وقت نماز پر جب سب نمازی جمع ہو جاویں بلا سکتا ہے اور یہ طریقہ متاخرین کا جاری کردہ ہے کہ بعد اذان قبل اقامت مسجد کے منارہ پر چڑھ کر مقتدیوں کو پکارا جاوے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کا بلانا ثابت ہے۔ ان بلالاً کان یجئی بباب النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بین الا ذانین ویو ذنہ بالصلوٰۃ سو قول فیصل تحریر فرمائیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ویثوب بین الاذان والا قامۃ فی الکل للکل (درمختا) قولہ فی الکل ای کل الصلوٰۃ الظہور التوانی فی الا مور الدینیۃ قال فی العنا یۃ احدث المتاخرون التثویب بین الا ذان والاقامۃ علی حسب ماتعارفوہ فی جمیع الصلوٰت سوی المغرب مع ابقاء الا ول یعنی الا صل وھو تثویب الفجر وما راہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن .شامی. قولہ للکل ای کل احد رخصہ ابو یوسف ؒ بمن یشغلہ بمصالح العامۃ کالقاضی والمفتی والمدرس واختارہ قاضی خان وغیرہ نھر .(۱)ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تثویب احداث متاخرین سے ہے اور امام ابو یوسفؒ نے اس کو قاضی و مفتی کے واسطے خاص کیا ہے۔ پس اجتناب اس سے بہتر ہے اور کوئی ضرورت خاصہ ہو تو جائز ہے۔ فقط۔

بارہ برس کے لڑکے کی اذان درست ہے:۔

(سوال ۱۹۰) بارہ برس کا لڑکا اگر اذان پڑھے تو کچھ حرج ہے یا نہیں؟

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنت جمعہ کے لئے مؤذن کا آواز دینا ثابت نہیں:۔

(سوال ۱۹۱) سنت جمعہ پڑھنے کے لئے ملک گجرات کی مسجدوں میں جو ایک صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ پڑھنے کے واسطے مؤذن بلند آواز سے کہتا ہے اور بغیر صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ کہنے کے سنت قبل الجمعہ کی لوگ نہیں پڑھتے اور اس صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ کا مسجد میں جمع ہو کر انتظار کرتے ہیں تا موذن یہ صلوٰۃ کہے تو سنت جمعہ پڑھیں۔ بدیں الفاظ موذن پکارتا ہے:۔ الصلوۃ سنت قبل الجمعہ الصلوۃ رحمکم اللہ کا کہنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ اور ابتدا، اس صلوٰۃ سنت کی کہاں سے ہوئی؟ اور یہ صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ اگر نہ کہی جاوے اور سنتیں جمعہ کی پڑھ لیں تو سنت جمعہ ہو جاتی ہیں یا نہیں؟ اور کیا یہ صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ اگر کوئی نہ پکارے اور نہ کہے اور سنت قبل الجمعہ اور نماز جمعہ پڑھ لے تو غیر مقلد،

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۱ و ج ۱ ص ۳۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۹. ۱۲ ظفیر

(۲) ویجوز بلا کراھۃ اذان صبی مراھق اھ (مختار) المراد بہ العاقل وان لم یراھق کما ھو ظاھر البحر وغیرہ وقیل یکرہ لکنہ خلاف ظاھر الروایۃ کما فی الا مداد وغیرہ اھ (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۳ و ج ۱ ص ۳۶۲ ط س ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر

نجدی، وہابڑہ بن جاتا ہے؟ اور حنفی مذہب اور اسلام سے نکل کر بے ایمان بددین ہو جاتا ہے؟ کیا تثویب جس کو فقہاء حنفیہ نے مستحسن جانا ہے وہ نمازوں کے لئے مخصوص ہے، یا سنت قبل الجمعہ کے واسطے بھی صلوٰۃ مذکور شریعت محمدیہ میں ثابت ہے؟ معتبر کتب حنفیہ سے ثبوت الصلوٰۃ مذکور کا مع دلائل شرعیہ مع نقل اصل عبارت کتب مستندہ نام کتاب و نام مصنف کتاب وغیرہ صاف تحریر فرما کر اجر عظیم حاصل کریں۔

(جواب) صلوٰۃ سنت قبل الجمعہ پکارنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ جس وقت زوال ہو جائے اور اذان اول جمعہ کی ہو جائے نمازیوں کو چاہئے کہ خود سنت قبل الجمعہ ادا کرلیں اور جب کہ وقت سنتوں کا ہو جائے تو بغیر پکارے الصلوٰۃ سنت قبل الجمعہ الخ کے اگر کوئی شخص سنت قبل الجمعہ پڑھ لے گا سنت ادا ہو گی۔ اور اس سے غیر مقلد وغیرہ نہیں بنتا۔ یہ جاہلوں کے خیالات ہیں۔ اور تثویب جس کو بعض[عہ] فقہاء نے بعض نمازوں میں بعض اشخاص کے لئے مستحب فرمایا تھا وہ فرائض کے ساتھ مخصوص ہے اور تثویب بھی متروک ہے بسبب خلاف سنت ہونے کے کہ صحابہ[عہ] نے اس پر انکار فرمایا ہے۔ (۱) فقط کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

بوقت اذان کانوں میں انگلی ڈالنا ہر اذان کے لئے ہے یا صرف مسجد کی اذان کے لئے :-

(سوال ۱۹۲) ادخال سبابتین عند الاذان مخصوص باستحباب باذان مسجد است یا کہ ہمہ مکانات کہ در غیر مسجد دران باذان نماز خواندہ شود؟

(جواب) ہمہ اذانہا مستحب است کما ہو مفاد الاطلاق۔ (۲) فقط۔

قضاء نمازوں کے لئے تکبیر و اذان کا کیا حکم ہے اور مرد و عورت کا ایک حکم ہے یا الگ الگ :-

(سوال ۱۹۳ / ۱) قضاء نمازوں کے لئے تکبیر کہنا اور اذان کہنا چاہئے یا نہیں؟ مرد و عورت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

نماز کے لئے مکان و دکان یا جنگل میں اذان کہے یا نہیں :-

(سوال ۱۹۴ / ۲) اگر کوئی شخص نماز پنجگانہ مکان میں یا دکان یا جنگل میں پڑھے تو اذان و تکبیر کہنا کیسا ہے؟

اذان ثانی سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے :-

(سوال ۱۹۵ / ۳) وقت خطبہ کے اذان سے پہلے استووا رحمکم اللہ کہنا کیسا ہے؟

عہ یعنی من المتاخرین کما فی الھدایۃ وغیرھا والا فالمتقدمون من فقہاء الحنفیۃ منعوا عنہ کما فی کتب الفقہ وللفاضل الکنوی فیہ رسالۃ مستقلۃ التحقیق العجیب فی التثویب فراجعہا ۱۲۔

عہ کعلی وابن عمر رضی اللہ عنہ کما فی الکتب الحدیث ۱۲

(۱) والتثویب فی الفجر حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح بین الاذان والاقامۃ حسن لانہ وقت نوم وغفلۃ وکرہ فی سائر الصلوٰت ومعناہ العود الی الاعلام ہو علی حسب ما تعارفوہ ھذا تثویب احدثہ علماء الکوفۃ بعد عہد الصحابۃ لتغیر احوال الناس الخ والمتاخرون استحسنوہ فی الصلوٰت کلہا لظہور التوانی فی الامور الدینیہ وقال ابو یوسف لا اری باسا ان یقول المؤذن للامیر الخ واستبعدہ محمد لان الناس سواسیۃ فی امر الجماعۃ الخ (ھدایہ باب الاذان ج ۱ ص ۸۳) ظفیر

(۲) ویجعل ندبا اصبعیہ فی صماخ اذنیہ فاذانہ بدونہ حسن وبہ احسن (درمختار) لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لبلال رضی اللہ عنہ اجعل اصبعیک فی اذنیہ فانہ ارفع لصوتک (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۰ ط۔س۔ ج ۱ ص ۳۸۸) ظفیر

(جواب)(۱) قضاءنماز کے لئے تکبیر واذان کہے اگر جماعت سے پڑھے مسجد سے باہر اور مسجد میں اذان وتکبیر نہ کہے اور عورتیں نہ کہیں۔(۱)

(۲) جماعت سے پڑھے تو اذان وتکبیر کہے اکیلے کو ضروری نہیں اور اگر کہے تو کچھ حرج نہیں۔

(۳) وقت خطبہ کے جو اذان خطیب کی سامنے ہو اس کے شروع میں اس لفظ کے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں البتہ اگر امام بوقت تکبیر تحریمہ ایسا کہے تو مضائقہ نہیں۔

اذان ہوتے وقت مؤذن اور سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۶) حالت اذان میں مؤذن اور اذان سننے والوں کو سلام کرنا کیسا ہے؟

(جواب) حالت اذان میں مؤذن کو سلام کرنا مکروہ ہے اور اس کے ذمہ جواب دینا لازم نہیں۔ لیکن اگر حالت اذان میں سوائے مؤذن کے اور کسی کو سلام کرے تو مکروہ نہیں۔ کمافی الشامی جلد اول وحاصلها انه يأ ثم بالسلام على المشغولين بالخطبة الخ اوالا ذان والا قامة .(۲) فقط۔ دستخط ۴۔ صفر (وهكذا فى الكبيرى للعلا مة الحلبى رحمة الله عليه ص ۳۶۳ قال وفى التجنيس لا يكره الكلام عند الا ذان بالا جما ع الخ. جميل الرحمن)

اذان شروع ہونے کے بعد پاخانہ پیشاب کو جانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۷) اذان شروع ہونے کے بعد پاخانہ پیشاب کو جانا درست ہے یا جب اذان ختم ہو جاوے اس وقت جاوے؟ اور اگر بہت زور سے آرہا ہو تو کیا حکم ہے؟

(جواب) اگر ضرورت زیادہ ہو تو فوراً پوری کرے۔ انتظار ختم اذان کا نہ کرے اور اگر سخت ضرورت نہیں تو بہتر ہے کہ بعد اذان پوری کرے۔(۳)

---

(۱) فى العالمگيرية ج ۱ باب الا ذان والضابطة عندنا كل فرض اداء كان او قضاء يؤذن له ويقام سواء اداه منفرداً او بجماعة الا الظهر يوم الجمعة فى المصر الخ ولو قضوها بعد الوقت قضوها فى غير ذلك المسجد باذان واقامة الخ وليس على النساء اذان ولا اقامة وفى الشامى ص ۴۰۵ لو اذن لنفسه خافت الخ وفيه لا (يسن) فيما يقضى من الفوائت فى مسجد الخ ص ۴۰۹ بخلاف مصل ولو بجماعة فى بيته بمصر او بقرية لها مسجد فلا يكره تركهما اذا اذان الحى يكفيه لاذان المحلة واقامتها كاذانه واقامته الخ وفيه ص ۵۹۰ تكره تحريما جماعة النساء.

(۲) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوة مطلب الموضع التى لا يجب فيها رد السلام ج ۱ ص ۵۷۷ ط.س ج ۱ ص ۶۱۸ ۱۲ ظفير

(۳) ويندب القيام عند سماع الا ذان بزازيه (ردالمحتار) قال الشارح لم اراه فيها فلتراجع نسخة اخرى نعم رايت فيها سمع وهو يمشى فالا فضل ان يقف للا جابة ليكون فى مكان واحد (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۶۹ ط.س ج ۱ ص ۳۹۷) جميل الرحمن

الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ

فصل اول طہارت

پچھوا کی ہڈی کا طلاء لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۹۸) اگر استخوان باخہ یعنی پچھوا بر بدن طلا نمودہ نماز خواند نماز ی شود یانہ۔

(جواب) جواب صاف این است کہ استخوان باخہ را بر بدن طلا کردہ نماز گذاردن جائز است نماز فاسد نمی شود زیرا کہ استخوان او پاک است اگر چہ خوردن او حلال نہ باشد(۱)۔ فقط۔

جس گھاس پر ماکول اللحم جانور نے بول براز کیا ہو، اس پر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹۹) اگر گاؤ خر بوقت خرمن کوبی بر گیاہ مقطوعہ بول و براز کنندہ بر آں گیاہ نماز جائز باشد یانہ۔

(جواب) اس کی تطہیر کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اس میں سے کچھ حصہ علیحدہ کردیا جاوے تو اس صورت میں ہر دو حصہ پاک سمجھے جاویں گے یعنی باقی رہا ہوا بھی اور وہ بھی جو علیحدہ کیا گیا۔ درمختار میں ہے کما لو بال حمر خصما لتغلیظ بولها اتفاقاً علیٰ نحو حنطة تدو سها فقسم اوغسل بعضه او ذهب بهبة او اكل او بيع. كما مر حيث يطهر الباقي وكذا الذاهب لا حتمال وقوع النجس فی كل طرف كمسئلة الثوب الخ (۲)۔

ناپاک تیل کی مالش کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۰) زید دس ماہ سے مالش روغن بیر بہوٹی کی تقویت باہ کے لئے کرتا ہے اور بغیر دھوئے نماز پڑھتا رہتا ہے۔ آیا نماز اس کی جائز ہے یا نہیں اور بر تقدیر عدم جواز دس ماہ کی نماز کی قضا واجب ہے یا نہیں اور تداوی بالمحرم جائز ہے یا نہیں اور حشرات الارض بھی اس میں داخل ہیں یا نہیں۔

(جواب) تداوی بالمحرم عند الضرورت بشرائط جائز ہے۔ کما فی الشامی یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان فیه شفاء ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه الخ (۳) اور تداوی بالمحرم میں حشرات الارض بھی داخل ہیں۔ لقوله تعالیٰ ویحرم علیهم الخبائث اور یہی وجہ حرمت ان حشرات کی ہے اور نجس ہونا نہ ہونا دم سائل ہونے پر موقوف ہے۔ پس اگر بیر بہوٹی میں دم سائل ہے تو مرنے کے بعد وہ نجس ہے اور اس کا تیل بھی نجس ہے اس کو دھو کر نماز پڑھنی چاہئے اور جو نمازیں بلا دھوئے پڑھی گئیں ان کا اعادہ لازم ہے اور یہ امور کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔ فقط۔

---

(۱) شعر المیتة الخ وعظمها الخ وکذا کل مالا تحله الحیاة الخ طاهر (باب المیاه ج ۱ ص ۱۹۰ ط س ج ۱ ص ۲۰۶ الدر المختار علی هامش ردالمحتار) ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۲ ط س ج ۱ ص ۳۲۸ ۱۲ ظفیر

(۳) ردالمحتار کتاب البیوع باب المتفرقات مطلب فی التداوی بالمحرم ج ۳ ص ۲۹۸ ط س ج ۵ ص ۲۲۸ ۱۲ ظفیر

بازاری لٹھا و ململ میں نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۰۱) ململ اور لٹھا جو ہم بازار سے خرید کر پہنتے ہیں ان سے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) ان کپڑوں سے نماز پڑھنا درست ہے۔ (۱) فقط۔

مقدار درہم سے کم رطوبت کے ساتھ نماز صحیح ہے:۔

(سوال ۲۰۲/ ۱) اگر تہبند بعد وطی فی الفور باندھ لیا جاوے تو اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔

مذی لگے ہوئے کپڑوں میں نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۳/ ۲) جس کپڑے کو مذی لگ جاوے اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر تہبند کو رطوبت زاید قدر درہم سے نہ لگے تو وہ پاک ہے نماز اس سے صحیح ہے لیکن دھونا قدر درہم کا بھی ضروری ہے کہ باقی رکھنا اس کا مکروہ ہے۔ (۲)

(۲) مذی نجس ہے۔ جس کپڑے کو مذی لگے لگی وہ نجس ہے اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ (۳) اور مقدار درہم اس میں بھی معاف ہے۔ لیکن دھونا اس کا بھی ضروری ہے۔ درمختار میں ہے وعفی الشارع عن قدر درھم وان کرہ تحریماً فیجب غسلہ وما دونہ تنزیھاً فیسن۔ (۴) فقط۔

پیال پر نماز:۔

(سوال ۲۰۴) ایام سرما میں اکثر پیال کا فرش بچھایا جاتا ہے اس پر نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر پاک ہو تو جائز ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) اس لئے کہ یہ کپڑے پاک ہیں اور ان کا پہننا جائز ہے۔ ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (درمختار) من شک فی اناه وثوبه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر مالم یستیقن الخ وکذا ما یتخذہ اهل الشرک او الجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والا طعمة والثیاب (ردالمحتار کتاب الطهارة قبیل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰) پھر فقہاء کا مسلم قاعدہ ہے الیقین لا یزول بالشک (الاشباہ والنظائر ص ۵۷ ط.س ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر

(۲) وعفی الشارع عن قدر درهم وان کرہ تحریما فیجب غسله وما دونه تنزیها فیسن وفوقه مبطل فیفرض (درمختار) قوله وان کرہ تحریما اشار الی العفو عنه بالنسبة الی صحة الصلاة به فلا ینافی الاثم الخ لکن قال بعده والاقرب ان غسل الدرهم وما دونه مستحب مع العلم به والقدرة علی غسله فترکه حینئذ خلاف الاولی نعم الدرهم غسله اکدالخ ففی المحیط یکرہ ان یصلی ومعه قدر درهم او دونه من النجاسة عالما به الخ (ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ و ج ۱ ص ۲۹۲ ط.س ج ۱ ص ۳۱۶) ظفیر

(۳) کل ما یخرج من بدن الانسان مما یوجب خروجه الوضوء او الغسل فهو مغلظ کالغائط والبول والمنی والمذی والودی والقیح والصدید (عالمگیری کشوری باب سابع فصل ثانی ج ۱ ص ۴۴)۔

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ ط.س ج ۱ ص ۳۱۶ ۳۱۲ ظفیر

(۵) ثم الشرط لغة العلامة اللازمة وشرعا یتوقف علیه الشئی ولا یدخل فیه هی ستة طهارة بدنه الخ وثوبه الخ ومکانه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوة ج ۱ ص ۳۷۳ ط.س ج ۱ ص ۴۰۲) ظفیر

چماروں کی تیار کردہ چٹائی پر نماز جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۵) فی زمانہ جوصف، بوریا و چٹائی وغیرہ یہاں کے چماران تیار کرتے ہیں بلا پاک کئے ان پر نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ بوریا اور صف پاک ہیں۔ نماز ان پر درست ہے کچھ وہم نہ کرنا چاہئے لان الیقین لا یزول بالشک فقط (ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (درمختار) من شک فی انا ئه وثوبه او بدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر الخ وکذا ما یتخذه اهل الشرک او الجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والا طعمة والثیاب ردالمحتار کتاب الطهارة قبیل ابحاث الغسل ج ا ص ظفیر)

نماز کوٹ پتلون میں ہوتی ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۶) ..... کیا کوٹ پتلون سے نماز ہو جاتی ہے۔

(جواب) اگر یہ کپڑے پاک ہوں تو نماز ہو جاتی ہے۔ (۱) اور پہننا ان کپڑوں کا ممنوع ہے بوجہ تشبہ کے۔ فقط

حشرات الارض کا تیل لگا کر نماز جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۷) مندرجہ ذیل جانوروں کا تیل نجس ہے یا نہیں۔ اگر نجس ہے تو مغلظ یا خفیفہ۔ اگر کوئی شخص ان روغنوں کو بغرض علاج جسم کے کسی حصہ پر مالش کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں اور نماز کو مانع ہے یا نہیں۔ بغیر دھوئے جسم کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ۔ روغن جونک جھیلی۔ روغن موچہ صحرائی۔ روغن خراطین برساتی روغن بیر بہوٹی۔

(جواب) ان جانوروں حشرات الارض کا تیل نجس مغلظ ہے استعمال اس کا درست نہیں ہے۔ (۲) البتہ بضرورت تداوی اگر طبیب حاذق مسلمان تجویز کرے اور کوئی دوا پاک وحلال اس کا قائم مقام نہ ہو سکے تو اس کا استعمال درست ہے۔ (۳) اور جب کہ وہ نجاست غلیظہ ہے تو ایک درہم کی مقدار تک معاف ہے نماز ہو جاتی ہے اگر چہ بہتر دھونا ہے اور مقدار درہم سے زیادہ ہو تو دھونا اور پاک کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے وعفا الشارع عن قدر درهم الخ. (۴) فقط۔

نماز غسل خانہ میں جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۸) درحمام نماز جائز است یا نہ۔

(۱) طهارة بدنه الخ وثوبه (درمختار) ارادما لا بس البدن فدخل القلنسوة والخف (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة ج ا ص ۳۷۳. ط.س ج ا ص ۴۰۲) ظفیر

(۲) ولایحل ذوباب الخ ولا الحشرات هی صغار دواب الارض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الذبائح ج۵ ص ۳۶۵. ط.س ج ا ص ۳۰۴). (۳) وقیل یرخص اذا علم فيه الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیه الفتوی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه مطلب فی التداوی باب المحرم ج ا ص ۱۹۴) ظفیر

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ا ص ۲۹۱. ط.س ج ا ص ۳۱۶. ۱۲ بدن کا پاک رہنا نمازی کے لئے شرط ہے وطهارة بدنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ا ص ۳۷۳. ط.س ج ا ص ۴۰۲) ظفیر

(جواب) نماز در حمام مکروہ است بدو وجہ۔(۱) یکے آنکہ حمام جائے غسالہ است دوم دیگر آنکہ آں خانہ شیاطین است۔ قال العلامہ نجم الدین الطرسوسی فی منظومة الفوائد فقال نهى الرسول احمد خير البشر + عن الصلوة فى بقاع تعتبر معاطن الجمال ثم مقبرة + مزبلة طريق ثم مجزرة + وفوق بيت الله والحمام والحمد لله على الطعام.(۲) فقط۔

غیر مفتی بہ قول پر بغیر غسل نماز کا حکم:۔

(سوال ۲۰۹) عرصہ سے ایک مسئلہ درپیش ہے اور کسی طرح حل نہیں ہوسکا۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب ضرور بالضرور حل کرلیں گے میں تھوڑی سی عبارت فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۱۸ کی نقل کرتا ہوں جس سے صورت مسؤلہ بخوبی روشن ہوجائے گی۔ عبارت فتاویٰ عالمگیری مندرجہ ذیل ہے۔ ایک شخص کو احتلام ہوا یا کسی عورت کی طرف دیکھا اور منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی۔ پھر اپنے ذکر کو دبا لیا یہاں تک کہ شہوت اس کی ساکن ہوگئی۔ پھر منی بہی تو اس پر امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک غسل واجب ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی نزدیک واجب نہ ہوگا (یہ خلاصہ میں ہے) اب صورت حال یہ ہے کہ ایک شخص کو احتلام ہوا اور منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی پس اس نے اپنے ذکر کو دبالیا۔ یہاں تک کہ شہوت ساکن ہوگئی اور پھر منی بہی۔ شخص مذکور کو چونکہ پہلے سے یہ علم تھا کہ ایسی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا اس لئے اس نے غسل نہیں کیا اور بغیر غسل کے نماز پڑھتا رہا اور چند مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا اور کبھی غسل نہیں کیا۔ اور یہ اس نے محض اپنی غلط فہمی کی وجہ سے ایسا کیا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ اس نے سخت غلطی کی تو وہ بہت نادم ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا شخص مذکور نے جس قدر نمازیں اس صورت میں پڑھی ہیں وہ ادا ہوگئیں یا نہیں اور اگر نہیں ہوئیں تو اب ان کی ادائیگی کی کیا صورت ہوسکتی ہے اور شخص موصوف اس فعل کے کرنے سے گنہگار ہوا یا نہیں اور اگر گنہگار ہوا تو کس درجہ کا۔

(جواب) چونکہ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اختلاف ہے۔ اور بہت سے مشائخ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی قول کو مفتی بہ لکھا ہے۔ (اگرچہ محققین کی رائے یہ نہیں) تاہم جو فعل شخص مذکور نے قول مختار سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کیا اور اس پر وہ اب نادم بھی ہے اور نفس مسئلہ میں کچھ گنجائش بھی ہے اس لئے حق تعالیٰ شانہ، کی رحمت سے امید مسامحت کی ہے۔ باقی جو نمازیں اس نے اس حالت میں پڑھی ہیں ان کے متعلق اختلاف ائمہ اور اختلاف مشائخ مرجحین پر نظر کرکے۔ امام قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے يوخذ بقول ابی یوسف فی صلوٰت ماضية فلا تعاد وفی مستقبلة لا يصلى مالم يغتسل اھ ردالمحتار (۳) ص ۱۱۹ جلد اول۔ لیکن پھر بھی احتیاط یہی ہے کہ ان نمازوں کی قضا کرے کیونکہ محققین کے نزدیک قول مختار امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا ہے۔ (۴) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقط

---

(۱) وكذا تكره فى اماكن كفوق كعبة وفى طريق الخ ومغتسل وحمام (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۲ و ج ۱ ص ۳۵۳ ط س ج ۱ ص ۳۷۹ ظفير (۲) على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۴ ۱۲ ظفير (۳) ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۳۹ ط س ج ۱ ص ۱۶۱ . ۱۲ ظفير

(۴) وفرض الغسل عند خروج منى من العضو والا فلا يفرض اتفاقا الخ منفصل عن مقره الخ بشهوة الخ ولا نه ليس بشرط عندهما خلافا للثانى وبقوله يفتى الخ (درمختار) لكن اكثر الكتب على خلافه حتى البحر والنهر ولا سيما قد ذكروا ان قوله قياس وقولهما استحسان وانه الا حوط فينبغى الا فتاء بقوله فى مواضع الضرورة فقط (ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ و ج ۱ ص ۱۴۹ ط س ج ۱ ص ۱۵۹)

دھبے کے دیکھتے ہوئے نماز پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۱۰) اگر پاجامہ پر دھبہ معلوم ہو اور خواب یاد نہیں اور میری دوکان تمبا کو کی ہے شاید تمبا کو کا دھبہ لگ گیا ہو۔ غرض کہ اس دھبہ سے برابر ایک ہفتہ تک نماز پڑھتا رہا، وقت بدلنے کپڑے کے قبل از جمعہ مجھ کو معلوم ہوا، بعدہٗ نہا کر کپڑے بدل لئے تو اس ہفتہ کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر یہ یقین ہو کہ یہ دھبہ منی کا ہے تو اس سے پہلی جو آخر مرتبہ سویا ہو اس کے بعد کی نمازوں کا لوٹانا ہوگا۔ مثلاً رات کو سویا تھا اور دن کو قبل از ظہر دھبہ دیکھا تو صبح کی نماز کا اعادہ کرے اور اگر بعد ظہر کے دیکھا تو ظہر کا بھی اعادہ کرے اور اگر منی ہونا اس کا یقینی نہیں ہے بلکہ یہ بھی شبہ ہے کہ شاید اور کسی چیز کا دھبہ ہو تو پھر کسی ایک نماز کا بھی اعادہ لازم نہیں ہے۔(۱)

ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوگی:۔

(سوال ۲۱۱) ہندہ کی گود میں شیر خوار بچہ ہے جس کی وجہ سے اس کا کپڑا ہر وقت ناپاک رہتا ہے، تو ایسی حالت میں ہندہ ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) پاک کپڑا بدل کر یا ناپاک کو دھو کر نماز پڑھنی چاہئے ناپاک کپڑے سے نماز نہ ہوگی۔(۲) فقط۔

جیل خانہ کی بنی ہوئی جائے نماز کا استعمال درست ہے:۔

(سوال ۲۱۲) جیل خانہ سے خرید کردہ جائے نماز پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں جس کو قیدی بنتے ہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۳) فقط۔

کورے کپڑے میں نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۱۳) کورے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کورے کپڑے سے بدون دھوئے نماز درست ہے۔(۴)

(اس لئے کہ یہ پاک ہے اس سلسلہ میں شک کا کوئی اعتبار نہیں۔ درمختار میں ہے۔ ولو شک فی نجاسة

---

(۱) فرض الغسل الخ عند روية مستيقظ الخ منيا او مذيا وان لم يتذكر الاحتلام الا اذا علم انه مذي او شك انه مذي او ودي او كان ذكره منتشر اقبيل النوم فلا غسل عليه الخ او تيقن انه مني او تذكر حلما فعليه الغسل (الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۲ ط س ج ۱ ص ۱۵۰ - ۱۶۳) ظفير. (۲) ثم الشرط الخ شرعا ما يتوقف عليه الشئ ولا يدخل فيه هي ستة طهارة بدنه اى جسده الخ وثوبه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۳ ط س ج ۱ ص ۴۰۲) ظفير (۳) اس لئے کہ پاک ہے۔ اليقين لا يزول بالشك (الاشباه والنظائر ص ۷۵) غیر مسلم یا جاہل مسلمان کا بنا ہوا کپڑا اور دوسری چیز پاک ہے۔ پھر یہ اصول میں ہے کہ کسی چیز کے ناپاک ہونے میں شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہے ولو شك في نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر وتمامه في الاشباه (درمختار) في التتار خانية من شك في انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرك او الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والاطعمة والثياب اه ملخصا (ردالمحتار قبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ ط س ج ۱ ص ۱۵۱) ظفير.

(۴) اليقين لا يزول بالشك (الاشباه والنظائر ص ۷۵) ظفير

ملأ الثوب الخ لم یعتبر . شامی ج ۱ ص ۱۴۰ ظفیر)

ناپاک اونی کپڑا بغیر دھوئے پاک نہیں ہوتا اور نہ ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے :۔

(سوال ۲۱۴) اونی کپڑے پر پاخانہ وغیرہ لگ جائے اور خشک ہوکر خود بخود جھڑ جائے یا پیشاب وغیرہ سے تر ہوکر خشک ہوجائے تو اس کپڑے پر بلا پاک کئے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ کپڑا بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا اس کو تین بار دھونا چاہئے ۔(۱) فقط (اور جب تک وہ پاک نہ ہو اس پر نماز جائز نہیں ہے۔ ظفیر)

ننگے پاؤں چلنے والا بغیر پاؤں دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے :۔

(سوال ۲۱۵) اگر وضوء کرکے کوئی شخص میل دو میل تک ننگے پیر چلے اور پھر پانی پیر دھونے کے لئے نہ ملے تو پیروں کو جھاڑ کر نماز پڑھنے سے نماز ہوجاوے گی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں پیروں کو جھاڑ کر اور صاف کرکے نماز پڑھے تو نماز ہوجاوے گی ۔(۲)

بغیر استنجا نماز پڑھ لی تو ہوئی یا نہیں :۔

(سوال ۲۱۶) ایک شخص نے پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد استنجا نہیں کیا وضوء کرکے نماز پڑھ لی بعد میں یاد آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں، یا وضو کے بعد یاد آیا تو اس کو وضو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر ڈھیلے سے استنجا کرلیا تھا اور نجاست مخرج سے بقدر درہم متجاوز نہ تھی تو بدون پانی سے استنجا کرنے کے اس کی نماز ہوگئی ۔(۳) فقط۔

پاک چارپائی پر نماز جائز ہے :۔

(سوال ۲۱۷) تندرست آدمی کو چارپائی پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نماز ہوجاتی ہے یا نہیں ۔ زید کہتا ہے جیسے

(۱) وازالتها ان کانت مرئیة بازالة عینها واثرها ان کانت شیئا یزول اثره الخ وان کانت غیر مرئیة یغسلها ثلث مراة ویشترط العصر فی کل مرة فیما یعصر الخ (عالمگیری کشوری. کتاب الطهارت باب سابع فصل اول فی تطهیر الانجاس ج ۱ ص ۴۰ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۴) ظفیر (۲) وطین شارع الخ عفو (درمختار) وفی الفیض طین الشوارع عفو وان ملأ الثوب للضرورة ولو مختلطا بالعذرات وتجوز الصلوٰة معه (ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۴) اور صورت مسئولہ میں تو نجاست کا سوال ہی نہیں ہے محض شک و وہم ہے اور فقہاء کا اصول ہے الیقین لا یزول بالشک (الاشباہ ص ۵۷) ظفیر (۳) وعفی الشارع عن قدر درهم وان کره تحریما فیجب غسله وما دونه تنزیها فیسن وفوقه مبطل فیفرض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶) ذکر فی الذخیرة اذا کانت النجاسة فی موضع الاستنجاء اکثر من قدر الدرهم فاستجمر ای استنجی بثلثة احجار وانقاه ای موضع الاستنجاء ولم یغسله بالماء قال الفقیه ابو اللیث فی فتاویه یجزیه یعنی من غیر کراهة وکان الغسل افضل قال صاحب الذخیرة وبه ای بما قال ابو اللیث ناخذ وفی هذا اشارة الی ان البعض یخالف فی ذالک ولا اعلم فیه مخالف الخ وهذا اذا کانت تلک النجاسة ما خرج من الحدث المعتاد ولم تصبه من الخارج (غنیة المستملی ص ۱۸۹) ظفیر.

تخت پر نماز پڑھنا جائز ہے چارپائی پر بھی جائز ہے۔ بکر کہتا ہے کہ آج تک نہ کسی کتاب میں دیکھا اور نہ علماء کے اقوال سے ثابت ہے اور نہ بجز معذور کے کسی کو چارپائی پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) چارپائی پر نماز صحیح ہے اور چارپائی مثل تخت کے ہے۔ کیونکہ جب گھٹنے اول چارپائی پر رکھے جائیں گے تو آگے سے سجدہ کی جگہ کھنچ کر سخت ہو جاوے گی اور مثل تخت کے ہو جاوے گی پھر سجدہ میں کچھ حرج نہ ہوگا۔ اور عادت چارپائی پر نماز پڑھنے کی اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ چارپائیوں کا اعتبار نہیں ہوتا اکثر ناپاک ہوتی ہیں لیکن جب کہ چارپائی پاک ہو تو پھر کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

رنڈی کے بالاخانہ کے نیچے کے مکان میں نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۸) ایک مکان سرکار بنیذ کا ہے اس نے کسی وجہ سے ایک رنڈی کو دے دیا۔ جب چاہے ضبط کر لیتا ہے اس کے نیچے دو کانیں ہیں ان کو کرایہ پر لے رکھا ہے اس میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس مکان مذکور میں نماز پڑھنا صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔ (۲) لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مسجد میں نماز پڑھیں۔ (۳) فقط۔

ناپاک کپڑوں میں نماز کا حکم:۔

(سوال ۲۱۹) اگر امام کے کپڑوں پر شیرخوار نے خوب پیشاب کیا ہو اور ان سے بھول کر نماز پڑھ لی ہو تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں نماز لوٹانی چاہئے۔ (۴) فقط۔

جماع کے بعد کپڑے نہیں بدلے اور نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۱/۲۲۰) اگر کسی نے جماع کے بعد غسل کر کے کپڑے بالکل بدل دیئے یا صرف لنگی ہی بدلی اور کوئی کپڑا نہ بدلا تو نماز درست ہے یا نہ۔

ملازمین ہسپتال نماز کس طرح پڑھیں:۔

(سوال ۲/۲۲۱) ایک آدمی ہسپتال کا ملازم ہے اور ہر وقت ناپاک دوائیں اور آدمیوں کو چھوتا ہے اور کپڑوں پر چھینٹیں

---

(۱) لو سجد على الحشيش اوالتبن الخ ان استقر جهته والفه ويجد حجمه يجوز (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۴۹ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۰) اما شرائط اركان الصلوٰة فمنها الطهارة بنو عيها من الحقيقية والحكمية والطهارة الحقيقية هى طهارة الثوب والبدن ومكان الصلوٰة عن النجاسة الحقيقة (بدائع الصنائع شرائط الاركان ج ۱ ص ۱۱۴) ظفیر.

(۲) اس مکان میں کوئی شرعی قباحت نہیں والله اعلم ۱۲ ظفیر. (۳) فرض نماز مسجد میں جماعت سے ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے والجماعة سنة مؤكدة للرجال الخ ولو فاتته ندب طلبها فى مسجد اخر الا المسجد الحرام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۷ ط.س ج ۱ ص ۵۵۲) ظفیر (۴) هى (اى شروط الصلوٰة) ستة طهارة بدنه (الى قوله) وثوبه (درمختار ط.س ج ۱ ص ۴۰۲) النجاسة ان كانت غليظة وهى اكثر من قدر الدرهم فغسلها فريضة والصلوٰة فيها باطلة وان كانت مقدار درهم فغسلها واجب الخ (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۵۲ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۵۸) واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى راى مقتد بطلت فيلزم اعادتها الخ كما يلزم الامام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او ركن (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۳ ط.س ج ۱ ص ۵۹۱) ظفیر.

بھی ہر وقت پڑی رہتی ہیں اور وہ خشک ہو جاتی ہیں۔ اور بعض دوائیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا چھونا مذہبا حرام ہے، تو نماز کیسے ادا کرے۔ غسل کر کے کپڑے بالکل بدلنا ہوگا یا اسی صورت میں ادا کرے۔

(جواب)(۱) جب کپڑا ناپاک بدل دیا اور غسل کر لیا تو نماز صحیح ہے۔(۱)

(۲) ناپاک کپڑے بدل کر دوسرا پاک کپڑا پہن کر نماز پڑھنی چاہئے۔(۲) فقط۔

ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی:۔

(سوال ۲۲۲) شخصے بعد از چہل سال گاہ بگاہ در مرض تقطیر البول مبتلا شد پس او برائے دفع وہم بول یک پارچہ خورد زیریں استعمال می کنند و آن پارچہ زیریں گاہے از بول آلودہ می شود پس از ان پارچہ زیریں زیر تہبند دیگر داشتہ نماز جائز است یا نہ۔

(جواب) اگر معلوم و متعین است کہ پارچہ زیریں از قطرات بول زیادہ از قدر درہم شدہ است نماز دراں صحیح نخواہد بود و گرنہ جائز ست۔ فقط۔(۳)

فصل ثانی۔ ستر عورت

کیا قدم کھول کر عورت کی نماز نہیں ہوتی:۔

(سوال ۲۲۳) کتاب صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے کہ نماز کے اندر اگر عورت کے قدم کی چوتھائی کھل جائے تو نماز نہ ہوگی تو عورتوں کو موزے پہن کر نماز پڑھنا چاہئے۔

(جواب) درمختار میں لکھا کہ معتمد یہ ہے کہ قدمین عورت کے عورت نہیں اس کے کھلنے سے نماز میں خلل نہیں آتا اور یہ جو صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے یہ بھی ایک قول ہے اور مراد اس سے باطن قدم ہے۔(۴) نہ ظہر قدم کذا فی الشامی ج ۱ ص ۴۲۱۔

(۱) جماع کے وقت جن کپڑوں پر ناپاکی لگی ہے وہی ناپاک ہوتے ہیں۔ جسم کے تمام کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ لہذا انہی کپڑوں کو بدلنا ضروری ہے جس پر ناپاکی لگی ہوئی ہو۔ البتہ جماع کے بعد حکما جسم تمام ناپاک ہو جاتا ہے اور غسل فرض ہے وفرض الغسل الخ عند ایلاج حشفتھی مافوق الختان ادعی الخ فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثلہ الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹ ط۔س ج ۱ ص ۱۵۹) الشرط الخ شرعا ما یتوقف علیہ الشئی ولا یدخل فیہ ھی ستۃ طھارۃ بدنہ ای جسدہ الخ من حدث بنوعیہ الخ وخبث مانع کذا لک وثوبہ الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۳ ط۔س ج ۱ ص ۴۰۲) ظفیر

(۲) ایضا ط۔س ج ۱ ص ۴۰۲ ۱۲ ظفیر

(۳) وعفی الشارع عن قدر درھم وان کرہ تحریما فیجب غسلہ وما دونہ تنزیھا فلیسن وفوق مبطل (درمختار) ففی المحیط یکرہ ان یصلی ومعہ قدر درھم اودونہ من النجاسۃ عالما بہ لا ختلاف الناس فیہ (رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ ط۔س ج ۱ ص ۳۱۶) ظفیر

(۴) وللحرۃ ولو خنثی جمیع بدنھا الخ خلا الوجہ والکفین الخ والقدمین علی المعتمد (درمختار) ای من اقوال ثلاثۃ مصححۃ ثانیھا عورۃ مطلقا، ثالثھا عورۃ خارج الصلوٰۃ لا فیھا، اقول ولم یتعرض لظھر القدم وفی القھستانی عن الخلاصۃ اختلفت الروایات فی بطن القدم اھ وظاھرہ انہ لا خلاف فی ظاھرہ ثم رأیت فی مقدمۃ المحقق ابن الھمام المسماۃ بزاد الفقیر قال بعد تصحیح ان انکشاف ربع القدم مانع ولو انکشف ظھر قدمھا لم تفسد الخ ثم نقل عن الخلاصۃ ان الخلاف انما ھو فی باطن القدم واما ظاھرہ فلیس بعورۃ بلا خلاف الخ (ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب ستر العورۃ ج ۱ ص ۳۷۶ وج ۱ ص ۳۷۷ ط۔س ج ۱ ص ۴۰۵) ظفیر

کیا عورت پاؤں ڈھانکنے کے لئے موزے پہنے:۔

(سوال ۲۲۴) عورت کو سارا بدن ڈھانکنا فرض ہے سوا منہ اور دونوں ہتھیلی کے اور دونوں پاؤں کو تو نماز میں ظہر ید وبطن رجل بھی ڈھانکنا چاہیے اس کے لئے موزے ودستانے پہننے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب) دونوں پاؤں کے اور دونوں ہاتھوں کی ظہر وبطن نماز میں ڈھانکنا ضروری نہیں ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

دھوتی باندھ کر نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۲۵) دھوتی مثل اہل ہنود کے باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اگر کشف عورت نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ مگر یہ طریق اچھا نہیں ہے۔ فقط (۲)

عورتوں کی نماز ساڑی میں جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۲۶) عورتوں کی نماز ساڑی یعنی لہنگا پہن کر درست ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہاں کا رواج عورتوں کے لباس کا یہی ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ ستر پورا ہونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

جانگیا پر لنگی باندھ کر نماز پڑھے تو درست ہے:۔

(سوال ۲۲۷) اگر کوئی شخص رومالی یا جانگیا باندھکر اس کے اوپر دھوتی یا پاجامہ وغیرہ پہن کر نماز پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اور اگر رومالی و جانگیا باندھ کر اس کے اوپر گھٹنا یعنی نصف پاجامہ پہن لے اور اس کے اوپر تہبند باندھ کر نماز پڑھے تو نماز جائز ہوگی یا نہ۔

(جواب) ان صورتوں میں جب کہ ستر عورت ہو جاوے نماز صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

کپڑے میں ستر پایا جانا ضروری ہے:۔

(سوال ۲۲۸) کپڑے کی غلظت میں شرط کیا ہے اگر صورت بدن دیکھا جاوے اور لون بشرہ نہ دیکھا جاوے تو نماز

---

(۱) وهي اى العورة للرجل ما تحت سرته الى ما تحت ركبة الخ وللحرة ولو خنثى جميع بدنها الخ خلا الوجه والكفين الخ والقدمين على المعتمد (الدر المختار على هامش ردالمحتار. ط.س. ج ا ص ۴۰۴)

(۲) والرابع ستر عورته الخ وهي للرجل ما تحت سرته الى ما تحت ركبته الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوة ج ا ص ۳۷۴ وج ا ص ۳۷۵. ط.س. ج ا ص ۴۰۴) ظفير.

(۳) والرابع ستر عورته ووجوبه عام ولو فى الخلوة على الصحيح الا لغرض صحيح (درمختار) ووجوبه عام اى فى الصلوة وخارجها الخ (ردالمحتار. باب شروط الصلوة ج ا ص ۳۷۴. ط.س. ج ا ص ۴۰۴) ظفير.

(۴) والرابع ستر عورته الخ وهي للرجل ما تحت سرته الى ما تحت ركبته (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوة ج ا ص ۳۷۴. ط.س. ج ا ص ۴۰۴) ظفير.

درست ہے یا نہیں اگر رنگت کی وجہ سے نہ دیکھا جاوے یا پاجامہ بنانے کی وجہ سے نہ دیکھا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ رنگ بشرہ کا معلوم نہ ہو تو ستر ثابت ہے۔ اور نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

فصل ثالث۔ استقبال قبلہ

بحث سمت قبلہ:۔

(سوال ۲۲۹/۱) خورجہ سے کعبہ کی عین سمت کیا ہے۔ آیا علم ہیئت اور علم ہندسہ شریعت میں قابل لحاظ ہے۔

(سوال ۲۳۰/۲) کیا قطب کو بجانب یمین دیکھتے ہوئے قبلہ خورجہ سے عین مغرب کے سامنے ہے۔

(سوال ۲۳۱/۳) کیا ذریعہ قطب مندرجہ بالا ایک عام اور کل اصول ہندوستان کے لئے ہے۔

(سوال ۲۳۲/۴) خورجہ میں اگر اکثر مساجد مندرجہ بالا طریقہ پر یا کسی اور غلط طریقہ پر تعمیر ہوئی ہیں تو کیا دیگر جدید مساجد اس غلط طریقہ پر آئندہ بھی بنائی جائیں۔ اطلاعاً عرض خدمت ہے کہ چند مساجد مندرجہ ذیل طریقہ پر یعنی علم ہیئت اور علم ہندسہ کے مطابق بنی ہوئی ہیں۔ خورجہ علم ہیئت کے مطابق ۲۸ درجہ شمال عرض البلد پر واقعہ ہے۔ اور مکہ معظمہ ۲۱ درجہ ۴۰ لمحہ عرض البلد پر واقع ہے لہذا اس طریقہ پر تقریباً ۷ درجہ کا فرق ہے اور بریں اصول ۷ درجہ بجانب مغرب و جنوب نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ چند علماء کرام نے اس پر فتویٰ دیا ہے۔

(سوال ۲۳۳/۵) ہمیں عین قبلہ معلوم کرنا ضروری ہے یا محض جہت قبلہ کافی ہے۔

(جواب)(۱) سمت قبلہ اور جہت قبلہ میں شرعاً بہت وسعت ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ عین کعبہ کی طرف استقبال ہو بلکہ جہت قبلہ کافی ہے اور اس میں بھی تھوڑے سے انحراف سے یعنی کسی قدر دائیں بائیں ہو جانے سے استقبال کعبہ میں خلل نہیں آتا جیسا کہ درمختار میں ہے ولغیرہ ای غیر معاینها اصابة جهتها بان یبقی شئی من سطح الوجه مسامتا الکعبة او لهوائها(۲) الخ اور شامی میں قہستانی سے منقول ہے ولا باس بالا نحراف انحرافا لا تزول به المقابلة بالکلیة بان یبقی شئی من سطح الوجه مسامتا للکعبة (الی ان قال) وسیاتی فی المتن فی مفسدات الصلوٰت انها تفسد بتحویل صدره عن القبلة بغیر عذر فعلم ان الا نحراف الیسیر لا یضر وهو الذی یبقی معه الوجه او شئی من جوانبه مسامتا لعین الکعبة اولهوائها بان یخرج الخط من الوجه او من بعض جوانبه ویمر علی الکعبة اٴهوائها مستقیما ولا یلزم ان یکون الخط الخارج علی استقامة خارجا من جبهة المصلی بل منها او من جوانبها الخ.(۳)

الحاصل جب کہ بعض محقق ہوا کہ انحراف یسیر سے استقبال کعبہ میں فرق نہیں آتا تو اس سے واضح ہے کہ قطب شمال کو جانب شمال رکھ کر نماز پڑھنے میں استقبال کعبہ حاصل ہو جاتا ہے اور مساجد جو اس طریق سے بنی ہوئی ہیں وہ صحیح

(۱) وعادم ساتر لا یصف ماتحته (درمختار) بان لا یری منه لون البشرة احترازا عن الرقیق ونحو الزجاج (رد المحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۹۰. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۹) ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب شروط الصلوٰة استقبال قبله ج ۱ ص ۳۹۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۲۸ ۱۲ ظفیر

(۳) رد المحتار باب شروط الصلوٰة بحث فی استقبال القبلة ج ۱ ص ۳۹۹ ط.س. ج ۱ ص ۴۲۹ ۱۲ ظفیر

رخ پر ہیں اس میں زیادہ کنج وکاؤ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آلات سمت قبلہ کی دریافت کرنے کے لئے مہیا ومیسر نہیں ہیں۔ اور پھر وہ بھی ظنی ہیں اور عام لوگوں کو اس کی تکلیف دینا دشوار ہے اور مساجد قدیمہ خود اس بارہ میں جہۃ صحیحہ ہیں اور تغیر کرنا ان میں تھوڑے سے انحراف مظنون کی وجہ سے مناسب نہیں ہے اور قطب شمال کو جہت سمجھنا اس بارہ میں اکابر علماء کا دلیل واضح اس کے صحت کی ہے۔ فقط۔

ریل میں نماز کے اندر استقبال قبلہ کی بحث:۔

(سوال ۴۳۴) شخصے راکب ریل است لیکن از باعث تحویل الواح ریل عن القبلۃ اگر مستقبل قبلہ بودہ نماز میخواند پس ارکان صلوٰۃ مثل قیام وقعود رکوع وسجود بروے متعسر ومتعذر می شوند واگر بقیام ورکوع وسجود نماز می گزارد تا استقبال قبلہ از وے فوت می شود پس دریں صورت کدام فرض را ترک نمودہ بکدام طریق تعمیل درزد یعنی محول عن القبلہ بودہ بدیگر طرف مستقبل شدہ برکوع وسجود ادا نماید یا مستقبل قبلہ گردید بایماء نماز بخواند۔

(جواب) اگر کسے درریل نماز فرض خواند پس استقبال قبلہ وقیام ورکوع وسجود وغیرہ جملہ ارکان صلوٰۃ ادا کردن ضروری است ومحض از سواری ریل استقبال ساقط نمی شود چراکہ باوجود تحویل الواح بہ قدرے وقت وتکلف استقبال ممکن است اگر بلا مجبوری ترک استقبال کردنماز جائز وادا نمی شود واگر مستقبل قبلہ بودہ نماز شروع کردودر حالت صلوٰۃ سمت قبلہ مبدل گردد پس مصلی راضروری است کہ آں ہم متوجہ قبلہ بودہ نماز تمام کند کہ جملہ ارکان صلوٰۃ ادا شوند ومصلی ریل را درنماز فرض قعود قطعاً جائز نیست ودر صلوٰۃ نفل جائز است البتہ اگر فی الحقیقت ہجوم این قدر باشد کہ حرکت رکوع وسجود ممکن نیست ونیز بر صلوٰۃ از خارج ریل قادر نیست بلا استقبال وبلا قیام[عہ] ادا کند واین صورت نادر است۔ (۱) فقط۔

---

(۱) والمربوطة بلجة البحران كان الريح يحركها شديدا فكالسائرة والا فكانوفقه ويلزم استقبال القبلة عند الا فتتاح وكلما دارت (درمختار) اى فى قولهم جميعا وان عجز عنه يمسک عن الصلوة لعله يمسک مالم يخف خروج الوقت لماتقرر من ان قبلة العاجز جهة قدرته وهذا كذالک والا فما الفرق (ردالمحتار. باب صلاة المريض ج ۱ ص ۶۱۴) ظفير.

عہ. من تعذر عليه القيام اى كله لمرض حقيقى الخ اوحكمى بان خاف زيادته او بطئى برئه بقيامه او دوران راسه او وجد بقيام راسه الماشديد الخ صلى قاعدا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المريض ج ۱ ص ۷۰۸ وج ۱ ص ۷۰۹. ط.س. ج ۱ ص ۹۵) ظفير

فصل رابع۔ نیت

کیا زبان سے نیت شرط ہے:۔

(سوال ۲۳۵) زبان سے نیت کرنا نماز کی صحت کے لئے ضروری ہے یا صرف دل میں نیت کر لینا کافی ہے۔

(جواب) نیت قلبی صحت نماز کے لئے کافی ہے۔(۱)

کیا زبان سے نیت بدعت ہے:۔

(سوال ۲۳۶) آیا تلفظ بہ نیت نماز بدعت است؟ وبسم اللہ درمیان فاتحہ وسورہ خواندن ممنوع است؟ بیان فرمایند۔

(جواب) تلفظ بہ نیت نماز بدعت نیست۔(۲) وبسم اللہ مابین فاتحہ وسورہ ممنوع نیست۔(۳)

زبان سے نیت ضروری نہیں:۔

(سوال ۲۳۷) میں نے ایک کتاب فقہ میں دیکھا تھا کہ ہر نماز کی نیت اول دل میں کرنی چاہئے اور بعدہ اس کو زبان سے ادا کرنا چاہئے۔ مجھے الفاظ نیت زبان سے ادا کرنے میں سخت دقت ہوتی ہے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اس صورت میں دل میں صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ مثلاً یہ نماز ظہر کی ہے اور زبان سے الفاظ نیت ادا کر لینا بھی بہتر ہے اور اگر اس میں کچھ دقت ہو تو اس کو چھوڑ دیجئے۔(۴) فقط۔

امام کی اجازت مقتدی کے لئے شرط نہیں:۔

(سوال ۲۳۸) زید امام مسجد ہے۔ بکر سے کہتا ہے کہ تم ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھنا، آیا بکر زید کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں، یا جب زید حکم دے وے اس وقت پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) زید کے پیچھے بکر نماز پڑھ سکتا ہے اور نماز صحیح ہے، زید کی اجازت اور حکم کی ضرورت نہیں ہے، بکر ہر حال میں اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اور زید کا یہ کہنا بیجا اور خلاف شریعت تھا۔(۵)

---

(۱) والمستحب فی النیۃان ینوی بقصد بالقلب ویتکلم باللسان بان یقول اصلی صلوۃ الخ ولو نوی بالقلب ولم یتکلم باللسان جاز بلا خلاف بین الائمۃ لان النیۃ عمل القلب لا عمل اللسان واستحباب ضمہ الیہ لما ذکرنا (غنیۃ المستملی ص ۲۵۱ و ص ۲۵۲) ظفیر (۲) وتلفظ عند الارادۃ بہا مستحب ھو المختار الخ وقیل سنۃ یعنی احبہ السلف او سنہ علماءنا اذلم ینقل عن المصطفی ولا الصحابۃ ولا التابعین بل قیل بدعۃ (درمختار) نقلہ فی الفتح وقال فی الحلیۃ ولعل الاشبہ انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمع العزیمۃ (ردالمحتار باب شروط الصلوۃ بحث النیۃ ج ۱ ص ۳۸۶ ط.س ج ۱ ص ۴۱۵) ظفیر

(۳) وسمی الخ سرافی اول کل رکعۃ لو جھریۃ لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقا ولو سریۃ ولا یکرہ اتفاقا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی تالیف الصلوۃ ج ۱ ص ۴۵۷ ط.س ج ۱ ص ۴۹۰) ظفیر

(۴) والخامس النیۃ بالاجماع وھی الارادۃ المرجحۃ الخ والمعتبر فیہا عمل القلب اللازم للارادۃ الخ التلفظ عند الارادۃ بہا مستحب ھو المختار (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب شروط الصلوۃ ج ۱ ص ۳۸۵ و ج ۱ ص ۳۸۲ ط.س ج ۱ ص ۴۱۴) ظفیر

(۵) والامام ینوی صلاتہ فقط ولا یشرط لصحۃ الاقتداء نیۃ امامۃ المقتدی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب شروط الصلوۃ ج ۱ ص ۳۹۴ ط.س ج ۱ ص ۴۲۴) ظفیر

نیت دل سے ضروری ہے یا زبان سے :-

(سوال ۲۳۹) منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ نماز کی نیت کے الفاظ زبان سے کہنے مستحب ہیں اور دل سے نیت کرنی فرض ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زبان سے نیت کرنی بدعت ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ زبان سے الفاظ نیت کہنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ مستحب ہے لیکن ضروری ہے کہ دل میں بھی نیت کرے۔ حنفیہ کا محقق مذہب یہی ہے۔ (۱) فقط۔

زبان سے نیت کیا بدعت ہے :-

(سوال ۲۴۰) زید کہتا ہے کہ زبان سے نیت نماز کرنا بدعت ہے عمر کہتا ہے کہ سنت ہے۔

(جواب) اصل نیت دل سے ہے اور زبان سے کہنے کو بھی فقہاء کرام نے مستحب لکھا ہے۔ درمختار میں ہے **والمعتبر فیها عمل القلب اللازم للارادة الخ والتلفظ بها مستحب هو المختار الخ** ۔ (۲) فقط۔

نماز کی نیت عربی میں ضروری ہے یا نہیں :-

(سوال ۲۴۱) نماز کی نیت عربی زبان میں کرنا ضروری ہے یا اردو فارسی وغیرہ میں بھی کر سکتا ہے؟

(جواب) نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں اگر کہے بہتر ہے۔ (۳) اور زبان سے کسی زبان میں اردو فارسی وغیرہ میں کہہ لیوے تو کچھ حرج نہیں۔

مقتدی عورت کے لئے کیا امام کی نیت ضروری ہے :-

(سوال ۲۴۲) ایک عورت جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھے تو امام کو نیت امام عورت ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر محاذی مرد کے نہ کھڑی ہو تو امام کو اس کی امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔ (۴)

---

(۱) والخامس النية بالا جماع وهي الا رادة لا العلم والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للارادة الخ والتلفظ بها مستحب وهو المختار الخ بل قيل هو بدعة (درمختار) نقله في الفتح وقال في الحلية ولعل الا شبه انه بدعة حسنة عند قصد جمع العزيمة الخ فلا جرم انه ذهب في المبسوط والبداية والكافي الى انه ان فعله لجمع عزيمة قلبه فحسن (ردالمحتار. باب شروط الصلوة بحث النية ج ا ص ۳۸۵ ط س ج ا ص ۴۱۳) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوة. بحث النية ج ا ص ۳۸۵ ط.س. ج ا ص ۴۱۵ ظفير.

(۳) النية ارادة الدخول في الصلوة والشرط ان يعلم بقلبه اى صلاة يصلي الخ ولا عبرة للذكر باللسان فان فعله لتجتمع عزيمة قلبه فهو حسن كذافي الكافي (عالمگيرى مصرى الباب الثالث الفصل الرابع ج ا ص ۶۱ ط. ماجديه ج ا ص ۶۵) ظفير.

(۴) وان ام نساء فان اقتدت به المرأة محاذية لرجل في غير صلاة جنازة فلا بدلصحة صلاتها من نية اما ميتها لئلا يلزم الفساد بالمحاذاة بلا التزام وان لم تقتد بلا محاذية اختلف فيه فقيل يشترط وقيل لا (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب شروط الصلوة مطلب في النية ج ا ص ۳۹۴ ط.س. ج ا ص ۴۲۵) ظفير.

الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ

فصل اول۔ فرائض نماز

تکبیر تحریمہ جس طرح مرد کے لئے ضروری ہے عورت کے لئے بھی ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۳) تکبیر تحریمہ عورت کو بوقت نماز کہنا فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) تکبیر تحریمہ عورت اور مرد سب کو کہنا چاہئے اس میں مردوں کی کچھ تخصیص نہیں ہے۔ کما فی عامۃ کتب الفقہ.(۱)

ریل میں استقبال قبلہ حتی الوسع ضروری ہے:۔

(سوال ۲۴۴) بنگالہ کی ریل میں نماز میں قبلہ کی طرف کھڑا ہونا ممکن نہیں اور جس جگہ ممکن ہے وہاں جائے قیام وسجدہ میں گردوغبار ہوتا ہے وہاں قیام فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) ریل میں نماز پڑھنے میں حتی الوسع کھڑے ہوکر نماز پڑھنا چاہئے اور قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔(۲) اور جگہ کا وہم نہ کرنا چاہئے۔ غایت کہ کوئی پاک کپڑا بچھالیا جاوے فقط۔

سجدہ نماز میں:۔

(سوال ۲۴۵) نماز میں سجدہ افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز میں سجدہ ورکوع وقیام سب ہی فرض ہیں۔(۳) بعض اعتبار سے سجدہ افضل ہے اور بعض اعتبار سے قیام افضل ہے۔(۴) فقط۔

نماز میں پیر کا انگوٹھا ہل جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۴۶) جس شخص کا داہنے پیر کا انگوٹھا نماز میں ہل جائے اپنی جگہ سے تو نماز میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں۔ اگر امام سے اسی طرح کی حرکت ہوجائے تو مقتدیوں کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) من فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة قائما وهی شرط (درمختار) التحریمة المراد بها جملة ذکر خالص مثل الله اکبر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۱ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲) ظفیر

(۲) والسادس استقبال القبلة حقیقة او حکما کعا جرو الشرط حصوله لا طلبه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۲۷) والفرائض الباقیة من الست هی القیام الخ لقوله تعالیٰ وقوموا لله قانتین (غنیة المستملی ص ۲۵۴) ومنها القیام فی فرض الخ لقادر علیه (درمختار) فلو عجز عنه حقیقة و ظاهر او حکما کما لو حصل له به الم شدید او خاف زیادة المرض الخ فانه یسقط الخ. (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ۱ ص ۴۱۴ و ج ۱ ص ۴۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفیر (۳) ومن فرائضها التی لاتصح بدونها التحریمة قائما الخ ومنها القیام بحیث لو مدیدیه لا ینال رکبتیه الخ فی فرض الخ لقادر علیه الخ ومنها القراء ة لقادر علیها الخ ومنها الرکوع الخ ومنها السجود الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲ ۴۴۴) ظفیر

(۴) وکثرة الرکوع والسجود احب من طول القیام کما فی المجتبیٰ الخ وان مذهب الامام افضلیة القیام (ایضا باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳ ط.س. ج ۱ ص ۱۷) تفصیل کے لئے دیکھئے ردالمحتار حاشیہ در مختار باب وصفحہ ایضا ۱۲ ظفیر

(جواب) اس سے نماز میں کچھ خلل اور نقصان نہیں آتا۔ اور امام اگر ایسا ہو تو مقتدیوں کی نماز میں اور خود امام کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔(۱)

بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کس طرح کیا جائے:۔

(سوال ۲۴۷) اگر نشستہ نمازی خواند بحالت رکوع برداشتن سرین ضرور است یانہ۔

(جواب) ضروری نیست قال فی رد المحتار ولو کان یصلی قاعد اینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبته لیحصل الرکوع اھ قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع والا فقد علمت حصوله باصل طاء طاء الراس مع انحناء الظهر الخ شامی۔(۲)

گھاس پر نماز درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۸) اگر گیاہ وغیرہ بدیں نوع کہ فرش بیش بقدر شبر یا زائد باشد بوقت سجدہ صعود و ہبوط نی کند نماز برآں جائز است یانہ۔

(جواب) درمختار میں شروط جواز سجدہ سے یہ بھی لکھا ہے وان یجد حجم الارض اور اس کی تشریح علامہ شامی نے یہ فرمائی ہے ان الساجد لوبالغ لا یتسفل راسه ابلغ من ذلک الخ ۔(۳) ج ا ص ۳۳۷ پس اگر وہ گھاس وغیرہ اس قدر ہو اور ایسی ہو کہ سجدہ میں سر رکھنے سے دب جاوے اور ٹھہر جاوے تو سجدہ اور نماز صحیح ہے۔ فقط۔

عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا بلا عذر درست نہیں:۔

(سوال ۲۴۹) یہاں رواج ہے کہ عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں۔ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) جب تک کھڑے ہونے کی طاقت ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ پس بلا عذر قوی عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا کسی طرح درست نہیں ہے اور نماز نہیں ہوتی۔(۴) فقط۔

چارپائی پر نماز درست ہے:۔

(سوال ۲۵۰) چارپائی پر نماز اس وقت درست ہے کہ جب چارپائی سخت ہو یا ڈھیلی ہو تب بھی۔

---

(۱) وحررناه فی شرح الملتقی وفیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة والا لم تجز (ای السجدة) والناس عنه غافلون (درمختار) والحاصل ان المشهور فی کتب المذهب اعتماد الفرضیة والارجح من حیث الدلیل والقواعد عدم الفرضیة الخ ثم الا وجه حمل عدم الفرضیة علی الوجوب والله اعلم (ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ا ص ۴۶۶ و ج ا ص ۴۶۷ ط.س. ج ا ص ۴۹۸ ۔ ۵۰۰) ۱۲ ظفیر۔

(۲) رد المحتار باب صفة الصلوة بحث الرکوع والسجود ج ا ص ۴۱۶ ط.س. ج ا ص ۴۴۷ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) رد المحتار باب صفة الصلوة فصل فی تالیف الصلوة ط.س. ج ا ص ۴۹۷ ۱۲ ظفیر۔

(۴) من فرائضها التی لاتصح بدونها التحریمة الخ ومنها القیام الخ فی فرض وملحق به الخ لقادر علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ا ص ۴۱۴ ط.س. ج ا ص ۴۴۲ ..... ۴۴۴) ظفیر۔

(جواب) چارپائی پر نماز ہر حالت میں درست ہے اگرچہ وہ بہت سخت نہ ہو، کیونکہ اگر وہ ڈھیلی بھی ہے تو جس وقت گھٹنے چارپائی پر ٹھیریں گے اور زور پڑے گا تو سجدہ کی جگہ سخت ہو جاوے گی۔ فقط۔

قعدہ اخیرہ میں سو جائے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے تو نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۱) زید نے جماعت سے نماز پڑھی قعدہ اخیرہ میں سو گیا اور امام کے ساتھ سلام پھیرا لیکن مقدار تشہد بعد بیدار ہونے کے نہیں بیٹھا۔ زید کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) احوط یہ ہے کہ اعادہ قعدہ کا کیا جاوے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اور شیخ ابن ہمام کی تحقیق سے جواز مفہوم ہوتا ہے اور قواعد فقہیہ سے عدم جواز ظاہر ہوتا ہے لہٰذا احوط ثانی ہے۔ والتفصیل فی الشامی۔ (۱)

قیام میں دونوں قدم کے درمیان فاصلہ رکھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۵۲) نماز میں قیام کی حالت میں درمیان دونوں پیروں کے چار انگشت فرق رکھنا کیسا ہے اگر کم و بیش ہو جاوے تو نماز میں کچھ خلل تو نہ ہوگا۔

(جواب) فقہاء نے لکھا ہے کہ چار انگشت کا فاصلہ پیروں میں بحالت قیام رکھنا بہتر ہے اگر کچھ کم و بیش ہو گیا تو نماز صحیح ہے کچھ کراہت نہیں۔ شامی جلد اول و وينبغى ان يكون بينهما مقدار اربع اصابع اليد لانه اقرب الى الخشوع الخ شامی(۲)۔

سجدے میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۵۳) سجدہ میں اگر دونوں پیر زمین سے اٹھ جاویں تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اگر تھوڑی دیر تک اٹھے رہیں تو کچھ خلل تو نہیں۔

(جواب) قدمین کا زمین پر رکھنا سجدہ میں ضروری ہے لیکن اگر زمین پر رکھنے کے بعد پھر دونوں قدم زمین سے اٹھ گئے یا اٹھنے کے بعد پھر زمین پر رکھ لئے تو نماز ہوگئی۔ (۳) فقط۔

---

(۱) ومنها القعود الا خير والذى يظهر انه شرط لانه شرع للخروج (درمختار) وبين فى الا مداد الثمرة بانه لو اتى بالقعدة نائما تعتبر على القول بشرطيتها لا ركنيتها وعزاه الى التحقيق والاصح عدم اعتبار ها كما فى شرح المنيه (ردالمحتار باب صفة الصلوة ص ۴۱۷ ط.س ج ا ص ۴۴۸) ظفير (۲) ردالمحتار باب صفة الصلوة بحث القيام ج ا ص ۴۱۴ ط.س ج ا ص ۴۴۴ ۱۲ ظفير (۳) وفيه يفترض وضع اصابع القدم ولو واحده نحو القبلة والا لم تجز والناس عنه غافلون (درمختار) قوله وفيه اى فى شرح الملتقى وكذا قال فى الهداية واما وضع القدمين فقد ذكر القدورى انه فرض فى السجود اه فاذا سجدورفع اصابع رجليه لا يجوز كذا ذكره الكرخى والجصاص ولو وضع احدهما جاز الخ فصار فى المسئلة ثلاث روايات الا ولى فرضية وضعهما الثانية فرضية احداهما ،الثالثة عدم الفرضية الخ والحاصل ان المشهور فى كتب المذهب اعتماد الفرضية والارجح من حيث الدليل والقواعد عدم الفرضية الخ ثم الا وجه حمل عدم الفرضية على الوجوب والله اعلم الخ وفى البزازية والمراد بوضع القدم هنا وضع الا صابع او جزء من القدم وان وضع اصبعاواحدة او ظهر القدم بلا اصابع ان وضع مع ذالك احدى قدميه صح والا لا (ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ا ص ۴۲۲ ط.س ج ا ص ۴۹۹) ظفير

کیا اس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز جائز ہے جو چلتا پھرتا ہے:۔

(سوال ۲۵۴) جو شخص چل پھر کر اچھی طرح اپنی ضرورت پوری کر سکے اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو بیٹھ کر نماز فرض پڑھنا درست نہیں۔ (۱) فقط

فصل ثانی۔ واجبات صلوٰۃ

نوافل میں قعدۂ اولی واجب ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۵) نوافل رباعی میں قعدہ اولی واجب ہے یا فرض۔

(جواب) واجب ہے کما فی الدر المختار ولها واجبات الخ والقعود الاول ولو فی نفل فی الاصح. (۲) فقط۔

رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا چاہئے:۔

(سوال ۲۵۶/۱) بعض لوگ رکوع کر کے سیدھے کھڑے نہیں ہوتے سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

پہلے سجدہ سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کرے ورنہ اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۲۵۷/۲) بہت سے لوگ سجدہ سے چار انگل اٹھ کر دوسرا سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اگر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے نہ ہوں تو اس میں ترک واجب ہوتا ہے اور وہ نماز قابل اعادہ ہے۔ (۳)

(۲) بقول بعض محققین اس میں ترک واجب ہے اور ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ومنها القيام الخ فی فرض وملحق به كنذر وسنة فجر فی الاصح لقادر عليه وعلى السجود فلو قدر عليه دون السجود ندب ايماء ه قاعدا و كذا من يسيل جرحه لو سجد (درمختار) لقادر عليه فلو عجز عنه حقيقة وهو ظاهر او حكما كما لو حصل له به الم شديد اوخاف زيادة المرض الخ فانه يسقط (ردالمحتار باب صفة الصلوة بحث القيام ج ۱ ص ۵۱۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۴۴) ظفير

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة مطلب فی واجبات الصلوة ج ۱ ص ۴۲۴ و ج ۱ ص ۴۳۴ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶، ۲ ظفير قوله ولو فی نفل لانه وان كان كل شفع منه صلاة على حدة حتى افترضت القراءة فی جميع لكن القعدة انما فرضت للخروج من الصلاة فاذا قام الى الثالثة تبين ان ماقبلها لم يكن اوان الخروج من الصلاة فلم تبق القعدة فرضية (رد المحتار باب ايضا ج ۱ ص ۴۳۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۶۵) ظفير

(۳ و ۴) ولها واجبات الخ وهي قراءة فاتحة الكتاب الخ وتعديل الاركان اى تسكين الجوارح قدر تسبيحة فی الركوع والسجود و كذا فی الرفع منهما على ما اختاره الكمال (درمختار) قوله و كذا لرفع الخ اى يجب التعديل ايضا فی القومة من الركوع والجلسة بين السجدتين وتضمن كلامه وجوب نفس القومة والجلسة ايضا الخ حتى لو تركها او شيئا منها ساهيا يلزمه السهو ولو عمدا يكره اشد الكراهة ويلزمه ان يعيد الصلاة الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۲۴ و ج ۱ ص ۴۳۲. ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶ – ۴۶۴) ظفير

تشہد نماز میں واجب ہے :۔

(سوال ۲۵۸) تشہد نماز میں افضل ہے یا نہیں۔

(جواب) تشہد یعنی التحیات پڑھنا نماز میں واجب اور ضروری ہے۔(۱) فقط۔

فرضوں کی دو رکعت خالی اور سنتوں کی سب بھری میں کیا حکمت ہے :۔

(سوال ۲۵۹) فرضوں میں دو رکعت خالی پڑھی جاتی ہیں اور سنتوں میں بھری اس میں کیا حکمت ہے۔

(جواب) فرضوں میں دو رکعت کا خالی رکھنا یا صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا وارد ہوا اس وجہ سے ان کو خالی رکھتے ہیں۔(۲) اور سنتوں میں اور نفلوں میں ہر ایک شفعہ نماز کا علیحدہ ہے اس واسطے سب رکعتوں کو بھری پڑھنا چاہئے۔(۳) فقط۔

کیا ہر مکروہ تحریمی سے نماز کا اعادہ واجب ہے :۔

(سوال ۲۶۰) ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) مکروہ تحریمی فعل سے بے شک اعادہ نماز کا واجب ہوتا ہے(۴) اور تفصیل کا اس وقت موقع نہیں ہے۔ فقط۔

بغیر تعدیل ارکان جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے :۔

(سوال ۲۶۱) ایک شخص کی عمر بیس سال کی ہے اس عرصہ میں اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی صرف دو ٹکر مار کر نماز ختم کر دیتا ہے۔ یہ نمازیں ہوئیں یا نہیں۔ اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے یا سنت بھی۔

(جواب) جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں اگرچہ وہ ہو گئیں ہیں لیکن ان کا اعادہ (دہرالینا) اچھا ہے۔(۵) فرض اور وتر کا اعادہ کرے، سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔

فصل ثالث۔ سنن و کیفیت نماز

تسبیحات رکوع و سجود کی تعداد :۔

(سوال ۲۶۲) نماز میں تسبیحات رکوع و سجود دس مرتبہ اور تین مرتبہ سے زیادہ کہنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا مستحسن۔ قوم۔

---

(۱) ومنها قراءة التشهد فانها واجبة فى القعدتين الاولى والاخيرة الخ فاوجب السجود بترك التشهد فى القعدة الاولى كما فى القعدة الاخيرة وهو ظاهر الرواية (غنية المستملى ص ۲۹۰) ظفير۔

(۲) وعن ابى قتادة قال كان النبى صلى الله عليه وسلم يقرأ فى الظهر فى الاوليين بام الكتاب وسورتين وفى الركعتين الاخريين بام الكتاب وهكذا فى العصر (مشكوة باب القرأة فى الصلوة ص ۷۹) ظفير۔

(۳) وضم سورة الخ فى الاوليين من الفرض الخ وفى جميع ركعات النفل لان كل شفع منه صلوٰة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلوة واجبات الصلوة ج ۱ ص ۴۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفير۔

(۴) وكذا كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب شروط الصلوة ج ۱ ص ۴۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷) ظفير (۵) ولها واجبات لاتفسد بتركها وتعاد وجوبا فى العمد والسهو ان لم يسجد له وان لم يعدها يكون فاسقا اثما الخ وهى قرأة فاتحة الخ وتعديل الاركان (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوة ج ۱ ص ۴۲۴ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶) ظفير

میں ربنا لک الحمد کہنا سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد مستحسن ہے یا نہیں۔ جلسہ میں رب اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی کہنا مستحسن ہے یا نہیں۔

(جواب) تین مرتبہ تسبیح رکوع و سجود سے سنت تسبیح ادا ہو جاتی ہے اور فرائض میں تخفیف کا حکم ہے۔ اس لئے برعایت مقتدیان زیادہ تطویل نہ کرنی چاہئے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے بعض صحابہ کو تطویل قراءت کرنے سے افتان انت (۱) فرمایا۔ حالانکہ قراءت افضل اجزائے صلوٰۃ ہے لیکن تین سے زیادہ ہونے کو حنفیہ مکروہ نہیں فرماتے (۲) اور سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا لک الحمد کہنا بھی مستحب ہے۔ (۳) اسی طرح جلسہ میں رب اغفرلی الخ کہنا جائز و مستحسن ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ ادعیہ واذکار نوافل میں پڑھے اور فرائض میں تخفیف رکھے۔ (۴) جیسا کہ امر فلیخفف الحدیث (۵) اس کو مقتضی ہے و اذا اراد اللہ بعبد خیرا یفقہ فی الدین۔ (۶) فقط۔

رفع یدین کہاں ہے:۔

(سوال ۲۶۳) رفع یدین سوائے تکبیر اولیٰ کے حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہؓ نہیں کرتے تھے عن براء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لا فتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکون ابھاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود۔ (۷) عن الا سود قال رأیت عمر بن الخطاب یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود۔ قال ابو جعفر الطحاوی فھذا عمر رضی اللہ عنہ لم یکن یرفع یدیہ ایضا الافی التکبیرۃ الاولیٰ فی ھذا الحدیث۔ وھو حدیث صحیح الخ وفعل عمر ھذا وترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ علی ذلک دلیل صحیح ان ذلک ھو الحق الذی لا ینبغی لا حد خلافہ۔ (۸)

---

(۱) مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ فصل الاول ص ۷۹ عن البخاری ومسلم ۱۲ ظفیر۔
(۲) ویقول فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلاثا وذالک ادناہ فلو ترک التسبیح اصلا لایاتی بہ مرۃ واحدۃ یجوز ویکرہ (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۶۹ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۷۴) ویقول فی سجودہ سبحان ربی الاعلیٰ ثلاثا وذالک ادناہ کذافی المحیط ویستحب ان یزید علی الثلاث فی الرکوع والسجود بعد ان یختم بالوتر کذا فی الھدایۃ فالا دنی فیھا ثلاث مرات والاوسط خمس مرات والا کمل سبع مرات کذا فی الزاد ، وان کان اماما لا یزید علی وجہ یمل القوم کذافی الھدایۃ (عالمگیری مصری الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ فصل ثالث ج ۱ ص ۷۰ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵) ظفیر مفتاحی۔
(۳) ان کان امامایقول سمع اللہ لمن حمدہ بالا جماع وان کان مقتدیا یاتی بالتحمید ولا یاتی بالتسمیع بلا خلاف ، وان کان منفرد الا صح انہ یاتی بھما کذا فی المحیط وعلیہ الا عتماد کذافی التارخانیۃ وھو الا صح ھکذا فی الھدایۃ ثم فی الروایۃ یجمع یاتی بالتسمیع حالا الارتفاع واذا استوی قائما قال ربنالک الحمد کذا فی الزاھدی وھو الصحیح کذافی القنیۃ (عالمگیری مصری باب ایضا ج ۱ ص ۷۰) ظفیر (۴) والسنۃ فیہ ان یرفع راسہ حتی یستوی جالسا ولیس فی ھذا الجلوس ذکر مسنون عندنا ھکذا فی الجواھر النیرۃ (عالمگیری ج ۱ ص ۷۰ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵) ظفیر۔ قال ابو یوسف سألت الامام ای قول الرجل اذا رفع من الرکوع والسجود اللھم اغفرلی قال یقول ربنا لک الحمد وسکت الخ اقول فیہ اشارۃ الی انہ غیر مکروہ اذ لو کان مکروھا لنھی عنہ کما ینھی عن القراءۃ فی الرکوع والسجود وعدم کونہ مسنونا لا ینا فی الجواز کا لتسمیتین الفاتحۃ والسورۃ بل ینبغی ان یندب الدعاء بالمغفرۃ بین السجدتین خروجا من خلاف الا مام احمد لا بطالہ الصلوٰۃ بترکہ عامدا ، ولم ار من صرح بذالک عندنا لکن صرحوا باستحباب مراعاۃ الخلاف (ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ ج ۱ ص ۴۷۲ ط س ج ۱ ص ۵۰۵) ظفیر (۵) وہ حدیث یہ ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احد کم للناس فلیخفف فان فیھم السقیم والضعیف والکبیر واذا صلی احدکم لنفسہ فلیطول ماشاء متفق علیہ (مشکوٰۃ باب ماعلی الا مام ص ۱۰۱) ظفیر غفرلہ۔ (۶) دیکھئے مشکوٰۃ کتاب العلم فصل اول ص ۳۲ الفاظ مشکوٰۃ والی حدیث کے یہ ہیں من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین ۱۲ ظفیر
(۷) شرح معانی الآ ثار باب ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع ھل مع ذالک رفع ام لا ج ۱ ص ۱۳۲ ۱۲ ظفیر (۸) ایضا ص ۱۳۳ وص ۱۳۴ ۱۲ ظفیر

رفع یدین سے منسوخ ہونے کی دلیل کیا ہے:۔

(سوال ۲۶۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے جو منسوخ ہے اس کی کیا دلیل ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے (دلیل) والدلیل المحمل للکل ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن وعد منہا تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرۃ القنوت والعیدین وذکر الاربع فی الحج . کذا فی الھدایۃ ثم ھذا عندنا وقال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ یرفع یدیہ عند الرکوع والرفع منہ لانہ علیہ السلام فعل ذلک ، ولنا ماروینا وما رواہ محمول علی الابتداء وکذا نقل عن ابن زبیر رضی اللہ عنہ فانہ رأی رجلاً فیفعل ھذا فقال لہ لا تفعل لیس ھذا بشئی فانہ شئی فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترک کذا فی الھدایۃ(۱) والکفایہ وقدروی الطبرانی بسندہ عن ابن ابی لیلی عن الحکیم عن المقسم عن ابن عباس عند علیہ الصلوۃ والسلام (۲) فقط۔

نیت کے بعد ہاتھ باندھنے کی ترکیب:۔

(سوال ۲۶۵) نماز کی نیت کر کے ہاتھ نیچے کو چھوڑ کر زیر ناف باندھے یا کانوں تک ہاتھ اٹھا کر زیر ناف باندھے۔

(جواب) کانوں تک ہاتھ اٹھا کر نیت باندھیں اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔(۳)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی ترکیب:۔

(سوال ۲۶۶/۱) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کیا شرطیں ہیں۔ ہمارے مدرسہ کے مدرس مولوی حیدر علی کہتے ہیں کہ جو لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور چوتڑ اٹھا کر سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی بلکہ عورتوں کی طرح سجدہ کرنا چاہئے۔

بیٹھ کر نماز کی شرطیں کیا ہیں:۔

(سوال ۲۶۷/۲) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کیا کیا شرطیں ہیں۔

(جواب) (۱) یہ قول ان کا غلط ہے۔ مردوں کو عورتوں کی طرح نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ مردوں کو سجدہ میں پچھلا حصہ اٹھانا چاہئے۔(۴)

(۱) دیکھئے ھدایہ باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص وفتح القدیر باب ایضا ص ۲۶۸ ، ۱۲ ظفیر
(۲) فتح القدیر باب ایضا ج ۱ ص ۲۹۹ ، ۱۲ ظفیر (۳) ورفع یدیہ الخ ماسا بابہامیہ شحمتی اذنیہ الخ ووضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ فصل ج ۱ ص ۴۵۰ ط س ج ۱ ص ۴۷۴ ، ۴۸۲) ظفیر (۴) ویضع یدیہ فی السجود حذاء اذنیہ الخ ولا یفترش ذراعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ والمرأۃ لا تجافی فی رکوعہا وسجودہا وتقعد علی رجلیہا وفی السجدۃ تفترش بطنہا علی فخذیہا (عالمگیری باب رابع صفۃ الصلوۃ فصل ثالث ج ۱ ص ۷۰ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۷۵) ظفیر ویظہر عضدیہ الخ ویباعد بطنہ عن فخذیہ الخ والمرأۃ تنخفض فلا تبدی عضدیہا وتلصق بطنہا بفخذیہا الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ فصل تالیف الصلوۃ ج ۱ ص ۴۶۰ ط س ج ۱ ص ۵۰۴ ، ۵۰۴) ظفیر

(۲) نوافل میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بلا عذر بھی اجازت ہے اور فرائض و واجبات میں بلا عذر اجازت نہیں اور سنن مؤکدہ کو بھی بلا عذر بیٹھ کر نہ پڑھے۔(۱) فقط۔

عدم رفع یدین کے سلسلہ کی ایک حدیث کا حال:۔

(سوال ۲۶۸) روایت کی وکیع نے اعمش سے، انہوں نے مسیب بن رافع سے، انہوں نے تمیم بن طرفہ سے، انہوں نے جابر بن سمرۃ سے۔ انہوں نے کہا کہ آئے ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ اور ہم لوگ اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے نماز میں تو فرمایا کہ کیا حال ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ ہاتھ اٹھاتے ہو نماز میں جیسی دم ہو سرکش گھوڑے کی۔ اطمینان سے ہو نماز میں۔ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے؟

(جواب) اس میں اختلاف ہے اور تحقیق اس کی فتح القدیر میں اس طرح ہے عن جابر بن سمرة قال دخل علینا رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس رافعوا ایدهم .قال زهیر اراه قال فی الصلوة فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذ ناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة (۲) یہ حدیث صحیح ہے اور یہ حدیث مطلقاً حالت صلوٰۃ میں ہے۔ فقط۔

عورت سجدہ اور جلسہ میں پاؤں کیسے رکھے:۔

(سوال ۲۶۹) عورت کو سجدہ و جلسہ میں پاؤں کیسے رکھنا چاہئے۔

(جواب) عورت کے لئے کھڑا کرنا قدمین کا سنت نہیں ہے۔ فی الشامی انها لا تنصب اصابع القدمین .(۳) پس سجدہ اور جلسہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ تشہد وغیرہ میں تورک کرے۔ فی الشامی. وتتورک فی التشهد الخ .(۴) فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اس سلسلہ میں ایک غلط روایت:۔

(سوال ۲۷۰) من صلى قاعدا لايرفع الا ليتين فی الركوع والسجود فان رفع اليتين فيهما تفسد صلوته الخ . یہ روایت صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ روایت خلاف قواعد ہے اور بے اصل ہے اور کسی کتاب معتبر میں نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں جو عام حکم سجدہ کے بارے میں ہے ویظهر عضدیه ویباعد بطنه عن فخذیه (درمختار) (۵) یہ حکم سجدہ مصلی قائم اور قاعد دونوں

(۱) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعدا لا مضطجعا الا بعذر (درمختار) یتنفل الخ ای فی غیر سنة الفجر فی الاصح کما قدمه المصنف بخلاف سنة التراویح لانها دونها فی التاکد فتصح قاعدا وان خالف المتوارث الخ (ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۵۲ ط.س ج ۱ ص ۳۶)ظفیر (۲)دیکھئے البنایه فی شرح الهدایه کشوری جلد اول ص ۶۲۴ ط.س ج ۱ ص ۴۹۹. ۱۲ ظفیر (۳) ردالمحتار . باب صفة الصلوة فصل فی تالیف الصلوة ج ۱ ص ۴۷۱. ۱۲ ظفیر (۴) ردالمحتار باب صفة الصلوة فصل فی تالیف الصلوة ج ۱ ص ۴۷۱. ط.س ج ۱ ص ۴۹۹)ظفیر (۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة فصل اذا اراد الشروع ج ۱ ص ۴۷۰ ط.س ج ۱ ص ۴۹۸. ۱۲ ظفیر

کو شامل ہے اور رفع الیدین اس میں لازم ہے۔ فقط۔

سورہ سے پہلے بسم اللہ ملانا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۰۱/۱) نماز میں الحمد شریف کے بعد سورۃ ملانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر سورۃ ملانا جائز ہے یا نہیں۔

تحیات میں انگلیوں کا حلقہ:۔

(سوال ۱۷۰۲/۲) التحیات میں کلمہ شہادت کے اوپر انگلی کا حلقہ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) الحمد شریف کے بعد سورۃ سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔(۱) فقط۔

(۲) التحیات میں انگشت وسطیٰ اور انگوٹھے کا حلقہ کرنا اور انگشت سبابہ سے اشارہ کرنا سنت ہے۔(۲)

اگر آمین اس طرح کہے کہ ایک دو آدمی سن لیں تو یہ کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۰۳/۲) اگر کوئی شخص نماز میں آمین ایسے طور پر کہے کہ ایک دو آدمی قریب کے سن لیں تو عندالاحناف نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔ لیکن اگر دو آدمی برابر کے سن لیں تو وہ جہر نہیں وہ بھی آہستہ میں داخل ہے۔ کما قال فی الدر المختار وادنی المخافۃ اسماع نفسہ ومن بقربہ ولو سمع رجل اور جلان فلیس بجھر الخ .(۳)

سجدۂ شکر کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱۷۰۴/۲) سجدۂ شکر کا کیا حکم اور بعد صلوٰۃ کرنا چاہئے یا کس وقت اور بعد نماز بلا وجہ سجدہ کرنا کیسا ہے۔

(جواب) سجدۂ شکر عند تجدد النعمت مستحب ہے۔ فی الدر المختار وسجدۃ الشکر مستحبۃ(۴) اور بعد نماز کے بلاوجہ مکروہ ہے کما فیہ ایضا لکنھا تکرہ بعد الصلوۃ لان الجھلۃ یعتقدو نھا سنۃ اوواجبۃ وکل مباح یوذی الیہ فھو مکروہ.(۵) الخ۔ فقط

---

(۱) ولا تسن (ای التسمیۃ) بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقا ولو سریۃ، ولا یکرہ اتفاقا وما صحح الزاھدی من وجوبھا ضعفہ فی البحر (درمختار) قال محمد تسن ان خافت لا ان جھر الخ وذکر فی المصفی ان الفتوی علی قول ابی یوسف انہ یسمی فی اول کل رکعۃ ویخفیھا وذکر فی المحیط المختار قول محمد وھو ان یسمی قبل الفاتحۃ وقبل کل سورۃ فی کل رکعۃ الخ قولہ ولا تکرہ الخ ولھذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبیٰ بانہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروءۃ سرا او جھرا کان حسنا عند ابی حنیفۃ رجحہ المحقق ابن الھمام وتلمیذہ الحلبی (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ قبیل مطلب قراءۃ البسملۃ ج ۱ ص ۴۵۷ وج ۱ ص ۴۵۸ ط س ج ۱ ص ۴۹۰) ظفیر. (۲) لکن المعتمد الخ انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلاۃ والسلام (درمختار) فھو صریح فی ان المفتی بہ ھو الا شارۃ بالمسبحۃ مع عقد الا صابع الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۷۵ ط س ج ۱ ص ۵۰۸) ظفیر (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۴۹۸ ط س ج ۱ ص ۵۳۴ ۱۲۵۳۵ ظفیر. (۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب سجود التلاوۃ مطلب فی سجدات الشکر ج ۱ ص ۷۳۱ ط س ج ۲ ص ۱۱۹ ۱۲ ظفیر. (۵) ایضا.

رکوع سے اٹھتے وقت مقتدی ربنا لک الحمد کے ساتھ اللّٰھم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۷۵) امام جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے اور اگر اللّٰھم بھی زیادہ کرے، اور احسن کیا ہے۔

(جواب) امام جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی صرف ربنالک الحمد کہے اور اگر اللّٰھم بھی بڑھا دیوے تو بہتر ہے۔ حدیث شریف میں دونوں وارد ہیں۔ اور بعض احادیث میں واو کی زیادتی بھی وارد ہے یعنی اللّٰھم ربنا و لک الحمد ۔ پس جو لفظ کہہ لیوے کافی ہے اور سنت ادا ہو جاتی ہے۔ (۱) فقط۔

السلام علیکم کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے:۔

(سوال ۲۷۶) مقتدی کا سانس سلام پھیرتے وقت السلام علیکم کہنے میں امام سے پہلے ٹوٹ جاوے تو مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہ۔

(جواب) مقتدی کی نماز میں اس صورت میں کچھ خلل نہیں آیا۔ (۲) فقط۔

اللہ اکبر میں راء کو دال کی آواز سے ادا کرنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۷۷) زید کا بخیال اس کے کہ عام لوگ تکبیر انتقالی نماز میں اللہ اکبر کی را کو اس قدر کھینچتے ہیں کہ اس کی وجہ سے نماز میں نقصان واقع ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کی را کو اس طرح خارج کرنا کہ بجائے ر کے عام لوگ دال محسوس کریں شرعاً کیسا ہے۔

(جواب) ایسا نہ کرنا چاہئے تبدیلی حروف جائز نہیں ہے۔ (۳)

سجدہ کا طریقہ:۔

(سوال ۲۷۸) سجدہ میں ران اور پنڈلی کو کتنا کشادہ کیا جائے۔ کیا زاویہ قائمہ بنانا چاہئے یا کیا۔

(جواب) درمختار میں ہے ویظهر عضدیه فی غیر زحمة ویبا عد بطنه عن فخذیه لیظهر کل عضو بنفسه الخ. (۴) پس معلوم ہوا کہ سجدہ میں سنت اسی قدر ہے اور زاویہ قائمہ بنانا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ بھی جب ہے کہ جماعت میں نہ ہو تنہا ہو یا امام ہو ورنہ ایسا فعل نہ کرے جس سے دوسرے مقتدیوں کو ایذاء ہو۔ فقط۔

---

(۱) ویکتفی بالتحمید الموتم و افضله ربنا لک الحمد ثم حذف الواو ثم اللهم فقط الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۷) ظفیر۔

(۲) لو اتم الموتم التشهد بان اسرع فیه وفرغ منه قبل اتمام امامه فاتی بما یخرجه من الصلاة کسلام و کلام او قیام جازای صحت صلاته بحصوله بعد تمام الا رکان الخ و انما کره للموتم ذالک لترکه متابعة الا مام بلا عذر فلو به الخ فلا کراهة (رد المحتار. باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۵) ظفیر۔

(۳) تکبیر کے معنی "اللہ اکبر" کہنا ہے۔ اگر راء کو دال سے بدل کر کہے گا تو معنی تکبیر کا ادا نہ ہوگا۔ و جهر الا مام بالتکبیر بقدر حاجته بالدخول و الانتقال الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار. سنن صلاة ج ۱ ص ۴۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر۔

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۳. ۱۲ ظفیر۔

عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کس طرح رکھیں :-

(سوال ۲۷۹) عورتیں سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی رکھیں یا بچھاویں۔

(جواب) عورتوں کی حق میں پاؤں کی انگلیاں کھڑا کرنا مشروع نہیں ہے وذکر فی البحر انہا لا تنصب اصابع القدمین الخ۔ شامی۔ (۱) فقط۔

امام ثناء پڑھ کر قراءت شروع کر دے یا مقتدی کے پڑھنے کا انتظار کرے :-

(سوال ۲۸۰) امام کو ثناء پڑھ کر مقتدیوں کی ثناء پڑھنے کا انتظار کرنا چاہئے یا قراءت شروع کر دے۔

(جواب) نہیں۔ (۲) فقط۔ (انتظار نہ کرے؟)

سلام پھیرتے وقت جو ملے وہ تشہد پورا کرے یا نہیں :-

(سوال ۲۸۱) جس شخص نے امام کی اقتداء سلام پھیرنے کے وقت کی ہو تو کیا بعد سلام امام اس کو تشہد پورا کرنا ضروری ہے۔

(جواب) شامی ج ا ص ۳۳۳ میں ہے کہ مختار اس صورت میں یہ ہے کہ تشہد پورا کر کے کھڑا ہو۔ اور اگر پورا نہ کیا اور کھڑا ہو گیا تو یہ بھی جائز ہے۔ (۳)

امام کے سلام پھیرتے وقت مقتدی دعا پوری نہ کر سکا ہو تو کیا کرے :-

(سوال ۲۸۲) امام سلام پھیر دے اور مقتدی کی کچھ دعا باقی ہو تو فوراً امام کے ساتھ سلام پھیر دے یا ختم کر کے سلام پھیرے۔

(جواب) اگر تھوڑی سی دعاء باقی رہی ہے تو جلدی سے پورا کر کے کچھ بعد میں سلام پھیر لے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (۴) فقط

جس مقیم نے مسافر امام کی اقتداء کی، وہ بقیہ رکعتوں میں تسمیع کہے یا تحمید :-

(سوال ۲۸۳) مقیم نے مسافر کی اقتداء کی بعد میں اپنی رکعتوں میں صرف تحمید کہے یا تسمیع یا دونوں۔

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ا ص ۴۷۱ ط. س. ج ا ص ۵۰۸ ظفیر۔

(۲) وقراء سبحانک اللهم الخ الا اذا شرع الامام فی القراءة سواء کان مسبوقا او مدرکا وسواء کان امامه یجهر بالقراءة او لا فانه لا یاتی به الخ ادرک الامام فی القیام یثنی مالم یبدء بالقراءة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ا ص ۴۵۶ ط. س. ج ا ص ۴۸۸) ظفیر (۳) وشمل باطلاقه مالوا قتدى به فى اثناء التشهد الاول او الاخير فحين قعد قام امامه او سلم ومقتضاه انه يتم ثم يقوم ولم اره صريحا ثم رايته فى الذخيرة ناقلا عن ابى الليث المختار عندى انه يتم التشهد وان لم يفعل اجزاه. ردالمحتار باب صفة الصلاة ص ۴۶۳ ط. س. ج ا ص ۴۹۵ بعد مطلب فى اطاعة الركوع للجائى) ظفير (۴) ولو سلم والموتم فى ادعية التشهد تابعه لانها سنة والناس عنه غافلون (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل بعد مطلب فى اطاعة ركوع للجائى ج ا ص ۴۶۳ ط. س. ج ا ص ۴۹۶)

(جواب) بظاہر تسمیع و تحمید ہر دو افضل ہیں۔(۱) فقط۔

فرض کے بعد آیۃ الکرسی:۔

(سوال ۲۸۴) امام کو بعد نماز فرض کس قدر مقدار سے آیۃ الکرسی پڑھتے رہنا چاہئے۔ امام دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے۔ کیا مقتدی کو اس کی پیروی لازم ہے یا دعاء پڑھ کر سنت میں مشغول ہو جاوے۔

(جواب) بعد فرض کے قبل سنت اگر آیۃ الکرسی و تسبیحات بعد الصلوۃ وغیرہ اوراد مختصرہ پوری کر کے سنت پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے اور وقت کی کچھ مقدار معین نہیں ہے لیکن زیادہ تاخیر نہ کرے۔(۲) اگر زیادہ اوراد پڑھنے ہوں تو بعد سنت کے پورا کر لیوے یہ بہتر ہے اور امام اگر دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے تو مقتدیوں کو اس کا اتباع لازم نہیں ہے ان کو اختیار ہے کہ وہ خواہ فوراً یا کچھ پڑھ کر سنتیں پڑھیں۔ فقط۔

عصر و فجر میں دکھن جانب رخ کر کے دعا مانگنا:۔

(سوال ۲۸۵/۱) زید بعد سلام نماز عصر و فجر میں کبھی کبھی دکھن جانب پھر کر دعا مانگتا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں۔

ہندوستان میں انصراف الی الیمین والیسار کا رواج:۔

(سوال ۲۸۶/۲) ہندوستان میں بھی علمائے کرام دکھن رخ ہو کر دعا کرتے ہیں یا نہ۔

انصراف مذہب حنفی کی موافق ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۸۷/۳) زید کا یہ فعل موافق مذہب امام ابو حنیفہؒ کے ہے یا مخالف۔

حدیث میں انصراف کی مراد کیا ہے:۔

(سوال ۲۸۸/۴) حدیث میں ینصرف عن یمینه وعن یساره کا جو لفظ آتا ہے، آیا یہ انصراف للذھاب الی المنزل تھا یا انصراف للدعاء تھا۔

---

(۱) ویکتفی بالتحمید المؤتم وافضله اللهم ربنا ولک الحمد ثم حذف الواو ثم حذف اللهم فقط. ویجمع بینهما لو منفردا علی المعتمد یسمع رافعا ویحمد مستویا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۶۴ ط س ج ۱ ص ۴۹۷) ظفیر (۲) ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختاره الکمال قال الحلبی ان اریدبالکراهة التنزیهة ارتفع الخلاف (درمختار) فکان معناها الا ولی ان لا یقراء قبل السنة ولو فعل لا باس قافا وعدم سقوط السنة بذالک حتی اذا صلی بعد الاوراد تقع سنة لا علی وجه السنة ولذا قالوا لو تکلم بعد الفرض لا تسقط لکن ثوابها اقل فلا اقل من کون قراءة الاوراد لا تسقطها الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوة فصل ج ۱ ص ۴۹۴ ط س ج ۱ ص ۵۳۰) ظفیر

انصراف للدعاء کی دلیل:۔

(سوال ۵/۲۸۹) انصراف للدعاء کے عدم ثبوت پر داہنی جانب پھر کر دعاء مانگنے کی کیا دلیل ہے۔

(جواب) (۱) آنحضرت ﷺ اکثر داہنی طرف اور کبھی کبھی بائیں طرف بھی پھرتے تھے۔(۱) اسی لئے فقہاء کرام نے بھی دونوں طرف ہو کر بیٹھنے اور دعا مانگنے کو مستحب لکھا ہے۔(۲)

(۲) اکثر عوام و خواص زیادہ تر داہنی طرف پھر کر بیٹھتے ہیں اور گاہ گاہ بائیں طرف پھر کر بیٹھتے ہیں۔(۳)

(۳) کبھی کبھی بائیں طرف یعنی دکھن کی طرف منہ کر کے بیٹھنا فعل آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے اور امام ابو حنیفہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی بیٹھنا اچھا ہے اور مستحب ہے۔(۴)

(۴) اس انصراف کا مطلب انصراف للدعاء کا بھی ہو سکتا ہے۔(۵)

(۵) جب کہ انصراف، انصراف للدعاء کو شامل ہے تو یہی دلیل کافی ہے۔ فقط۔

تسبیحات رکوع و سجدہ میں بحمدہ کا اضافہ درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۹۰) زید اپنے فرض و نفلوں میں رکوع کے اندر **سبحان ربی العظیم و بحمدہ** اور سجدہ میں **سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ** پڑھتا ہے۔ خالد کہتا ہے و بحمدہ پڑھنا کسی کتاب حنفی میں نہیں ہے۔ اور نہ فقہاء نے لکھا ہے اور نہ حدیث سے ثابت ہے۔ آیا خالد حق پر ہے یا زید۔

(جواب) احادیث میں تسبیح رکوع و سجود میں ایسا ہی وارد ہوا ہے جیسا کہ خالد کہتا ہے۔ اور فقہاء حنفیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔(۶) باقی اگر بحمدہ کی زیادتی کر دی جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ کچھ اختلاف کرنے کی بات نہیں ہے۔ فقط۔

سلام کے بعد بغیر دعا مقتدی کا چل دینا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۱) نماز پڑھ کر امام سے پہلے دعا مانگ کر بھاگ جانا کیسا ہے؟

(جواب) بے شک یہ فعل اگر بلا ضرورت شرعی ہو تو خلاف سنت اور مکروہ ہے اور اس کی عادت کر لینا گناہ ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ انما جعل الامام لیؤتم بہ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(فی المشکوٰۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضھم علی الصلوٰۃ ونہا ھم ان ینصر فوا قبل انصرافہ من الصلوٰۃ رواہ

---

(۱) عن انس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ رواہ مسلم عن عبداللہ بن مسعود قال لایجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب الدعا فی التشہد ص ۸۷) ظفیر.

(۲) فاذا تمت صلوۃ الامام فھو مخیر ان شاء انحرف عن یسارہ وجعل القبلۃ عن یمینہ وان شاء انحرف عن یمینہ الخ وان شاء استقبل الناس بوجھہ الخ ھذا الخ اذا لم یکن بعد الصلوۃ المکتوبۃ تطوع کا لفجر والعصر (غنیۃ المستملی ص ۳۳۰) ظفیر (۳و۴) ایضا ۱۲ ظفیر.

(۵) والمراد من الانصراف الالتفات عن جھۃ الصلوۃ وھی القبلۃ اعم ان یجلس بعدہ اولا، فلذا قال وان شاء ذھب الی حوائجہ لانہ قضی صلوتہ الخ (غنیۃ المستملی ص ۳۳۰) ظفیر

(۶) ویضع یدیہ معتمد ابھما علی رکبتیہ الخ ویسبح فیہ واقلہ ثلثہ (درمختار) السنۃ فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم (رد المحتار باب صفۃ الصلوۃ قبیل مطلب فی اطالۃ الرکوع للجائی ج ۱ ص ۴۶۰ وج ۱ ص ۴۶۲ ط.س ج ۱ ص ۴۹۳) ظفیر

ابو داؤد وقدوۃ المشائخ شیخ عبدالحق دھلویؒ در اشعۃ اللمعات ص ۴۴۷ فرمودہ نہی کرداز یں کہ برگردند پیش از برگشتن وے ﷺ از نماز خود جیسا کہ پیشتر از حضرت سلام بدہند واز نماز برآیند یا بعد از سلام دادن پیشتر آنکہ آنحضرت برخیزد برخیزند منتظر ذکر و دعا ء نشیند و نہی بر اول تحریمی است و بر ثانی تنزیہی ست۔ انتہی۔ جمیل الرحمٰن۔

درود میں سیدنا کا اضافہ کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۲) جو درود شریف بعد تشہد کے نماز میں پڑھا جاتا ہے اور بدوں لفظ سیدنا مروی ہے، آیا بلا سیدنا پڑھنا چاہئے۔ یا اضافہ لفظ سیدنا کیا جاوے۔

(جواب) اضافہ لفظ ''سیدنا'' میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن تشہد نماز میں جیسا کہ وارد ہوا ہے بلا لفظ ''سیدنا'' ویسا ہی بہتر ہے۔ (۱)

مقتدی کے بعد درود کی دعا پڑھنے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو وہ کیا کرے:۔

(سوال ۲۹۳) اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی نے صرف التحیات اور صرف درود ہی پڑھا ہے۔ دعا نہیں پڑی تو کیا مقتدی کو بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دینا چاہئے یا دعاء پڑھ کر۔

(جواب) اس صورت میں مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دیوے۔ (۲) فقط۔

بعد نماز لا الہ الا اللہ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے:۔

(سوال ۲۹۴) بعد جماعت فرضوں کے سلام پھیرتے ہی لا الہ الا اللہ آواز بلند کہنا کیسا ہے۔

(جواب) یہ بھی جائز ہے لیکن خفیہ پڑھنا افضل ہے۔ (۳) فقط۔

رکوع میں تطبیق کی روایت:۔

(سوال ۲۹۵) مولوی ثناء اللہ اپنی کتاب ''اہل حدیث کا مذہب'' کے ص ۵۳ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ رکوع کے وقت چونکہ تطبیق کرتے تھے دونوں ہاتھوں کو زانو پر نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ان کا یہی مذہب ثابت ہے۔ لہذا یہ سنت صحیح ہے یا لغو۔

---

(۱) وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ وندب السیادۃ لان زیادۃ الا خبار بالواقع عین سلوک الادب فھو افضل من ترکہ ذکرہ الرملی الشافعی وغیرہ وما تنقل لا تسودونی فی الصلوۃ فکذب (درمختار) قال سئل محمد عن الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یقول اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد الخ وھی الموافقۃ لما فی الصحیحین وغیرھما الخ واعترض بان ھذا مخالف لمذھبنا لم امر من قول الامام من انہ لو زاد فی تشھدہ او نقص فیہ کان مکروھا قلت فیہ نظر فان الصلوۃ زائدۃ علی التشھد (ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۷۸ وج ۱ ص ۴۷۹ ط.س ج ۱ ص ۵۱۲) ظفیر۔

(۲) ولو سلم (الامام) والموتم فی ادعیۃ التشھد تابعہ لانھا سنۃ والناس عنہ غافلون (الدر المختار) قولہ فی ادعیۃ التشھد یشمل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (رد المحتار باب صفۃ الصلوۃ فصل اراد الشروع ج ۱ ص ۴۶۳ ط.س ج ۱ ص ۴۹۶) ظفیر (۳) وعن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی دبر کل صلوۃ مکتوبۃ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ (مشکوۃ باب الذکر بعد الصلوۃ ص ۸۸) ظفیر۔

(جواب) یہ قصہ تطبیق فی الرکوع کا صحیح ہے اس کی تاویل علماء نے یہ فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ اس کا نسخ ان کو معلوم نہ ہوا ہو یا ان کا مذہب تخییر کا ہو۔ والتفصیل فی الکتب۔ (۱) فقط۔

قعدۂ نماز میں مختلف دعاء:۔

(سوال ۲۹۶) اگر کوئی شخص قعدۂ نماز میں کبھی کوئی دعا اور کبھی کوئی دعا پڑھے تو عندالحنفیہ ممانعت تو نہیں ہے۔

(جواب) کچھ ممانعت نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

تسبیحات رکوع میں جو عظیم نہ کہہ سکے وہ کریم کہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۹۷) جو شخص سبحان ربی العظیم کے الفاظ کو ادا نہ کر سکے بلکہ رکوع میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سبحان ربی العجیم پڑھے اس کو بجائے عظیم کے سبحان ربی الکریم کی تعلیم دینا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سبحان ربی الکریم کی تعلیم درست ہے تاوقتیکہ وہ عظیم کا لفظ درست کریں۔ (۳) فقط۔

دونوں سجدوں کے درمیان دعا:۔

(سوال ۲۹۸) سجدتین کے درمیان یہ دعاء پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ اللم اغفرلی وارحمنی ۔الخ۔

(جواب) یہ دعاء مابین السجدتین جائز ہے اور حدیث میں وارد ہے۔ دعاء یہ ہے اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی وارفعنی اجبرنی (۴) فقط۔

انگشت شہادت اٹھانے کی وجہ:۔

(سوال ۲۹۹) التحیات میں بوقت کلمۂ شہادت انگشت شہادت اٹھانے کا کیا سبب ہے۔

(جواب) التحیات میں بوقت کلمۂ شہادت انگشت سبابہ سے توحید کا اشارہ ہوتا ہے تاکہ جیسا کہ زبان سے اشھد ان لا الہ الا اللہ الخ کہا جاتا ہے جس کا مطلب توحید کا اقرار ہے۔ اسی طرح عملاً بھی افعال جوارح سے اس کو ظاہر کیا

---

(۱) عن عبدالرحمن السلمی قال قال لنا عمر بن الخطاب ان الرکب سنته لکم فخذو ابا لرکب الخ والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین ومن بعد ھم لا اختلاف بینھم الا ماروی عن ابن مسعود و بعض اصحابہ انھم کانوا یطبقون، والتطبیق منسوخ عند اھل العلم .قال سعد بن ابی وقاص کنا نفعل ذالک فنھینا عنہ وامرنا ان نضع الا کف علی الرکب (ترمذی باب ماجاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع ج ۱ ص ۳۵) ظفیر

(۲) وصلی علی النبی علیہ السلام الخ ودعا بما یشبہ الفاظ القران والا دعیۃ الما ثورۃ لماروینا من حدیث ابن مسعود قال لہ النبی علیہ السلام ثم اختر من الدعاء اطیبھا واعجبھا الیک (ھدایہ باب صفۃالصلوۃ ج ۱ ص ۱۰۳) ظفیر

(۳) السنۃ فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم الا ان لا یحسن الظاء فیبدل بہ الکریم لئلا یجری علی لسانہ العزیم فتفسد بہ الصلوۃ کذا فی شرح در رالبحار فلیحفظ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۶۲) ظفیر

(۴) وعن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین السجدتین " اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی رواہ ابو داؤد والترمذی (مشکوۃ باب السجود وفضلہ ج ۱ ص ۸۴) ظفیر

جاوے۔(۱) فقط۔

عورتوں کا سجدہ میں پاؤں داہنی جانب نکالنا ثابت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۳۰۰) ہندوستان میں عورتیں سجدہ کی حالت میں دونوں پیر داہنی جانب نکال دیتی ہیں۔لیکن یہ امر کسی کتاب میں باوجود تتبع نظر سے نہیں گذرا۔ روایات عالمگیری وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں عورت کو پیر بٹھالینا چاہئے کھڑے نہ کرے۔ داہنی طرف نکالنا ثابت نہیں ہوتا تحقیق کیا ہے۔

(جواب) اس بارہ میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے اور جو روایات نقل فرمائی ہیں ایسا ہی شامی میں ہے اور کبیری شرح منیہ میں ہے واما المرأة فانها تنخفض ای تنظام وتتسفل فی السجود وتلزق بطنها بفخذیها وتضم ضبعیها وهذا تفسیر الا نخفاض وذالک لان مبنی امرها علی الستر مکان السنة فی حقها ماکان استر من الهیئات الخ (۲) پس غالباً اس وجہ سے کہ پیروں کو باہر نکالنے میں تسفل اور انخفاض اور انضمام زیادہ ہوسکتا ہے اور تورک فی التشہد کے لئے تمہید ہے۔اس لئے یہ معمول ہوا۔ باقی اس سے زیادہ اس کی تحقیق احقر کو بھی نہیں ہے۔فقط۔

سینہ پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۳۰۱) سینہ پر ہاتھ باندھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) عندالحنفیہ سنت ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا ہے۔(۳) فقط۔

تشہد میں انگلی اٹھانا کیسا ہے :۔

(سوال ۳۰۲) تشہد میں انگلی اٹھانا کیسا ہے۔علمائے احناف میں اختلاف ہے۔بعض مستحب فرماتے ہیں۔اور خلاصہ کیدانی میں حرام لکھا ہے، وہ معتبر ہے یا نہیں۔

(جواب) معتبر فقہاء نے رفع سبابہ کو سنت لکھا ہے اور مختار میں چند کتب کا حوالہ دے کر اس کو سنت ثابت کیا ہے اور عدم رفع کو خلاف روایت و درایت لکھا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں مذہب امام اعظمؒ کا رفع سبابہ کا لکھا ہے۔پس خلاصہ کیدانی وغیرہ کے حوالہ سے اس کو حرام کہنا غلط ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔درمختار شامی فتح القدیر وغیرہ کو دیکھنا چاہئے۔ خلاصہ کیدانی کے قول کا اس بارہ میں اعتبار نہ کیا جاوے اس نے صریح غلطی کی ہے کہ فعل سنت کو حرام لکھا ہے۔(۴) فقط

---

(۱) پس آنحضرت اشارت می کرد بایں انگشت بوحد انیت حق تعالیٰ (اشعة اللمعات باب التشهد ج۱ ص ۴۲۸) اشار باصبعه ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لهی اشد علی الشیطان من الحدید(مشکوٰة) بجہت اشارت کردن بوی توحید اثبات بر ایمان وقطع طمع شیطان از وقوع مصلی او شرک وکفر (ایضاً ج۱ ص ۴۳۲)(۲) غنیة المستملی ص ۳۱۳ ۱۲ (۳) وضع الرجل یمینه علی یساره تحت سرته الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج۱ ص ۴۵۴ ط.س ج۱ ص ۴۸۶) ظفیر

(۴) ولا یشیر بسبابته عن الشهادة وعلیه الفتوی کما فی الولوالجیة والتجنیس وعمدة المفتی وعامة الفتاوی لکن المعتمد ما صححه الشراح ولاسیما المتأخرین کالکمال والحلبی والبهنسی والباقانی وشیخ الاسلام الجد وغیرهم انه یشیر لفعله علیه الصلوة والسلام ونسبوه محمده والامام بل فی متن درالبحار وشرحه غرر الاذکار المفتی به عندنا انه یشیر باسطا اصا بعه کلها وفی الشرنبلالیة عن البرهان الصحیح انه یشیر بمسبحته وحدها یرفعها عند النفی ویضعها عند الاثبات . واحترزنا لصحیح عما قیل لا یشیر لانه خلاف الدرایة والروایة وبقولنا بالمسبحة عما قیل یعقد عند الاشارة اه وفی العینی عن التحفة الاصح انها مستحبة وفی المحیط سنة(درمختار) وفی المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عند الاثبات هو قول ابی حنیفة ومحمد وکثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولی اه فهو صریح ان المفتی به هو الاشارة بالمسبحة الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوة ج۱ ص ۴۷۴) ظفیر

رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ:۔

(سوال ۳۰۳) نمبر ۲۵۱۶ موصول ہوا۔ مخالفین نے الحمدللہ تسلیم کیا مگر یہ کہنا کہ کیدانی وغیرہ کے قول کو تمام علماء نے رد کیا مگر حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ نے مکتوب نمبر ۳۱۲ میں شرح لکھا ہے بلکہ مکتوب کے حاشیہ پر قول امام محمد دربارہ رفع سبابہ کو رد کیا ہے اور عدم رفع کو ترجیح دی ہے۔ شرعاً اس کا کیا جواب ہے۔

(جواب) حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد امجاد میں سے ہی بعض حضرات نے یہ تحقیق کی ہے کہ رفع سبابہ سنت سے ثابت ہے اس لئے اس پر عمل کرنا چاہئے اور جب کہ بہت سے فقہاء محققین حنفی نے رفع سبابہ کو ترجیح دی ہے اور اختیار کیا ہے تو مقلدین حنفیہ کو اپنے فقہاء کے قول کو لینا چاہئے جیسا کہ خود حضرت مجدد صاحبؒ نے اپنے مکتوبات میں بہت جگہ اس کی تصریح فرمائی ہے کہ احکام شریعت میں ائمہ مجتہدین اور فقہاء کے قول کو لینا ضروری ہے۔ اس میں حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلی اور دیگر اولیاء کبار اور مجتہدین فی الطریقۃ کا قول معتبر نہیں اور ان کی تقلید جائز نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع کس طرح کیا جائے:۔

(سوال ۳۰۴) اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع کرنے کی کیا حد ہے۔

(جواب) وقال فی الشامی ولو کان یصلی قاعداً ینبغی ان یحاذی جبھتہ قدام رکبتہ لیحصل الرکوع اہ ... قلت ولعلہ محمول علی تمام الرکوع والا فقدعلمت حصولہ باصل طاطاۃ الراس ای مع انحناء الظھر (۲) الہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کمال رکوع یہ ہے کہ پیشانی رکبتین کے مقابل ہوجاوے۔ فقط۔

بعد تکبیر تحریمہ دوسری دعائیں:۔

(سوال ۳۰۵) بعد تکبیر تحریمہ نماز فرض میں جو بجائے سبحانک اللھم دوسری دعائیں کتب صحاح میں وارد ہیں ان کا پڑھنا نماز فرض میں منفرد کو کیسا ہے۔

(جواب) حنفیہ نے ان ادعیہ کو نوافل پر محمول کیا ہے۔ لہٰذا نوافل میں ہی ان کو پڑھے۔ (۳) فقط۔

خشوع نہ ہونے کی صورت میں نفل کا اعادہ کیسا ہے:۔

(سوال ۳۰۶) اگر نماز میں خشوع نہ ہو اور اعادہ کرے تو کچھ حرج تو نہیں یا غیر اللہ کا خیال آنے سے نیت توڑ دے نفل میں ایسا کرنا کیسا ہے۔

---

(۱) والاصح کما فی السراجیة انه یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمة ج ۱ ص ۶۵ ط.س.ج ۱ ص ۷۰) ظفیر.

(۲) رد المحتار. باب صفة الصلوة بحث الرکوع والسجود ۱ ص ۴۱۶ ط.س.ج ۱ ص ۴۴۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) وقرأ کما کبر سبحانک اللهم الخ مقتصر اعلیه فلا یضم وجهت وجهی الا فی النافلة الخ (درمختار) لحمل ما ورد فی الاخبار علیها فیقرأ ه فیها اجماعا الخ وفی الخزائن وما ورد محمول علی النافلة بعد الثناء فی الاصح (ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۵۵ و ج ۱ ص ۴۵۶ ط.س.ج ۱ ص ۴۸۸) ظفیر.

(جواب) اعادہ نہ کرے اور نیت بھی نہ توڑے ایسا کرنے سے شیطان کو زیادہ موقع وسوسہ کا ملتا ہے اس لئے افضل میں بھی نہ کرے۔(۱)

تسبیح پڑھنے پڑھے تو کیا حرج ہے:۔

(سوال ۳۰۷) عامی لوگ نماز میں تسبیح رکوع **سبحان ربی العظیم** کو نہیں پڑھتے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوجاتی ہے۔(۲) فقط۔

قرأۃ دو ہی رکعت میں کیوں کی جاتی ہے:۔

(سوال ۳۰۸) دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری کیوں پڑھی جاتی ہیں۔

(جواب) احادیث اور آثار صحابہؓ سے ایسا ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دو رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھی اور آخر کی دو رکعت میں صرف الحمد پڑھی۔ اس واسطے حنفیہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔(۳) فقط۔

نماز میں ہاتھ کہاں باندھا جائے:۔

(سوال ۳۰۹) نماز کے اندر ہاتھ باندھنا کہاں سے ثابت ہے دلائل نقلیہ روانہ فرمائیے۔

(جواب) وعن وائل بن حجر انه رای النبی صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰة کبر ثم التحف بثوبه ثم وضع یده الیمنی علی الیسریٰ. الحدیث. (۴) رواه مسلم. وعن سهل بن سعد قال کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعه الیسریٰ فی الصلوٰة رواه البخاری. (۵) ان دونوں حدیثوں سے نماز میں ہاتھ باندھنا معلوم ہوا۔ فقط۔

اللہ اکبر کی الف کو کھینچنا مفسد صلوٰۃ ہے:۔

(سوال ۳۱۰) ایک امام رکوع وغیرہ میں جاتے وقت آللہ اکبر کہتے ہیں۔ نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اللہ کی ہمزہ پر اور اسی طرح اکبر کے ہمزہ پر مد کرنا خطاء مفسد صلوٰۃ ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔(۶)

---

(۱) فلو اشتغل قلبه بتفکر مسئلة مثلاً فی اثناء الارکان فلا تستحب الاعادة وقال البقالی لم ینقص اجره الا قصر (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی حضور القلب والخشوع ج ۱ ص ۳۸۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۱۷) ظفیر

(۲) والتسبیح فیه ثلاثا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۴. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۶) ظفیر

(۳) عن ابی قتادة قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الظهر فی الاولیین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الآیة احیانا الحدیث متفق علیه (مشکوٰة باب القراءة فی الصلوٰة ص ۷۹) ظفیر. واکتفی المفترض فیما بعد الاولیین بالفاتحة فانها سنة علی الظاهر ولو زاد لاباس به (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۱۱) ظفیر

(۴) مشکوٰة باب صفة الصلوٰة ص ۷۵

(۵) ایضا ۱۲ ظفیر

(۶) اذا اراد الشروع فی الصلوٰة کبر الخ بالحذف اذا مد الهمزتین مفسدو تعمده کفر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر

ایک استفسار کا جواب ۔

(سوال ۳۱۱) رسالہ اتمام الخشوع بھیجتا ہوں ملاحظہ فرما کر تصدیق وتنقید سے مطلع فرمایا جاوے ۔

(جواب) بندہ نے رسالہ اتمام الخشوع کو دیکھا ۔ کوئی حدیث صریح اس بارہ میں نقل نہیں کی گئی جس سے بعد الرکوع صراحۃ ہاتھ باندھنا معلوم ہو بلکہ روایت حضرت علیؓ جو اس کتاب مذکور میں منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ۔ انه کان اذا قام الی الصلوۃ وضع یمینه علی الشمال فلا یزال کذا لک حتی یرکع سے یہ معلوم ہوا کہ وضع یمین علی الشمال قبل الرکوع تک ہوتا تھا ۔ بہر حال حنفیہ کثر ہم اللہ تعالیٰ اور جمہور سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کہ بعد الرکوع ہاتھ چھوڑے جاتے ہیں ۔ پھر تعجب ہے کہ آپ بندہ کی رائے دریافت کرتے ہیں ۔ بندہ کی رائے اپنے ائمہ اور جمہور کے خلاف کیسے ہو سکتی ہے ۔ فقط ۔

آمین آہستہ کہی جائے :۔

(سوال ۳۱۲) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے یا جہر ۔

(جواب) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے حنفیہ کے نزدیک عن علقمة بن وائل عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم قرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال امین وخفض بها صوته ولما اختلف فی الحدیث عدل صاحب الهدایة الی ما روی عن ابن مسعود انه کان یخفی فانه یفید ان المعلوم منه علیه السلام الاخفاء قلت مع انه الاصل فی الدعاء لقوله تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة ولا شک ان امین دعاء فعند التعارض ترجح الاخفاء بذ لک وبالقیاس علی سائر الا ذکار والا دعیة ولان امین لیس من القران اجماعا فلا ینبغی ان یکون فیه صوت القران کما لا یجوز کتا بته فی المصحف.(۱)

رفع یدین :۔

(سوال ۳۱۳) رفع یدین کرنا کیسا ہے ۔

(جواب) رفع یدین سوائے تکبیر اولی کے حنفیہ کی نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہؓ نہیں کرتے تھے ۔ عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا کبر لا فتتاح الصلوۃ رفع یدیه حتی یکون ابهاماه قریبا من شحمتی اذنیه ثم لا یعود عن الا سود قال رأیت عمر بن الخطاب رضی الله عنه یرفع یده فی اول تکبیرة ثم لا یعود . قال ابو جعفر فهذ اعمر رضی الله عنه لم یکن یرفع یدیه ایضا الا فی التکبیرة الا ولی فی هذا الحدیث وهو حدیث صحیح وفعل عمر هذا وترک اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ایاه علی ذلک دلیل صحیح ان ذلک هو الحق الذی لا

(۱) رواس الا ماد سر کما مره وسنده راله المحتار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج۱ ص ۴۵۹ ط.س ج۱ ص ۴۹۲ ظفیر

ینبغی لاحد خلافه .(۱)

رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل:۔

(سوال ۳۱۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے جو منسوخ ہے کیا دلیل ہے۔

(جواب) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے. والدلیل المجمل للکل ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن وعدمنها تکبیرة الا فتتاح وتکبیرة القنوت وتکبیرات العیدین وذکر الا ربع فی الحج کذا فی الهدایة ثم هذا عند نا وقال الشافعی یرفع یدیه عند الرکوع والرفع منه لانه علیه السلام فعل ذلک ولنا ماروینا وما رواه محمول ابتداء کذا نقل عن ابن الزبیر رضی اللہ عنه فانه رأ ی رجلا یفعل هذا فقال له لا تفعل لیس هذا بشئی فعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم ترک کذا فی الهدایة. و الکفایة وقدروی الطبرانی بسنده عن ابن ابی لیلی عن الحکیم عن المقسم عن ا بن عباس عنه علیه الصلوة والسلام.(۲)

بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ:۔

(سوال ۳۱۵) نماز میں بسم اللہ سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ کے قبل پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً۔

(جواب) عبارت درمختار میں لا تسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سریة ولا تکره اتفاقاً(۳) الخ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا نہ مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے۔ اور محققین نے اس کو راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے شامی میں ہے ولذاصرح فی الذخیرة والمجتبی بانه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروء ة سراً او جهرا کان حسناً عند ابی حنیفة ورجحه المحقق ابن الهمام الخ .(۴) فقط

تحت السرۃ ہاتھ باندھنا:۔

(سوال ۳۱۶) حنفیہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھتے ہیں فوق السرہ یا تحت السرہ۔ مفتی اور معمول بہ روایت کیا ہے۔ اولویت کس میں ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک تحت السرہ والی حدیث ماخوذ بہ اور معمول بہ ہے فوق السرہ والی حدیث معمول بہ نہیں ہے اور خلاف اولویت میں نماز ہر طرح ہوجاتی ہے۔(۵) فقط۔ (یضعهما ای الرجل تحت السرة الخ قال الشیخ

---

(۱) شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۳۲ و ۱۳۳ باب التکبیر للرکوع الخ. ظفیر

(۲) دیکھئے ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۷۳ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۶ وفتح القدیر باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۲۶۸

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰) ظفیر

(۴) ردالمحتار باب ایضا (ج ۱ ص ۴۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰) ظفیر

(۵) ووضع لرجل یمینه علی یسار وتحت سرته اخذار سغها بخنصره وابهامه هو المختار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۵۴ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۶) ظفیر

کمال الدین بن الہمام کون الوضع تحت السرۃ او الصدر لم یثبت فیہ حدیث یوجب العمل فیحال علی المعہود من وضعہا حال کون قصد التعظیم فی القیام والمعہود فی الشاہد منہ تحت السرۃ وذکر عن علی من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ رواہ ابو داؤد واحمد واللفظ لہ الخ غنیۃ المستملی ص ۲۹۴ ظفیر۔)

قرأت وتکبیر میں جہر کی مقدار:۔

(سوال ۲۱۷) نماز پڑھانے میں امام کا قراءۃ کرنا اور بعض تکبیرات کو اس طرح جہر سے بولنا کہ مسجد سے باہر دور تک سنائی دے اور بعض تکبیرات کو اس طرح آہستہ بولنا کہ دوسری تیسری صف والے بھی نہ سنیں۔ مثلاً تکبیر رکوع آہستہ آواز سے اور تحمید قومہ بہت زور سے اور تکبیر سجود آہستہ اور تکبیر جلسہ پکار کے۔ ایسا کرنا سنت ہے یا بدعت یا کیا ہے۔ کیا اس طرح سے کوئی تکبیر اونچی اور کوئی نیچی قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا اختراعی ہے۔ بینوا توجروا۔

(جواب) امام کو قراءت اور تکبیرات کے جہر میں طریق اوسط کو اختیار کرنا چاہئے اور قدر حاجت کے موافق جہر کرنا چاہئے(۱)۔ یہ فرق اور تفاوت مابین التکبیرات کے کہ بعض کو جہر مفرط سے ادا کرنا اور بعض میں قدر حاجت سے بھی کم کرنا مذموم اور بے اصل ہے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ (۱) صرف سلام میں تو فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ دوسرے سلام کو پہلے سلام سے کچھ پست آواز سے کہے۔ کما فی الدر المختار. وسن جعل الثانی اخفض من الاول الخ۔(۲) پس ما سوا اس کے اور کسی جگہ جہر میں تفاوت درجات نہیں ہے۔ فقط۔

تشہد میں انگشت شہادت اٹھانا:۔

(سوال ۲۱۸) تشہد میں انگشت شہادت کا اٹھانا مسنون ہے یا نہیں۔

(جواب) روایات متعلق رفع سبابہ۔ فی الدر المختار لکن المعتمد ما صححہ الشراح ولا سیما المتاخرون کالکمال والحلبی البہنسی والباقانی وشیخ الاسلام الجد وغیرہم انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ونسبوہ لمحمد والامام بل فی متن درر البحار وشرحہ غرر الاذکار المفتی بہ عندنا انہ یشیر الخ وفی الشرنبلالیۃ عن البرہان الصحیح انہ یشیر بمسبحتہ وحدہا یرفعہا عند النفی ویضعہا عند الاثبات واحترز بالصحیح عما قیل لا یشیر لانہ خلاف الدرایۃ والروایۃ الخ درمختار۔ (۳) اور شامی میں ہے وفی المحیط انہا سنۃ یرفعہا عند النفی ویضعہا عند الاثبات وھو

(۱) ویجہر الامام وجوبا بحسب الجماعۃ فان زاد علیہ اساء (درمختار) وفی الزاہدی عن ابی جعفر لو زاد علی الحاجۃ فہو افضل الا اذا اجہد نفسہ او آذی غیرہ قہستانی (ردالمحتار فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۴۹۷ ط.س ج ۱ ص ۵۳۲) وجہر الامام بالتکبیر بقدر حاجتہ للاعلام بالدخول والانتقال وکذا بالتسمیع والسلام واما المؤتم والمنفرد فیسمع نفسہ (درمختار) قولہ بقدر حاجتہ للاعلام الخ وان زاد کرہ ط قلت ھذا اذا یفحش الخ والزائد علی قدر الحاجۃ کما ھو مکروہ للامام یکرہ للمبلغ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی التبلیغ خلف الامام ج ۱ ص ۴۴۳ ط.س ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۱ ط.س ج ۱ ص ۵۲۶۔ ۱۲ ظفیر
(۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۷۴ و ج ۱ ص ۴۷۵ ط.س ج ۱ ص ۵۰۸۔ ۱۲

قول ابی حنیفة رحمة الله علیه و محمد رحمة الله علیه و کثرت به الا ثار والاخبار فالعمل به اولی اه فهو صریح فی ان المفتی به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع الخ.

وقال فی الشرح الکبیر قبض الا صابع عند الا شارة هو المروی عن محمدفی کیفیة الاشارة وکذا عن ابی یوسف فی الامالی وهذا فرع تصحیح الا شارة وعن کثیر من المشایخ لا یشیر اصلاً وهو خلاف الدرایة والروایة فعن محمد رحمه الله ان ما ذکره فی کیفیة الا شارة قول ابی حنیفة رحمة الله علیه انتهی ومثله فی فتح القدیر وفی القهستانی وعن اصحابنا جمیعا انه سنة فیحلق ابهامه الیمنی ووسطاها ملصقا راسها براسها ویشیر بالسبابة الخ شامی (۱) ص۳۴۴ جلد اول (ان روایات سے معلوم ہوا کہ تشہد میں انگشت شہادۃ اٹھانا مسنون ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے انگوٹھا اور بیچ کی دونوں کے سرا کو ملا کر حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ ظفیر)

عورت جلسہ اور سجدہ میں پاؤں کیسے رکھے:۔

(سوال ۳۱۹) عورت کو سجدہ و جلسہ میں پاؤں کیسے رکھنے چاہئیں۔

(جواب) عورت کے لئے کھڑا کرنا قدمین کا سنت نہیں ہے۔ فی الشامی. انها لا تنصب اصابع القدمین (۲) پس جلسہ وسجدہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ تشہد وغیرہ میں تورک کرے۔ فی الشامی. وتتورک فی التشهد الخ. (۳)

ایک چٹائی پر مرد وعورت نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(سوال ۳۲۰) ایک چٹائی پر مرد وعورت کو اس طرح [illegible] یا غیر محرم برابر کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) اگر [illegible] ایک اپنی اپنی نماز پڑھیں [illegible] تو نماز ہو جاتی ہے۔ [illegible] عورت کے برابر کھڑا ہونا [illegible] نماز میں شرکت ہے تو نماز نہ ہوگی۔ [illegible] والتفصیل فی کتب الفقه فقط۔

بسم اللہ بین الفاتحہ والسورۃ سراً ہے یا جہراً:۔

(سوال ۳۲۱) نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً۔ صاحب ہدایہ تسمیہ کو ابتداء سورۃ میں منع کرتے ہیں اور صاحب درمختار مستحب کہتے ہیں ان دونوں میں سے کون صحیح

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب مهم فی عقد الا صابع عند التشهد ص ۴۷۵. ط.س ج ۱ ص ۵۱۰. ۱۲ ظفیر
(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۱ ۱۲ ظفیر (۳) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ۴۷۱ ط.س ج ۱ ص ۵۰۸ ۱۲ ظفیر (۴) محاذاة المصلیة لمصل لیس فی صلاتها مکروهة لا مفسد (درمختار) قوله لیس فی صلاتها بان صلیا منفردین او مقتدیا احدهما بامام لم یقتدیه الاخر شرح المنیة (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۴ ط.س ج ۱ ص ۵۷۲) ظفیر (۵) واذا حاذته ولو بعضو واحد امرأة ولو امة مشتهاة الخ ولا حائل بینهما فی صلوٰة الخ مطلقة مشترکة تحریمة واداء الخ فسدت صلاته (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۴ ط.س ج ۱ ص ۵۷۲) ظفیر

اور قابل عمل ہے اور دوسرے کا کیا جواب اور نیز فاتحہ کے ابتداء میں تسمیہ کا حکم اس کے موافق ہے یا مخالف۔ مخالف ہے تو کیوں۔

(جواب) عبارت درمختار یہ ہے لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقاً ولو سریۃ ولا تکرہ اتفاقا الخ (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے اور محققین نے یہ راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے۔ شامی میں ہے ولذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبی انہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروءۃ سرا اوجھرا کان حسنا عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ورجحہ المحقق ابن الھمام الخ (۲) (بسم اللہ آہستہ پڑھی جائے گی اما الموضع الرابع فانھا تخفی عند نا الخ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسر ببسم اللہ الرحمن الرحیم الخ غنیۃ المستملی ص ۳۰۱ ظفیر)

جہری نمازوں میں منفرد کیا کرے:۔

(سوال ۳۲۲) مغرب وعشاء وفجر میں اکیلا آدمی بھی نماز میں جہر کر سکتا ہے یا نہ اور اکیلا آدمی ربنالک الحمد بعد سمع اللہ کے آہستہ کہے یا پکارے۔

(جواب) اکیلا آدمی بھی ان نمازوں میں جہر کر سکتا ہے۔ (۳) اور سمع اللہ کے بعد ربنا لک الحمد آہستہ پڑھے۔ (۴)

ہاتھ ناف کے اوپر باندھنا:۔

(سوال ۳۲۳) نماز میں تحریمہ باندھنا ناف کے اوپر حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) ناف کے اوپر اور نیچے ہاتھ باندھنا دونوں حدیث سے ثابت ہیں حنفیہ نے حدیث زیر ناف کو معمول بہ بنایا ہے۔ (۵) فقط۔

فاتحہ کے بعد خاموشی پھر سورہ:۔

(سوال ۳۲۴) امام نے نماز کی نیت باندھی اور بعد فاتحہ کے کچھ خاموشی کے بعد قرأۃ شروع کی نماز میں کیا نقص ہوا۔

(جواب) اگر بقدر آمین کہنے کے اور بسم اللہ سرا کہنے کے سکوت کیا اور قرأۃ میں تاخیر کی تو نماز میں کچھ نقص نہیں ہوا۔ (۶)

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۵۷ ط س ج ۱ ص ۴۹۰ ۱۲ ظفیر
(۲) ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۵۸ ط س ج ۱ ص ۴۹۰ ۱۲ ظفیر
(۳) ویجہر المنفرد فی الجھر وھو افضل ویکتفی بادناہ ان ادی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۴۹۸ ط س ج ۱ ص ۵۳۳) ظفیر
(۴) یجہر الامام بالتکبیر الخ وکذا بالتسمیع الخ واما المؤتم والمنفرد فیسمع نفسہ (ایضا باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص مطلب فی التبلیغ خلف الامام ط س ج ۱ ص ۴۷۵) ظفیر
(۵) یضع یمنہ علی یسارہ بعد التکبیر الخ تحت السرۃ الخ وذکر عن علی من السنۃ فی الصلوۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ رواہ ابو داؤد و احمد واللفظ لہ الخ (غنیۃ المستملی ص ۲۹۴) ظفیر
(۶) واس الخ الامام سرا کما موم ومنفرد (الدر المختار باب صفۃ الصلوۃ) ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروءۃ سرا اوجھرا کان حسنا عند ابی حنیفۃ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ص ۴۵۸ ط س ج ۱ ص ۴۹۲) ظفیر

بسم اللہ فاتحہ اور سورہ سے پہلے:۔

(سوال ۳۲۵) امام پر ہر رکعت میں ضم بسم اللہ الحمد اور سورہ کے ساتھ واجب ہے یا نہ اور امام و منفرد کے لئے مستحب صورت عندالحنفیہ کیا ہے۔

(جواب) وذکر فی المحیط المختار قول محمد وھو ان یسمی قبل الفاتحة وقبل کل سورة فی کل رکعة وفی الدر المختار وکما تعوذ سمی الخ سراً فی اول کل رکعة الخ لاتسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سریة ولا تکرہ اتفاقاً الخ قال فی الشامی ولهذا صرح فی الذخیرة والمجتبی بانه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروٴة سراً اوجهراً کان حسناً عند ابی حنیفة رحمه الله ورجحه المحقق ابن الهمام.(۱) الخ ان سب عبارات سے واضح ہوا کہ امام کو الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور بعض وجوب کے قائل ہیں اور سورۃ سے پہلے اگرچہ مسنون نہیں ہے لیکن مکروہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ مستحب اور بہتر ہے۔ فقط۔

بعد تکبیر تحریمہ ارسال نہیں:۔

(سوال ۳۲۶) تکبیر تحریمہ قبل ثناء پڑھنے کے کس قدر ارسال جائز ہے یا نہ مولوی عبدالحیؒ نے جائز لکھا ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ووضع الرجل یمینه علی یسارہ تحت سرته اخذا رسغها بخنصرہ وابهامه الخ کما فرغ من التکبیر بلا ارسال فی الا صح الخ قوله بلا ارسال ھو ظاهر الروایة الخ.(۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ ارسال صحیح نہیں ہے۔

امام کے دائیں بائیں گھومنے کے لئے مقتدی کی کوئی تعداد نہیں:۔

(سوال ۳۲۷) یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں کہ جب تک امام کے ساتھ دس یا اور کوئی عدد مخصوص کے مقتدی نہ ہوں تو بعد سلام نماز کے دائیں بائیں گھوم کر نہ بیٹھے۔

(جواب) یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے۔ کما فی الشامی ولو دون عشرة . ای ان الا ستقبال مطلق لا تفصیل فیه بین عدد وعدد الخ ولا یلتفت الی ماذکرہ بعض شراح المقدمة من ان الجماعة ان کانوا عشرة یلتفت الیهم الخ فان هذالذی ذکرہ لا اصل له فی الفقه الخ .(۳)

سجدے سے اٹھتے ہوئے سہارا لینا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۲۸) سہارا لینا سجدہ سے اٹھتے وقت بلا عذر جائز ہے یا مکروہ اور گھٹنوں پر سہارا لینا یعنی اعتماد علی الرکب اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ترک مستحب ہے یا نہیں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے لا یعتمد علی الارض بل یعتمد علی

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوۃ ج ۱ ص ۴۵۷ و ج ۱ ص ۴۵۸ ط س ج ۱ ص ۴۹۰ ۱۲ ظفیر
(۲) ردالمحتار باب صفة ج ۱ ص ۴۵۴ ط س ج ۱ ص ۴۸۶ ۱۲ ظفیر
(۳) ردالمحتار باب صفة الصلوۃ قبیل فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۴۹۶ ط س ج ۱ ص ۵۳۱ ۱۲ ظفیر

الرکبتہ وترک الاعتماد مستحب الخ اس عبارت کا کیا مطلب ہے اور اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکبر للنهوض علی صدور قدمیه بلا اعتماد وقعود استراحة الخ شامی میں ہے قوله بلا اعتماد ای علی الارض الخ قال فی الکفایة اشاربه الی خلاف الشافعی رحمة الله علیه فی موضعین احدهما یعتمد بیدیه علی رکبتیه عندنا وعنده علی الارض الخ شامی ص ۳۲۰ جلد اول (۱) پس معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ کا اعتماد علی الرکبتین ہے اور مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اعتماد علی الارض ہے۔ لہذا بلا عذر اعتماد علی الارض نہ کرے بلکہ اعتماد علی الرکبتین کر کے اٹھے اور عالمگیریہ میں جو یہ مذکور ہے۔ وترک الاعتماد مستحب (۲) اس کا مطلب یہی ہے کہ ترک اعتماد علی الارض مستحب ہے۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام وغیرہ کی بحث :

(سوال ۳۲۹/۱) کس حدیث سے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کا قرأۃ فاتحہ خلف الامام کو منع کرنا۔

(سوال ۳۳۰/۲) رسول اللہ ﷺ کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا یا سینہ پر ہاتھ باندھنے سے منع کرنا۔

(سوال ۳۳۱/۳) رسول اللہ ﷺ کا نماز میں آمین آہستہ کہنا یا خدا تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کا آمین بالجہر سے منع کرنا (۴) رسول اللہ ﷺ کا وتروں میں رفع یدین کرنا یا کرنے کی اجازت دینا (۵) رسول اللہ ﷺ کا طاق رکعتوں میں جلسہ استراحت نہ کرنا یا کرنے سے منع کرنا ثابت کیا ہے۔ ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اللہ تعالیٰ نے بھی منع فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی قال الله تعالیٰ واذا قرا القران فاستمعوا له وانصتوا (۳) وفی حدیث مسلم واذا قرء فانصتوا (۴)

(۲) وذکر عن علی من السنة فی الصلوٰة وضع الکف علی الکف تحت السرة رواه ابو داؤد احمد واللفظ له۔ (۵) پس سنت کہنا حضرت علیؓ کا وضع الکف علی الکف کو تحت السرہ دال ہے اس پر کہ یہ نص رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

(۳) اخفاء آمین کا حکم اول قرآن شریف سے مفہوم ہوتا ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیة (۶) اور حدیث کے الفاظ وخفض بها صوته (۷) وغیرہ وارد ہیں جو نص ہیں اخفاء آمین پر اور روایت ابن مسعودؓ جو ھدایہ میں مذکور ہے وہ بھی اخفاء آمین پر دال ہے اور شرح منیہ میں حضرت وائلؓ (۸) کی روایت بھی اخفاء آمین کے سنت ہونے میں مذکور ہے۔

(۴) قال ابن قدامه فی المغنی وقدروی عن ابن عمر رضی الله عنه انه کان اذا فرغ من

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة جلد اول ص ۴۷۲ و ص ۴۷۳ ط س ج ۱ ص ۵۰۶ ۱۲ ظفیر
(۲) عالمگیری مصری الباب الرابع فی صفة الصلوٰة فصل ثالث ج ۱ ص ۷۰ ط ماجدیه ج ۱ ص ۷۵ ظفیر
(۳) سورة الاعراف رکوع ۲۴، ۱۲ ظفیر (۴) مشکوٰة باب القراءة فی الصلوٰة ص ۸۱ وآثار السنن باب فی ترک القراءة خلف الامام فی الجهرية ۱۲ ظفیر (۵) غنیة المستملی ص ۲۹۴ وعن علقمة بن وائل بن حجر عن ابیه قال رایت النبی صلی الله علیه وسلم یضع یمینه علی شماله تحت السرة رواه ابن ابی شیبة واسناده صحیح (آثار السنن باب وضع الیدین تحت السرة) ظفیر (۶) سورة الاعراف رکوع ۷ ۱۲ ظفیر (۷) دیکھئے آثار السنن باب ترک الجهر بالتامین ۱۲ (۸) القول ابن مسعود اربع یخفیهن الامام وذکر من جملتها التعوذ والتسمیة وامین (هدایه باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۹۹) ظفیر

القراءة كبر وفي الذخيرة ورفع يديه حذاء اذنيه وهو مروى عن ابن مسعود وابن عمر و ابن عباس وابى عبيدة الخ وقال قبيله فان ذالك مروى عن على وابن عمرو براء بن عازب والقياس يدل فان التكبير للفصل والانتقال من حال الى حال الخ.(۱)

پس معلوم ہوا کہ وتر کی تیسری رکعت میں بعد قراءۃ کے تکبیر کہنا اور رفع یدین کرنا عبداللہ ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہم سے ثابت ہے۔ پس لامحالہ ان حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ایسا کیا ہوگا۔

(۳) وعن ابى هريرة رضى الله عنه قال كان النبى صلى الله عليه وسلم ينهض فى الصلوة على صدور قدميه (۲) اور بہت سے صحابہ سے بھی منقول ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، رفع یدین اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تحقیق:۔

(سوال ۲۳۳۲) مندرجہ ذیل طریقہ سے نماز پڑھنا از روئے قرآن وحدیث وفعل صحابہ رضی اللہ عنہم درست ہے یا نہیں (۱) خلف امام سورۃ فاتحہ پڑھنا (۲) آمین بلند آواز سے پکارنا (۳) رفع یدین کرنا (۴) ہاتھ سینہ پر باندھنا۔ بینوا توجروا۔

(جواب) (۱) امام کے پیچھے سورہ فاتحہ یا کوئی سورۃ پڑھنا نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے ممنوع ہے۔ قرآن شریف میں ہے واذا قرأ القرآن فاستمعو له وانصتوا (۳) الآیہ اور حدیث مسلم میں ہے واذا قرء فانصتوا۔ (۴) اور دوسری روایت میں ہے من كان له امام فقراءة الامام قراءة له (۵) الحديث. اوكما قال صلى الله عليه وسلم (۲) آمین میں اخفا مسنون ومستحب ہے اگرچہ پکار کر کہنے سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن طریق سنت یہ ہے کہ آمین کو آہستہ کہا جاوے لانه دعاء وقال الله تعالى ادعوا ربكم تضرعا وخفية (۶) والاحاديث متعارضة فتعين المصير الى الاصل وهو الاخفاء۔

(۳) رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے منسوخ ہو گیا ہے جیسا کہ روایت کان فترک اس پر دال ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں ہے وعن علقمة قال لنا ابن مسعود رضى الله عنه الا اصلى بكم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى ولم يرفع يديه الا مرة واحدة مع تكبيرة الافتتاح. (۷) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فعل آپ کا ترک رفع یدین ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(۴) ہاتھ نیچے ناف کے باندھنے چاہئیں قال فى الهداية ويعتمد بيديه اليمنى على اليسرى

(۱) غنیه المستملی ص ۳۹۷ بحث الوتر ۱۲ ظفیر
(۲) ہدایہ باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۱۰۱ عن البخاری ۱۲ ظفیر
(۳) سورة الاعراف رکوع ۲۴ ظفیر
(۴) دیکھئے آثار السنن باب ترک القراة خلف الامام فی الجہریة ج ۱ ص ۸۵ مشکوة باب القراة ص ۸۱ ۱۲ ظفیر
(۵) آثار السنن باب فی ترک القراءة خلف الامام فی الصلوت کلها ج ۱ ص ۸۷ ۱۲ ظفیر
(۶) سورة الاعراف رکوع ۷ ۱۲ ظفیر
(۷) آثار السنن باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح ج ۱ ص ۱۰۳ نیز دیکھئے غنیة المستملی صفة الصلوة ص ۳۱۶ ۱۲ ظفیر

تحت السرۃ لقوله علیه السلام ان من السنة وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ الخ. ولان الوضع تحت السرۃ اقرب الی التعظیم .(۱) وفی حدیث ابراهیم النخعی ما یدل علیه روی ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم النخعی ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یعتمد بیده الیمنی علی الیسری تواضعاً الخ فقط۔(۲)

رفع سبابہ کرنا چاہئے یا نہیں:۔

(سوال ۳۳۳) رفع سبابہ اس طرف حنفی نہیں کرتے اور امام صاحب کا ایک قول نہ کرنے کا حجت پکڑتے ہیں۔

(جواب) رفع سبابہ کے متعلق درمختار اور شامی نے پوری تفصیل فرمادی ہے۔ اور رفع کو راجح کردیا ہے۔ اور بہت سی کتب سے اس کو نقل کیا ہے اس کے بعد مقلد کو خلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ موطأ میں امام محمد رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ قول ہمارا اور ہمارے استاد امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ (۳) فقط۔

آمین بالسر کی حدیث کس درجہ کی ہے:۔

(سوال ۳۳۴) مخالفین کہتے ہیں کہ احادیث آمین بالخفاء معلول و مجروح ہوئی ہیں لہذا آمین بالجہر کہنا اولیٰ ہے اور کہتے ہیں کہ خود حنفی نے کہا ہے کہ آمین بالجہر احادیث قویہ سے ثابت ہے۔ اس اعتراض کا کیا جواب ہے۔ امید کہ کوئی حدیث قوی تحریر فرماویں اور باعث ترجیح بھی تحریر فرماویں۔

(جواب) حدیثیں دونوں طرح کی موجود ہیں یعنی اخفاء و جہر دونوں قسم کی احادیث موجود ہے لیکن احادیث اخفاء کو ترجیح ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے ادعوا ربکم تضرعا وخفیة الایة(۴) اور حدیث صحیح بھی موجود ہے انکم لا تدعون اصم ولا غائباً (۵) اور فرمایا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اربع یخفیهن الامام وذکر من جملتها التعوذ والتسمیة وامین.(۶) فقط۔

تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے:۔

(سوال ۳۳۵) نماز میں التحیات پڑھتے وقت جو انگلی اشهد ان لا اله الا الله کے وقت اٹھائی جاتی ہے وہ کس وقت گرانی چاہئے۔

(جواب) شرح منیہ میں امام حلوائی سے نقل کیا ہے کہ لا الہ پر انگشت کو اٹھاوے اور الا اللہ پر رکھ دیوے۔(۷) فقط۔

(۱) هدایه باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۹۵ وص ۹۶ ۱۲ ظفیر
(۲) حاشیه هدایه . باب صفة الصلوة تحت قوله وضع الیمین ج ۱ ص ۹۶ ۱۲ ظفیر.
(۳) لکن المعتمد ما صحح الشراح ولاسیما المتاخرون کالکمال والحلبی والبهنسی والباقانی وشیخ الاسلام الجد وغیرہم انه یشیر لفعله علیه الصلوة والسلام الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۴ ط.س ج ۱ ص ۵۰۸) ظفیر
(۴) سورة الاعراف رکوع ۷ ۱۲ ظفیر (۵) مشکوۃ باب ثواب التسبیح فصل اول ص ۲۰۱ ۱۲ ظفیر
(۶) هدایه باب صفة الصلوة ص ۹۶ ۱۲ ظفیر (۷) یرفعها عند النفی ویضعها عند الاثبات (درمختار) وفی المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عند الاثبات وهو قول ابی حنیفة ومحمد وکثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولی (ردالمحتار باب صفة الصلوة مطلب مهم فی عقد الاصابع عن التشهد ج ۱ ص ۴۷۵ ط.س ج ۱ ص ۵۰۹) ظفیر

انگشت شہادت سے اشارہ:۔

(سوال ۳۳۶) نماز میں انگشت شہادت کا اٹھانا کثرت احادیث سے ثابت ہے مگر فقہاء رحمہم اللہ معلوم نہیں کیوں منع فرماتے ہیں اور حرام کہتے ہیں۔ اگر مذہب حنفیہ میں جائز ہو تو تحریر فرمائیے۔

(جواب) فقہاء محققین حنفیہ نے بھی راجح اشارہ بالسبابہ کو فرمایا ہے اور اسی پر فتویٰ اور عمل ہے۔ درمختار میں ہے بعد نقل روایت منع کے لکن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتا خرون كا لكمال والحلبي والبهنسي والبا قانی وشيخ الا سلام الجد وغيرهم انه يشير لفعله عليه الصلوة والسلام ونسبوه لمحمد والامام بل فی متن دررالبحار و شرحه غرر الاذكار المفتي به عندنا انه يشير با سطا اصابعه كله والشرنبلا لية عن البرهان الصحيح انه يشير بمسبحة وحدها الخ وفى الشامى فهو صريح فى ان المفتي به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع على الكيفية المذكووة الخ ج ا ص ۳۴۱ شامی.(۱)

دوسری رکعت سے کس طرح کھڑا ہو:۔

(سوال ۱/۳۳۷) دوسری رکعت میں بعد قعدہ کے جب کھڑا ہو تو ہاتھ بدستور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہو یا زمین پر سہارا دے کر کھڑا ہو۔

سلام کے بعد والی دعا میں مقتدی کی شرکت:۔

(سوال ۲/۳۳۸) مقتدی کو امام کے سلام کے بعد دعاء میں اقتداء و شرکت ضروری ہے یا مستحب۔

(جواب) (۱) ہاتھ گھٹنوں اور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر بضرورت زمین پر رکھ کر کھڑا ہو تو یہ بھی درست ہے۔(۲) فقط

(۲) مستحب ہے۔(۳) فقط۔

جلسہ استراحت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۳۹) نماز میں دو سجدوں کے ختم کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار، باب صفة الصلوة ج ا ص ۴۷۴ ط.س.ج ا ص ۵۰۸. ۱۲ ظفیر.

(۲) ويكبر للنهوض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لا باس (درمختار) بلا اعتماد اى على الارض قال فى الكفاية اشاربه الى خلاف الشافعى فى موضعين احد هما يعتمد بيديه على ركبتيه عند نا وعنده على الارض والثانى الجلسة الخفيفة الخ (ردالمحتار، باب صفة الصلوة ج ا ص ۴۷۴ ط.س.ج ا ص ۵۰۶) ظفير.

(۳) ويستحب ان يستغفر ثلاثا ويقرأ اية الكرسى الخ ويد عوو يختم بسبحان ربك (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ا ص ۴۹۵ ط.س.ج ا ص ۵۳۰) فاذا تمت صلوة الا مام فهو مخير ان شاء انحرف عن يساره الخ وان شاء انحرف عن يمينه الخ وان شاء ذهب الى هوائجه لا نه قضى صلوته الخ وان شاء استقبل الناس بوجهه الخ (غنية المستملى ص ۳۲۰) ظفير.

(جواب) حنفیہ کے نزدیک جلسۂ استراحت بعد سجدہ کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لیکن ضعف کے وقت کچھ حرج نہیں ہے۔(۱) ایسا نہ کیا جاوے۔ فقط۔

بوقت اشارہ انگلیوں کا حلقہ کرنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴۰) نزدیک امام اعظمؒ کے بوقت تشہد انگلی اور ابہام کا حلقہ کرکے اور خنصر و بنصر کو بند کرکے اشارہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اشارہ بالسبابہ کی تشہد میں یہ صورت جو سوال میں مذکور ہے کہ ابہام اور وسطی کا حلقہ کرے۔ بنصر اور خنصر کو بند کرے۔ کتب فقہ حنفیہ میں بھی اس کو لکھا ہے اور یہ جائز ہے اور شامی میں ہے۔ فکذا قال فی منیة المصلی فان اشار یعقد الخنصر والبنصر و یحلق الوسطیٰ بالابهام الخ (۲) اور درمختار میں نقل کیا ہے الصحیح انه یشیر بمسبحة وحدها یر فعها عند النفی ویضعها عند الا ثبات الخ. (۳) یعنی انگشت سبابہ کو لا الٰہ کے ساتھ اٹھاوے اور الا اللہ پر رکھ دے۔ فقط۔

دائیں ہاتھ کی انگشت نہ اٹھا سکتا ہو تو کیا کرے:۔

(سوال ۳۴۱) ایک شخص داہنے ہاتھ کی انگلی شہادت اٹھانے سے مجبور ہے تشہد میں بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھاتا ہے زید منع کرتا ہے۔

(جواب) اگر داہنے ہاتھ میں عذر ہے اور انگشت نہیں اٹھا سکتا تو وہ انگشت نہ اٹھاوے۔ بائیں ہاتھ کی انگشت اٹھانے کا حکم نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہئے:۔

(سوال ۳۴۲) امام کو بعد سلام پھیرنے کے ان نمازوں میں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں کس طرف کو بیٹھنا چاہئے۔ داہنی طرف یا بائیں طرف یا قبلہ کو پشت کرکے جانب مقتدیوں کی طرف۔ بینوا توجروا۔

(جواب) حدیث مسلم میں ہے: عن البراء قال کنا اذا صلینا خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم

(۱) ویکره للنهوض بلا اعتماد وقعود استراحة ولو فعل لاباس (درمختار) بلا اعتماد الخ ای علی الارض قال فی الکفایة اشار به الی خلاف الشافعی فی موضعین احدهما یعتمد بیدیه علی رکبتیه عندنا وعنده علی الارض والثانی الجلسة الخفیفة قال شمس الائمة الحلوانی الخلاف فی الافضل حتی لو فعل کما هو مذهبنا لا باس به عند الشافعی ولو فعل کما هو مذهبه لا باس به عندنا کما فی المحیط اه قال فی الحلیة والاشبه انه سنة او مستحب عند عدم العذر فیکره فعله تنزیها لمن لیس به عذر اه وتبعه فی البحر والیه یشیر قولهم لا باس فانه یغلب فیما ترکه اولی (ردالمحتار باب صفة الصلوۃ ج ۱ ص ۴۷۲ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۶) ظفیر

(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوۃ ج ۱ ص ۴۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲ ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوۃ ج ۱ ص ۴۷۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹) ظفیر

(۴) الصحیح انه یشیر بمسبحة وحدها یرفعها عند النفی (درمختار) قوله بمسبحة وحدها فیکره ان یشیر بالمسبحتین کما فی الفتح وغیره (ردالمحتار باب صفة الصلوۃ ج ۱ ص ۴۷۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹) ظفیر

احبنا ان نکون عن یمینه یقبل علینا بوجهه قال فسمعته یقول رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک رواه مسلم.(۱)و فی حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلاته یری ان حقا علیه ان لا ینصرف الا عن یمینه لقدر ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یساره رواه البخاری و مسلم.(۲).وعن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینه رواه مسلم .(۳)وعن سمرة بن جندب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی صلوۃ اقبل علینا بوجهه رواه البخاری ص ۹۷ مشکوۃ شریف .(۴)ان روایات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اکثر اوقات داہنی طرف کو بیٹھتے تھے اور منصرف ہوتے تھے۔اور کبھی بائیں طرف کو اور کبھی اقبال علی الناس بوجہ فرماتے تھے جس سے یہ بھی مطلب حاصل ہوسکتا ہے کہ مستدبر قبلہ ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور یہ بھی اس کا مطلب ہوسکتا ہے کہ یہ اقبال بوجہ وہی ہے جس کو یمین اور یسار کی طرف انصراف سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بھی اس میں اختیار دیا ہے کہ خواہ داہنی طرف کو ہوکر بیٹھے اور خواہ بائیں طرف کو اور خواہ مستقبل الی الناس اور مستدبر قبلہ ہوکر بیٹھے۔درمختار میں ہے وفی الخانیة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی الخ وخیره فی المنیه بین تحویله یمینا وشمالا الخ واستقباله الناس بوجهه الخ(۵)اور اکثر فعل آنحضرت ﷺ کا داہنی طرف ہوکر بیٹھنے کا تھا کما ذکره الشراح وعلیه عمل اکابرنا کا لیشخ المحدث گنگوهی ومولانا النانوتوی قدس اللہ اسرارهما .فقط۔

امام آواز بلند دعاء مانگ سکتا ہے:۔

(سوال ۳۴۳) کیا امام دعاء آواز بلند مانگ سکتا ہے۔اگرچہ اس صورت میں مقتدی بھی آواز سے یا آہستہ سے دعاء مانگ رہے ہوں خواہ آیات قرآنی سے امام دعا مانگ رہا ہو۔

(جواب)دعاء آہستہ مانگنا اچھا ہے قال تعالیٰ ادعوار بکم تضرعا وخفیة(۶)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں امام سے سبقت:۔

(سوال ۳۴۴)اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سانس توڑ دے یا امام کے منہ پھیرنے سے پہلے منہ پھیر دے تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب)نماز اس صورت میں صحیح ہے مگر امام سے پہلے سلام پھیرنا مکروہ ہے۔ وانما کره للمؤتم ذلک لترک

---

(۱)مشکوۃ باب الدعاء فی التشهد فصل اول ص ۸۷ . ۱۲ ظفیر.
(۲)ایضا
(۳)ایضا
(۴)ایضا ۱۲ ظفیر
(۵)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوۃ ج ۱ ص ۴۹۵ .ط.س.ج ۱ ص ۵۳۱ تفصیل کے لئے دیکھئے غنیة المستملی ص ۳۳۰ ۱۲ ظفیر　(۶)سورة الاعراف رکوع ۷ . ۱۲ ظفیر

متابعة الا مام بلا عذر الخ شامی جلد اول.(۱)

تشہد میں انگشت سے اشارہ:۔

(سوال ۴۴۵) سرحد کے علماء تشہد میں انگشت اٹھانے سے منع کرتے ہیں کہ یہ فعل نماز میں نہ کیا جائے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل کرنا نماز میں سنت سے ثابت ہوا ہے لہذا جس طور پر اشارہ ثابت ہوا ہے بہ سند صحیح تحریر فرماویں۔

(جواب) صحیح عند الحنفیہ یہ ہے کہ تشہد میں اشارہ بالسبابہ سنت ہے اور اس کے خلاف کو خلاف روایت اور درایت لکھا ہے۔ درمختار میں متعدد کتب کے حوالہ سے اشارہ بالسبابہ کی تصحیح فرمائی ہے۔ حیث قال بعد نقل قول عدم الا شارة لکن المعتمد ما صححه الشراح ولا سیما المتاخرون کا لکمال والحلبی والبهنسی والباقانی وشیخ الا سلام الجدو غیرهم انه یشیر لفعله علیه الصلوة والسلام ونسبوه لمحمد والا مام بل فی متن دررالبحار وشرحه غررالا ذکار المفتی به عند نا انه یشیر الخ وفی الشرنبلا لیة عن البرهان الصحیح انه یشیر بمسبحة الخ واحترز بالصحیح عما قیل لا یشیر لانه خلاف الروایة والدرایة الخ وفی العینی عن التحفة الا صح انها مستحبة وفی المحیط سنة ودر مختار .(۲) فقط۔

فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسم اللہ کی بحث:۔

(سوال ۴۴۶) خلاصۃ الفتاویٰ جلد اول ص ۵۲ میں ہے والکلام فی التسمیة علی وجوه منها فلان ومنها انه یاتی بها فی اول الصلوة لا غیر فی روایة الحسن رحمة الله علیه عن ابی حنیفة رحمة الله علیه وفی روایة ابی یوسف رحمة الله علیه عن ابی حنیفة رحمة الله علیه یاتی بها فی اول کل رکعة وعن محمد رحمة الله علیه یاتی بها فی اول کل رکعة وعند افتتاح کل سورة الا اذا کانت صلوة یجهر فیها بالقراءة لا یاتی الا مام بالتسمیة بین الفاتحة والسورة عندنا . اب ان اقوال میں سے کس قول پر فتویٰ دیا جاوے اور عمل کیا جاوے۔

(جواب) اس کا فیصلہ صاحب درمختار نے اس طرح کیا ہے وکماتعوذ سمی الخ سرا فی اول کل رکعة ولو جهریه لا تسن بین الفاتحة والسورة مطلقا ولو سریة ولا یکره اتفاقاً قوله ولا تکره اتفاقا ولهذا صرح فی الذخیرة والمجتبی بانه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروءة سراً اوجهرا کان حسنا عندابی حنیفة ورجحه المحقق ابن الهمام الخ شامی .(۳) پس معلوم ہوا کہ مابین فاتحہ وسورۃ کے بھی بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ اگرچہ سنت موکدہ نہیں جیسا کہ اول ہر رکعت میں ہے۔ فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوة فصل اذا اراد الشروع ج ۱ ص ۴۹۰. ط.س. ج ۱ ص ۵۲۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸. ۱۲ ظفیر
(۳) ردالمحتار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۵۷ وج ۱ ص ۴۵۸. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۰. ۱۲ ظفیر

امام کے لئے انحراف عن القبلہ کن نمازوں کے بعد مستحب ہے:۔

(سوال ۳۴۷) بعد فریضۂ نماز کے سلام پھیرنے کے اہل حدیث تو ہر نماز کے بعد مقتدیوں کے طرف متوجہ ہو کر دعاء مانگتے ہیں مگر حنفی امام کو اکثر دیکھا ہے کہ جس کی بعد تطوع نہیں مثلاً فجر وعصر وہاں تو وہ بھی اہل حدیث کی طرح ہی سلام پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر لیتے ہیں۔ مگر جس نماز کے بعد تطوع ہیں مثلاً ظہر، مغرب، عشاء، وہاں وہ روقبلہ ہی ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ ان میں سے کوئی طریق اقرب الی السنۃ ہے مع حوالہ تحریر ہو۔ حدیث بخاری کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجھہ سے استمرار ثابت ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے ویکرہ تاخیرا لسنۃ الا بقدر اللھم انت السلام الخ وفی الخانیۃ یستحب للامام التحول یمین القبلۃ یعنی یسار المصلی لتنفل او ورد وخیرہ فی المنیۃ بین تحویلہ یمینا وشمالاً واما ما ً وخلفاً وذھابہ لبیتہ واستقبالہ الناس بوجھہ الخ جلد اول ص ۳۵۷ وعن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام ومنک السلام وتبارکت یا ذاالجلال والا کرام ص ۸۱ مشکوۃ شریف۔ ان روایات فقہیہ اور حدیث مشکوۃ شریف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں روبقبلہ دعاء مانگ کر سنتوں کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور حدیث بخاری شریف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجھہ ان نمازوں پر محمول ہے جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔

آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۴۸) آمین بالجہر اور رفع یدین سنت ہے کہ نہیں۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک یہ سنت نہیں بلکہ آہستہ آمین کہنا اور رفع یدین نہ کرنا سنت ہے۔(۲)

غیر مقلد کی جماعت میں شرکت:۔

(سوال ۳۴۹) ہم مذہب حنفی کے ہمراہ شامل صف نماز ہو کر کسی شخص کا پکار کے آمین کہنا ہمارے لئے موجب فساد نماز یا کراہت نماز ہے یا نہیں اگر باعث کراہت ہے تو کون سی کتاب میں لکھا ہے۔

(جواب) فساد نہیں۔ فقط۔

ختم نماز السلام علیکم پر ہونا چاہئے:۔

(سوال ۳۵۰) السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر نماز ختم کر دینا چاہئے یا لفظ برکاتہ بھی پڑھا جائے۔

(جواب) صرف لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا سنت ہے کما فی الا نوار الساطعہ عن منیۃ المصلی وان یقول

---

(۱) ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ا ص ۴۹۵ ط س ج ا ص ۵۳۰ ۱۲ ظفیر۔
(۲) وامن سراً الخ ولا یسن رفع یدیہ الا فی تکبیرۃ لافتتاح الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ط س ج ا ص ۴۰۳) ظفیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ مرتین اھ(۱)اور اسی طرح اور حدیث میں بھی وارد ہے۔ صرف ابوداؤد کی ایک روایت میں وبرکاتہ کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔ مگر حنفیہ کے یہاں روایت مشہورہ ہی مسنون ہے وبرکاتہ کے زائد کرنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے دعاء لمبی کرے:۔

(سوال ۳۵۱)بہشتی گوہر میں ہے مسئلہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعاء مانگ کر سنن کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔ اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر۔ ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعاء مانگے۔ یہ صورت شرعاً کیسی ہے۔

(جواب)اوفق بالا حادیث یہ صورت ہے جو کہ بہشتی گوہر سے منقول ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر وعصر ان میں حسب روایت نورالا یضاح عمل کرے۔(۳)اور جن فرائض کے بعد سنن ہیں ... ان کے بعد امام اور مقتدیان مختصر دعاء مانگ کر سنتیں ادا کریں خواہ فصل یالا وادکر کے بعد میں سنتیں پڑھیں۔ اور پھر اجتماعاً دعاء کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دعاء اجتماعاً ایک ہی بار ہے۔ پھر دوبارہ بعد السنن مقتدیوں کو امام کی دعاء کا انتظار کرانا اور اس کا التزام کرنا ضروری نہیں ہے۔(۴)فقط۔

آمین وغیرہ آہستہ کہنا چاہئے:۔

(سوال ۳۵۲)اگر کوئی مقتدی حنفی آمین بالجہر کہے یا ربنا لک الحمد بلند آواز سے کہے تو نماز اس کی بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)قال فی الدر المختار فی بیان سنن الصلوٰۃ والثناء والتعوذوا لتسمیۃ والتامین کونہن سراً الخ ۔(۵)وفیہ ایضاً وکذا فی التسمیع والسلام واما الموتم والمنفرد فیسمع نفسہ

---

(۱)ویقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ ولا یقول فی ھذا السلام ای فی سلام الخروج من الصلوٰۃ سواء کان عن الیمین اوالیسار اوبرکاتہ (غنیۃ المستملی ص ۳۲۶)ظفیر

(۲)ثم یسلم الخ قائلاالسلام علیکم ورحمۃ اللہ ھو السنۃ الخ وانہ لا یقول ھنا وبرکاتہ وجعلہ النووی بدعۃ وردہ الحلبی وفی الحاوی انہ حسن (درمختار) ردہ الحلبی حیث قال فی الحلیۃ شرح المنیۃ بعد نقلہ قول النووی انہا بدعۃ ولم یصح فیہا حدیث بل صح فی ترکہا غیر ما حدیث مانصہ لکنہ متعقب فی ھذا فانہا جاء ت فی سنن ابی داؤد من حدیث وائل بن حجر باسناد صحیح وفی صحیح ابن حبان من حدیث عبداللہ بن مسعود ثم قال اللہم الا ان یجاب بشذوذھا وان صح مخرجہا الخ (ردالمحتار باب صفۃالصلوٰۃ بعد الفصل ج ۱ ص ۴۹۱ ط.س ج ۱ ص ۵۲۶)ظفیر

(۳)وفی الحجۃ الامام اذا فرغ من الظہر والمغرب والعشاء یشرع فی السنۃ ولا یشتغل بادعیۃ طویلۃ کذا فی التتار خانیہ (عالمگیری مصری کیفیت صلوٰۃ ج ۱ ص ۷۲ ط ماجدیہ ج ۱ ص ۷۷)ظفیر

(۴) مسجد تو دراصل فرض نمازوں کے لئے ہے۔ نفل اور سنت کا گھروں میں پڑھنا افضل ہے والافضل فی النفل غیر التراویح المسجد الا لخوف شغل عنہا والاصح افضلیۃ ما کان اخشع واخلص (درمختار) قولہ والافضل فی النفل الخ شمل ما بعد الفریضۃ وما قبلہا لحدیث الصحیحین علیکم بالصلوٰۃ فی بیوتکم فان خیر صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ واخرج ابو داؤد وصلاۃ المرء فی بیتہ افضل من صلاتہ فی مسجدی ھذا الا المکتوبۃ وتمامہ فی شرح المنیۃ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۸ ط.س ج ۲ ص ۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ نمازیوں کو سنت کے لئے روکنا اور اجتماعاً دعا کرنے کا دستور عہد نبوی میں نہیں تھا اور نہ یہ التزام درست ہے اس لئے کہ حدیث کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

(۵)الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی سنن الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۴۳ ط.س ج ۱ ص ۴۷۵-۴۷۶ ظفیر

الخ(۱)وفیه ایضا ترک السنة لا یوجب فساداً ولا سهواً بل اساءة الخ وقالوا الا ساءة ادون من الکراهة(۲)فی الشامی الا ساءة افحش من الکراهة .(۳)الخ ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ جہر بالتامین والتحمید عند الحنفیه خلاف سنت ہے۔اور مرتکب اس کا مسئی ہے۔فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں ہیئت رکوع کیا ہو:۔

(سوال ۳۵۳)بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رکوع کی حالت میں سرین کو ایڑی سے اوپر اٹھانا چاہئے یا نہیں یا سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے۔

(جواب)سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے اور کمال رکوع کا ایسی حالت میں یعنی بیٹھے ہوئے نماز پڑھنے میں یہ ہے کہ رکوع میں پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جاوے اور اگر تھوڑا سا بھی سر کو جھا دیوے گا کمر کی انحناء کے ساتھ تو یہ بھی کافی ہے۔شامی میں برجندی سے منقول ہے ولو کان یصلی قاعدا ینبغی ان یحاذی جبهته قدام رکبتیه لیحصل الرکوع اه قلت ولعله محمول علی تمام الرکوع ولا فقد علمت حصوله باصل طأطأة الراس ای مع انحناء الظهر .(۴)شامی۔فقط۔

بعد نماز پنجگانہ دعاء سنت ہے:۔

(سوال ۳۵۴)بعد نماز پنجگانہ دعاء کے واسطے ہاتھ اٹھانا سنت ہے یا بدعت۔زید نے دعا اس غرض سے ترک کر دی کہ اس بارہ میں کوئی حدیث وارد نہیں۔یہ فعل کیسا ہے۔

(جواب)نماز پنجگانہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا سنت نبویہ ﷺ ہے۔حصن حصین جو معتبر کتاب حدیث کی ہے اس میں احادیث مرفوعہ دعاء میں ہاتھ اٹھانے اور بعد دعاء کے منہ پر ہاتھ پھیرنے کی موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جاوے۔(۵)نمازوں کے بعد دعاء کا مسنون ہونا بھی اس میں مذکور ہے۔پس زید کا یہ فعل ترک دعاء بعد الصلوٰۃ خلاف سنت ہے۔(۶)فقط۔

ثناء اور تشہد وغیرہ کے پہلے بسم اللہ نہیں ہے:۔

(سوال ۳۵۵)نماز میں ثناء اور تشہد اور درود اور دعاء اور دعاء قنوت کے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

---

(۱) شامی، ج۱/۳۲۴باب صفة الصلوٰة ایضا ط.س ج۱ ص۴۷۵ ۱۲ ظفیر
(۲) ایضا ج۱ ص ۴۴۴ ط.س ج۱ ص۴۷۳ ۱۲ ظفیر
(۳) ردالمحتار باب ومطلب ضا ج۱ ص ۴۴۴ ط.س ج۱ ص۴۷۴ ۱۲ ظفیر
(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث الرکوع والسجود ج۱ ص۴۱۶ ط.س ج۱ ص۴۷۴ ۱۲ ظفیر
(۵) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سألتم الله فاسئلوه ببطون اکفکم (الی قوله) فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهکم رواه ابو داؤد وعن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا رفع یدیه فی الدعاء لم یحطهما حتی یمسح بهما وجهه رواه الترمذی (مشکوٰة کتاب الدعوات فصل ثانی ص ۱۹۵)ظفیر
(۶) ودبر الصلوات المکتوبات بحواله الترمذی (حصن حصین احوال الاجابت ص ۳۰)ظفیر

(جواب) بسم اللہ پڑھنا سورہ فاتحہ کے اول اور سورۃ سے پہلے ہے۔ تشہد وغیرہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ لیکن بعض روایات میں تشہد اور دعاء قنوت میں بسم اللہ وارد ہے۔ اگر پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

فرائض کے بعد سنن سے پہلے دعاء کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۳۵۶) فرائض کے بعد سنن اور نوافل سے پہلے دعاء میں **اللّٰھم انت السلام الخ** سے زیادہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں دیگر ادعیہ نقل کر کے ان کا پڑھنا اولیٰ لکھا ہے۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) ان ادعیہ واذکار کا پڑھنا بعد نماز فرض کے قبل سنن رواتب جائز اور مستحب ہے۔ اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور بعض فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ بعد فرائض کے **اللھم انت السلام الخ** سے زیادہ نہ پڑھے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور نہ غرض اس سے تحدید ہے اور اگر بعض فقہاء کی بوجہ ظاہر بعض روایت حدیث کے یہ رائے ہو بھی تو دیگر اکثر فقہاء بوجہ روایات کثیرہ احادیث کے دیگر اذکار وادعیہ ماثورہ جائز و مستحب فرماتے ہیں۔ (۲) جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ فقط۔

حالت رکوع میں الصاق کعبین:۔

(سوال ۳۵۷) الصاق کعبین رکوع کی حالت میں مسنون ہے یا نہیں اور درمختار باب السنن میں جو روایت اور بحث اس کے متعلق ہے وہ روایت قابل عمل ہے یا نہیں۔

(جواب) اس پر عمل کرنا درست ہے کیونکہ علامہ شامی کو کلام صرف اس میں ہے کہ یہ سنت ہے یا نہیں۔ باقی جواز بلکہ استحباب میں کچھ شبہ معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ سنت ہونا اس کا ثابت نہیں ہے اس لئے اگر کوئی الصاق کعبین نہ کرے تو اس پر کچھ ملامت نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

بعد فرائض دعاء:۔

(سوال ۳۵۸) بعد جماعت کے جو دعاء امام کے ساتھ مانگتے ہیں اس میں آمین کہنا چاہئے یا جو مرضی ہو دعا مانگے۔

---

(۱) وتعوذ الخ سراً الخ لقراءۃ الخ و کما تعوذ سمی غیر الموتم (درمختار) ذکر المصنف ثلاث مسائل تفریعا علی قولہ لقراءۃ بناء علی قول ابی حنیفۃ ومحمد ان التعوذ تبع للقراءۃ اما عند ابی یوسف فھو تبع للثناء الخ لکن مختار قاضی خان والھدایہ وشروحھا والکافی والاختیار واکثر الکتب ھو قولھما انہ تبع للقراءۃ وبہ ناخذ شرح المنیۃ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ. بعد الفصل ج ۱ ص ۴۵۶ و ج ۱ ص ۴۵۷. ط.س. ج ۱ ص ۴۸۹) ظفیر۔

(۲) ویکرہ تاخیر السنۃ الا بقدر اللھم انت السلام الخ قال الحلوانی لاباس بالفصل بالاوراد، واختارہ الکمال الخ ویستحب ان یستغفر ثلاثا ویقرأ اٰیۃ الکرسی والمعوذات الخ ویدعو ویختم بسبحان ربک الخ (ردالمحتار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ فصل کیفیت صلوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۴. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۰) ظفیر

(۳) وسننھا الخ رفع الیدین الخ وتکبیرۃ الرکوع الخ والتسبیح فیہ ثلاثا والصاق کعبیہ الخ ویسن ان یلصق کعبیہ وینصب ساقیہ ویبسط ظھرہ ویسوی ظھرہ بعجزہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۴۴ و ج ۱ ص ۴۶۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۷۳ - ۴۷۶) قال السید ابوالسعود وکذا فی السجود ایضا وسبق فی السنن ایضا اھ والذی سبق ھو قولہ والصاق کعبیہ فی السجود سنۃ وراہ ولا یخفی ان ھذا اسبق نظر فان شارحنا لم یذکر ذلک لا فی الدرالمختار ولا فی الدر المنتقی ولم ارہ لغیرہ ایضا فافھم نعم بما یفھم ذالک من انہ اذا کان السنۃ فی الرکوع الصاق الکعبین ولم یذکر تفریجھا بعدہ فالا صل بقاء ھما ملصقین فی حالۃ السجود ایضا تامل الخ (ردالمحتار باب ایضا ج ۱ ص ۴۶۱) ط.س. ج ۱ ص ۴۷۳ ظفیر

(جواب) جو دعاء چاہے مانگے یہ ضروری نہیں کہ امام کی دعاء پر آمین کہے۔(۱)

متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں :-

(سوال ۳۵۹) متون میں رفع سبابہ کا ذکر کیوں نہیں کیا اور یہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں اس کی تفصیل دیکھ لیں اس میں بعض متون سے بھی رفع سبابہ نقل کیا ہے۔ اور رفع سبابہ کی تصحیح کی ہے اور امام محمدؒ نے اس کو اپنا اور امام ابوحنیفہؒ کا قول لکھا ہے۔ (۲) فقط۔

بجائے اللہ اکبر کے یا اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں :-

(سوال ۳۶۰) نماز میں بجائے اللہ اکبر تکبیرات انتقال کے اگر کوئی شخص سہواً یا اللہ ایک دو مرتبہ کہہ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ جائز ہے اور اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے۔(۳) فقط۔

انگلیوں کا حلقہ تشہد میں کب تک باقی رکھے :-

(سوال ۳۶۱) نماز کے ہر قعدہ میں جب انگشت شہادت اٹھاتا ہے تو اور چار انگلیوں کو بند کرنا ہوتا ہے۔ بعد تشہد کے تا سلام ان انگلیوں کو ویسا ہی رکھنا چاہئے یا کھول کر۔

(جواب) لا اله الا الله کہنے کے وقت جب کہ عقد اصابع یا ان کا حلقہ کر لیا ہے تو پھر اس کو فارغ ہونے تک ویسا ہی رکھنا چاہئے کما نقل الشامی عن المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عن الا ثبات وهو قول ابی حنیفة و محمد رحمة الله علیهما و کثرت به الا ثار والا خبار فالعمل به اولیٰ انتهی فهو صریح فی ان المفتی به هو الا شارة بالمسبحة مع عقد الا صابع علی الکیفیة المذکورة شامی ۔(۴) جلد اول۔ اس طرح کی متعدد عبارتیں ہیں کہ جن میں عقد اصابع و اشارہ کے بعد اس کے کھولنے کا ذکر نہیں جو کہ اس کی صریح دلیل ہے کہ بعد عقد کھولنا مناسب نہیں۔ فقط۔

رکوع میں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں :-

(سوال ۳۶۲) رکوع میں دونوں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس پر عامل ہو تو اس کو منع کرنا جائز ہے یا نہ۔

---

(۱) ثم یسلم الخ مع الا مام الخ وید عو ویختم بسبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۸۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۲۴)

(۲) مفصل حوالہ گذر چکا وهو قول ابی حنیفة ومحمد رحمهم الله وکثرت به الاثار والاخبار فالعمل به اولی (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۸) ظفیر

(۳) وصح شروعه بتسبیح وتهلیل وتحمید وسائر کلم التعظیم الخالصة له تعالیٰ الخ کما صح لو شرع بغیر عربیة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل تالیف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۰ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۳) ظفیر

(۴) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ۱ ص ۴۱۴ ط.س. ج ۱ ص ۵۰۹. ۱۲ ظفیر

(جواب) وباللہ التوفیق۔ شامی میں ہے ویکرہ القیام علی احد القدمین فی الصلوۃ بلا عذر وینبغی ان یکون بینھما مقدار اربع اصابع الید لانہ اقرب الی الخشوع ھکذا روی عن ابی نصر الدبوسی انہ کان یفعلہ کذا فی الکبری وما روی انھم الصقوا الکعاب بالکعاب ارید بہ الجماعۃ ای قام کل واحد بجانب الآخر کذا فی فتاوی سمرقند الخ ص ۲۹۹ جلد اول ۔(۱) اس روایت سے یہ امر معلوم ہوا کہ حالت قیام میں ہر دو قدم کے درمیان میں چار انگشت کا فاصلہ ہونا چاہئے اور یہ کہ الصاق کعاب بالکعاب کے معنی محاذات کے ہیں جو کہ احادیث سوّوا صفوفکم۔ وتراصوا۔ وسدوا الخلل (۲) وغیرہ سے مستفاد ہے۔ پس جب کہ حالت قیام میں چار انگشت کا فاصلہ قدمین میں رکھنا چاہئے تو رکوع میں بھی اسی حالت پر رہنا چاہئے۔ بہر حال معلوم ہوتا ہے کہ اصل سنت الصاق۔ محاذات وتسویہ صف سے حاصل ہو جاتی ہے اور تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رکوع اور سجود میں الصاق کعبین حقیقتاً متعذر ہے یا بہت تکلف اور دقت سے ہوتا ہے۔ ایڑیوں کو تو ملایا جا سکتا ہے مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایڑیوں کے ملانے سے کعبین نہیں ملتے البتہ محاذات کعبین پوری طرح اس میں حاصل ہو جاتی ہے اور یہی مقصود شارع علیہ السلام معلوم ہوتا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اور اس کی زیادہ تحقیق اور تفصیل مع نقل عبارات مولانا میرک شاہ مدرس مدرسہ ہذا نے دوسرے پرچہ پر لکھی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔ فقط۔

دیگر از مولانا میرک شاہ صاحب مدرس دارالعلوم۔

(جواب) اقول و باللہ التوفیق۔ یہ مسئلہ الصاق کعبین کا اگرچہ متاخرین حنفیہ کی کتب میں ہے لیکن ائمہ مذہب اور متقدمین حنفیہ کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی چنانچہ متقدمین کی کتب معتبرہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اس مسئلہ کو سب سے پہلے زاہدی نے مجتبیٰ میں ذکر کیا ہے پھر اس سے قہستانی نے جامع الرموز اور شرح کیدانی میں اور حلبی نے شرح منیہ میں اور ابن نجیم نے بحر اور تمرتاشی (تلمیذ صاحب بحر) نے منح القضاء میں نقل کیا ہے اور چونکہ کسی قسم کی تردید بھی نقل کرتے ہوئے نہ کی۔ اس وجہ سے اس کو معمول بہ سمجھا گیا۔ چنانچہ بحر و صاحب درمختار نے بصیغہ جزم سے اسے نقل کیا۔ ادھر سے بعض فقہاء کے کلام سے اور توارث وتعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریج ہی سنت ہونی چاہئے۔ چنانچہ سعایہ میں مذکور ہے و رأیت کلاما للشیخ محمد حیات السندی یقضی اثبات سنیۃ لتفریج و نفی سنیۃ الالصاق اھ (۳) ان حالات کو دیکھ کر فقہاء متاخرین کی عبارت یا مؤول ہوگی یا مرجوح طوالع الانوار شرح درمختار میں شیخ محمد عابدؒ نے اس کی تاویل کرتے ہوئے الصاق کعبین سے محاذات کعبین مراد لی ہے اور اس میں علامہ رحمتی کے قول سے استیناس بھی کر لیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں قولہ و الصاق کعبیہ ای حالۃ الرکوع قال الشیخ رحمتی مع بقاء تفریج ما بین القدمین قلت لعلہ اراد من الالصاق المحاذاۃ و ذالک بان یحاذی کل من کعبیہ الآخر فلا یتقدم احدھما علی الآخر ۔(۴) یہ تو متاخرین کے اس قول کی تاویل کی صورت ہے جو طوالع الانوار شرح درمختار میں مذکور ہے اور جن فقہاء نے اس کی تاویل کا ارادہ نہیں کیا ہے وہ اس کو قول مرجوح اور زاہدی کے ادعا م

(۱) ان حملوں کے لئے دیکھئے مشکوۃ باب تسویۃ الصفوف ۱۲ ظفیر
(۲) (۳) سعایہ
(۴) طوالع الانوار

میں درج کرتے ہیں کما فی السعایة نقلا عن تعلیق الشیخ ابی الحسن السندی علی الدر المختار هذه السنة انما ذکرها من المتاخرین تبعا للمجتبی ولیس لها ذکر فی الکتب المتقدمة ولم یرد فی السنة علی ما وقفنا علیه وکان بعض مشائخنا یری انه من اوهام صاحب المجتبی وکانهم توهموا مما ورد ان الصحابة کانوا یهتمون بسد الخلل فی الصفوف حتی یضمون الکعاب والمناکب ولا یخفی ان المراد ههنا الصاق کل کعب بکعب صاحبه لاکعبه مع الکعب الآخر اه (۱) خلاصہ یہ کہ دونوں ٹخنوں کو رکوع میں بالکل ملا دینا جیسے کہ مجتبی اور اس کے اتباع کی کتب میں واقع ہوا ہے۔ اپنے ظاہر مفہوم پر محمول نہیں اور اگر ظاہر مفہوم پر ہی محمول ہو تو صاحب مجتبی کی اوہام میں سے ہوگا لیکن سعایہ میں شق اول کو اختیار کیا ہے اور رکوع میں الزاق کعب بکعب کی سنیت کی نفی کو دلائل عدیدہ سے ثابت کیا ہے۔ فلیر اجع۔ کتب میرک شاہ۔ فقط۔

تشہد میں بحث رفع سبابہ:۔

(سوال ۳۶۳) تشہد میں رفع سبابہ کے متعلق علمائے احناف کا کیا مذہب ہے، آیا سنت ہے یا واجب یا مستحب۔ اور کس وقت سے کس وقت تک رفع کیا جاوے۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ اس کے خلاف کیوں فرماتے ہیں اور حلقہ بنانا کیسا ہے۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ رفع سبابہ تشہد میں سنت ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے مؤطا میں فرمایا ہے وهو قولی وقول ابی حنیفة رحمہ اللہ (۲) اور مستحب یہ ہے کہ نفی پر اٹھاوے اور اثبات پر رکھ دے۔ وفی المحیط انها سنة یرفعها عند النفی ویضعها عند الاثبات وهو قول ابی حنیفة ومحمد رحمهما اللہ وکثرت به الآثار والاخبار فالعمل به اولی۔ (۳) اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بربنا علی المتون عدم رفع کو راجح سمجھا ہے لیکن جمہور فقہاء و محدثین نے اس کے خلاف کی تصحیح فرمائی ہے اور شراح نے متون کی روایت کو صحیح اور مفتی بہ نہیں سمجھا ہے اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع اور خلفاء نے بھی قول امام ربانی کی تاویل فرمائی ہے اور اشارہ سبابہ کا سنت ہونا ثابت فرمایا ہے۔ اور حلقہ کرنا ابہام اور وسطے سے اور قبض کرنا خنصر اور بنصر کو اور اشارہ کرنا مسبحہ سے سنت ہے۔ وصفتها ان یحلق من یده الیمنی عند الشهادة والابهام والوسطیٰ ویقبض البنصر والخنصر ویشیر بالمسبحة الخ شامی۔ (۴) فقط۔

سجدے سے اٹھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہونا سنت کے مطابق ہے:۔

(سوال ۳۶۴) غیر مقلد یہ بھی کہتے ہیں کہ حنفی لوگ سجدے سے سر اٹھانے کے ساتھ ہی سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں غیر مشروع ہے اور اس سے نماز خلل پذیر ہوتی ہے بلکہ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ بیٹھنا بھی چاہئے۔ یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔

(۱) سعایہ۔
(۲) موطا امام محمد (۳) رد المحتار باب صفة الصلوة فصل فی تالیف الصلوة ج ۱ ص ۴۷۵۔ ط س ج ۱ ص ۵۰۹ ۱۲ ظفیر۔ (۴) ایضا ۱۲ ظفیر

(جواب) اس کا جواب صاحب ہدایہ نے مختصر الفاظ میں اس طرح دیا ہے ولنا حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینھض فی الصلوۃ علی صدور قدمیہ وما رواہ محمول علی حالۃ الکبر الخ (۱) فقط۔

رفع سبابہ اور حضرت مجدد صاحبؒ :-

(سوال ۳۶۵) اکثر کتب فقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ التحیات میں انگلی سبابہ کا اٹھانا سنت و موجب ثواب ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی بھی اس کو سنت نبوی قرار دیتے ہیں۔ لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کو مکتوبات نمبر ۳۱۲ میں حرام فرماتے ہیں۔ ان دونوں حضرات میں سے کس کا قول معتبر و مستند ہے۔

(جواب) اس میں صحیح و مستند یہ ہے کہ اشارہ بالسبابہ تشہد میں سنت و مستحب ہے۔ جمہور امت اسی طرف ہیں۔ اور درمختار میں عدم رفع سبابہ کی روایت نقل کر کے پھر اس کے خلاف کو بہت روایات اور دلائل سے سنت ہونا ثابت کیا ہے اور محمدؒ نے مؤطا میں اپنا اور امام صاحبؒ کا سنیت رفع سبابہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ (۲) اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی طرف سے بعض نے ان کی اولاد و امجاد میں سے اور ان کے خلفاء نے معذرت فرمائی ہے بربناء بعض روایات حنفیہ حضرت مجدد صاحب نے ایسا فرمایا ہے۔ لیکن امر محقق یہ ہے کہ رفع سبابہ سنت ہے اس کو ترک نہ کیا جاوے ھذا خلاصۃ مافصلہ و حققہ العلماء المحققون من الا حناف فلا اشکال فان اختلاف الا مۃ رحمۃ من اللہ المتعال. فقط۔

قعدۂ اولیٰ میں اگر امام کھڑا ہو جاوے اور مقتدی التحیات پوری نہ کر سکے تو اسے کیا کرنا چاہئے :-

(سوال ۳۶۶) اگر امام قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی کی باقی ہے تو وہ کیا کرے اور اگر مقتدی پہلے پڑھ چکے تو خاموش بیٹھا رہے یا کیا کرے۔

(جواب) مقتدی پوری کر کے اٹھے۔ (۳) اور اگر مقتدی پہلے پڑھ چکا تو خاموش رہے یا کلمۂ آخر کا تکرار کرتا رہے۔ (۴) فقط۔

حالت نماز میں درود کے اندر ذریات و ازواج کا کلمہ بڑھانا کیسا ہے :-

(سوال ۳۶۷) ایک صاحب نے لکھا ہے کہ نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں لفظ ازواج و ذریات کا اور بڑھاوے اس میں زیادہ ثواب ہے مثلاً اللھم بارک علی ازواجہ و ذریاتہ الخ۔ یہ بڑھانا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جس قدر معمول ہے وہی کافی ہے۔ اگرچہ بڑھا دینے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (۵) فقط

---

(۱) ھدایہ باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۱۰۱ ۱۲۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں سجدے سے اٹھتے ہوئے سیدھے اپنے دونوں پاؤں کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد کچھ دیر بیٹھتے نہیں تھے باقی جس روایت میں بیٹھ کر کھڑے ہونے کا ذکر ہے وہ آنحضرت ﷺ کے بڑھاپے کا واقعہ ہے اپنے ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل کی صورت نکل آتی ہے۔

(۲) تفصیلی حوالہ پہلے نذر چکا ۱۲ ظفیر۔ (۳) لو رفع الا مام راسہ الخ قبل ان یتم الماموم التسبیحات الثلاث وجب متا بعۃ الخ بخلاف سلامۃ او قیامہ لثالثۃ قبل اتمام الموتم التشھد فانہ لا یتا بعہ بل یتمہ لو جو بہ ولو لم یتم جاز (درمختار) ای صح مع کراھۃ التحریمہ الخ (رد المحتار باب صفۃ الصلوۃ فصل تالیف الصلوۃ ج ۱ ص ۴۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵) ظفیر. (۴) ولا یزید فی الفرض علی التشھد فی القعدۃ الا ولی اجماعا الخ ولو فرغ الموتم قبل امامہ سکت اتفاقا (ایضا ج ۱ ص ۴۷۲ و ج ۱ ص ۴۷۷. ط.س ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر

(۵) ولذا قال فی شرح المنیۃ والا تیان بما فی الا حادیث الصحیحۃ اولی الخ (ردالمحتار باب ایضا ج ۱ ص ۴۷۹. ط.س. ج ۱ ص ۵۱۳) ظفیر

سلام میں صرف منہ پھیرے سینہ نہ پھیرے:۔

(سوال ۳۶۸) نماز سے خروج کے لئے سلام پھیرتے وقت قبلہ سے فقط منہ ہی پھیرے یا سینہ بھی۔

(جواب) صرف منہ پھیرنا دونوں طرف سلام کے ساتھ کافی ہے۔(۱) فقط۔

سورہ ملانا واجب ہے:۔

(سوال ۳۶۹) ضم سورۃ فرض ہے یا واجب اور کس قدر۔

(جواب) واجب ہے بقدر تین آیت کے۔(۲) فقط۔

امامت بغیر عمامہ ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۰) رسول اللہ ﷺ سے یا علماء سے بدون عمامہ کے نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب) او کلکم یجد ثوبین وغیرہ۔ احادیث(۳) سے صاف ظاہر ہے کہ عمامہ ضروریات صلوٰۃ یا امامت سے نہیں ہے۔

رکوع میں امام عجلت کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۱) امام رکوع و سجود میں ایسی جلدی کرتا ہے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہیں پڑھ سکتے۔ مقتدیوں کی نماز ہوتی ہے یا نہ؟

(جواب) امام کو ایسی جلدی رکوع سجود میں نہ چاہئے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہ پڑھ سکیں۔ لیکن اگر مقتدیوں کی تین تسبیح پوری نہ ہوئی تو نماز مقتدیوں کی صحیح اور کامل ہوئی اس میں کچھ نقصان نہیں آیا۔(۴)

عورتیں کس طرح سجدہ کریں:۔

(سوال ۳۷۲/۱) عورتوں کو مردوں کی طرح سجدہ کرنا چاہئے یا کس طرح؟

تشہد کی حالت میں نگاہ کہاں ہو:۔

(سوال ۳۷۳/۲) تشہد کی حالت میں کس جگہ نگاہ رکھے؟

---

(۱) وتحویل الوجه یمنة ویسرة للسلام (ای من السنن (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب سنن الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ولها اداب ترکه لا یوجب اساء ة ولا عتابالکن فعله افضل الخ والی منکبه الایمن والا یسر عند التسلیمة الا ولی والثانیة لتحصیل الخشوع (ایضاً آداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر۔

(۲) ولها واجبات الخ (ومنها) ضم اقصر سورة کالکوثر او ماقام مقامها وهوثلاث ایات قصار (الدر المختار علی هامش رد المحتار. باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷، ط.س. ج ۱ ص ۴۵۶ — ۴۵۸) ظفیر۔

(۳) دیکھیے دار قطنی. باب الصلوٰة فی الثوب الواحد ج ۱ ص ۱۰۵ ۱۲ ظفیر۔

(۴) لو رفع الا مام راسه من الرکوع والسجود قبل ان یتم الما موم التسبیحات الثلاث وجب متابعته (درمختار) یسبح فیه ثلاثا فانه سنة علی المعتمد المشهور فی المذهب لا فرض ولا واجب کما مرفلا یترک المتابعة الواجبة لا جلها. (رد المحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۳، ط.س. ج ۱ ص ۴۹۵) ظفیر۔

(جواب) (۱) عورتوں کو اپنے بدن اور اعضاء کو سجدہ وغیرہ میں خوب ملانا چاہئے۔(۱) مردوں کی طرح کھل کرنہ کرنا چاہئے یہ مکروہ ہے۔

(۲) آداب نماز میں سے ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر رکھیں اور حالت رکوع میں پشت قدم کی طرف اور حالت سجود میں ناک کے کنارہ کی طرف اور حالت قعود و تشہد میں اپنی گود کی طرف الخ۔(۲) درمختار۔ فقط۔

امی کیسے نماز پڑھے:۔

(سوال ۳۷۴/۱) جو شخص نماز نہ سیکھ سکے وہ کیا کرے؟

فرض سے پہلے انی وجہت پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۳۷۵/۲) کیا فرض کے قبل انی وجہت وجھی للذی فطر السموات الخ پڑھنا چاہئے؟

(جواب) (۱) قراءت سیکھنے کی کوشش کرتا رہے اور افعال صلوٰۃ ادا کرتا رہے۔ اور چاہئے کہ امام کے پیچھے جماعت میں شریک ہو کر نماز ادا کرے۔ جب قراءت وغیرہ سیکھے اس وقت نماز باقاعدہ پڑھے۔(۳)

(۲) کچھ حرج نہیں نیت سے پہلے کہہ لے۔(۴) فقط۔

فرض نمازوں کے بعد دعا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۷۶) فرضوں کے بعد دعاء مانگنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کتنی دیر تک؟

(جواب) دعاء مانگنا تمام فرضوں اور نمازوں کے بعد جائز و مستحب ہے جس قدر مناسب ہو دعاء کرے مگر جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد زیادہ دیر دعا نہ کرے۔ دعاء سے فارغ ہو کر سنتیں پڑھ لے۔(۵) فقط۔

آمین بالجہر و بالسر کی تحقیق:۔

(سوال ۳۷۷) آمین بالجہر اولیٰ یا بالاخفاء میں تحقیق کیا ہے؟ اور اگر غیر مقلدین آمین بالجہر کہیں تو حنفیوں کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں؟ اور اس بارہ میں حنفیوں اور غیر مقلدین میں ہمیشہ جھگڑا رہتا ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ مسجد بانٹ دی جائے غیر مقلدین ہماری مسجد میں نہ آویں اور غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مسجدیں نہ بانٹی جاویں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

---

(۱) والمرءة تنخفض فلا تبدى عضديها وتلصق بطنها بفخذيها لا نه استر (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۷۱ ط.س ج ۱ ص ۵۰۴) ظفير

(۲) نظره الى موضع سجوده حال قيامه والى ظهر قدميه حال ركوعه و الى ارنبة انفه حال سجوده والى حجره حال قعوده (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۴۶ ط.س ج ۱ ص ۴۷۷) ظفير

(۳) وذكر التمر تاشى يجب ان لا يترك الامى اجتهاده اناء ليله ونهاره ليتعلم قدر ما تجوز به الصلوة فان قصر لم يعذر عند الله تعالىٰ (غنية المستملى ص ۴۸۴) ولا يلزم العاجز عن النطق كا خرس وامى تحريك لسانه وكذا فى حق القراءة هو الصحيح لتعذر الواجب فلا يلزم غيره الا بدليل فكفى النية لكن ينبغى ان يشترط فيها القيام الخ (الدر المختار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۴۷۴) ظفير

(۴) والاولى ان ياتى بالتوجه قبل التكبير ليتصل النية به هو الصحيح (هدايه باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۹۲) ظفير

(۵) ثم يسلم عن يمينه ويساره (الى قوله) ويستحب ان يستغفر ثلاثا ويقرء اية الكرسى والمعوذات ويسبح ويحمد ويكبر ثلاثا وثلثين ويهلل تمام المائة ويدعو ويختم بسبحان ربك (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۹۵ ط.س ج ۱ ص ۵۲۴) ويكره تاخير السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ وقال الحلوانى لا باس ما لفصل بالاوراد واختاره الكمال ايضا ج ۱ ص ۴۹۴ ط.س ج ۱ ص ۵۳۰) ظفير

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ آمین کو آہستہ کہنا چاہئے فقہاء حنفیہ اخفاء آمین کو مسنون فرماتے ہیں اور حدیث میں اخفاء آمین بھی وارد ہوا ہے۔ شرح منیہ میں ہے وقدروی احمد و ابویعلی و الطبرانی والدار قطنی والحاکم فی المستدرک من حدیث شعبة عن سلمة بن کهیل عن حجر بن العنبس عن علقمة بن وائل عن ابیه انه صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین واخفی بها صوته وقال الشافعیؒ واحمدؒ یجهر الا مام والماموم بامین لما روی ابن ماجة کان علیه الصلوۃ والسلام اذا تلا غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال امین حتی یسمع من فی الصف الاول فیرتج المسجد قلنا تعارض روایتا الجهر والا خفاء فی فعله فیرجح الاخفاء باشارة قوله فان الا مام یقوله وبان الا صل فی الدعاء الاخفاء وامین دعاء فان معناه استجب الخ(۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ علماء حنفیہ حدیث اخفاء آمین کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کے نزدیک سنت اخفاء آمین ہے مگر چونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے لہذا حنفیہ کو بھی تعصب نہ کرنا چاہئے۔ غیر مقلدین کے آمین بالجہر کہنے سے حنفیوں کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا لیکن غیر مقلدوں کو بھی تعصب نہ کرنا چاہئے۔ ہر گاہ اخفاء آمین بھی حدیث شریف میں وارد ہے اور وہ راجح بھی ہے تو اپنے خیال پر بحث کیوں کرتے ہیں رہا یہ کہ حنفیہ کی مسجدوں میں غیر مقلدین کا آنا اگر موجب فساد و فتنہ ہو تو ان کو روک دیا جائے کہ حنفیوں کی مسجدوں میں نماز نہ پڑھیں جیسا کہ روافض کو روک سکتے ہیں۔ فقط۔

فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعاء پڑھنا ثابت ہے یا نہیں :۔

(سوال ۳۷۸) فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر کسی دعاء کا پڑھنا ثابت ہے؟ رکوع سجود اور قیام میں دونوں پیروں میں کتنا فاصلہ رہنا چاہئے؟

(جواب) فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعاء پڑھنا بسم الله لا اله الا الله الا هو الرحمن الرحیم اذهب عنی الهم والحزن حصن حصین .(۲) میں ہے حدیث اس بارہ میں منقول ہے اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ملانا رکوع اور سجدہ میں کتب فقہ میں مسنون لکھا ہے ویسن ان یلصق کعبیہؒ . درمختار قال السید ابو السعود وکذافی السجود ایضا شامیؒ باقی حالت قیام میں شامی میں لکھا ہے کہ قدمین میں چار انگشت کا فاصلہ ہونا چاہئے وینبغی ان یکون بینهما مقدارا ربع اصابع الید .(۳)

---

(۱) غنیة المستملی ص ۳۰۲ - ۱۲

(۲) دیکھئے حصن حصین ص ۸۵ وکان صلی الله علیه وسلم اذا صلی وفرغ من صلوته مسح بیمینه علی راسه وقال بسم الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن (ایضا) ظفیر

(۳) ردالمحتار ج ۱ ص ۴۱۴ باب صفة الصلوۃ بحث القیام ط.س ج ۱ ص ۴۴۴ - ۱۲ ظفیر

عہ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوۃ ج ۱ ص (۴۶۱) ط.س ج ۱ ص ۴۹۳ - ۱۲ ظفیر

عہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۶۱

مسائل مختلف فیہا کے متعلق سوال:۔

(سوال ۳۷۹) آمین بالجہر اور فاتحہ خلف امام اور رفع یدین حنفیہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور ان مسائل میں حنفیہ کے دلائل کیا ہیں؟

(جواب) آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین عندالحنفیہ جائز نہیں ہے اور دلائل ان مسائل کے حنفیہ کے پاس بہت ہیں اور آیات واحادیث اس بارہ میں موجود ہیں جو بہت سی کتابوں اور رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ آمین کے بارہ میں واخفی بھا صوتہ وارد ہے اور قراءۃ خلف الامام کی ممانعت میں واذا قرء فانصتوا مسلم کی روایت میں موجود ہے۔(۲) اور رفع یدین کے بارہ میں حدیث ابن مسعودؓ ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے قال لنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرہ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح۔(۳) فقط۔

فصل رابع
آداب نماز

امام مصلے پر موجود ہو تو کیا اس وقت بھی مقتدی بیٹھے ہیں:۔

(سوال ۳۸۰) جب امام مصلے پر موجود ہو تو امام اور مقتدی کو تکبیر کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے متعلق جو کتب فقہ میں حین قیل حی علی الفلاح مصرح ہے۔ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے یا نہیں۔ اور صحیح ہے یا غلط۔

(سوال ۱/۳۸۱) کیا مسئلہ نیا ہے اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے سے صف بندی ناممکن ہے۔

(سوال ۲/۳۸۲) اس قول پر عمل درآمد کرنے والے اور دوسروں کو ترغیب دینے والے کیسے ہیں اور توڑنے والے اور دوسروں کو باز رکھنے والے کیسے ہیں۔

(جواب)(۱ تا ۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم. اقول و باللہ التوفیق. بے شک فقہاء نے آداب نماز میں سے اس کو لکھا ہے کہ جس وقت بکر حی علی الفلاح کہے تو ائمہ ثلاثہ یعنی امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک امام اور مقتدی سب کھڑے ہو جاویں۔ کذا فی الدر المختار۔ اور یہ بھی درمختار میں ہے کہ یہ حکم استحبابی اس وقت ہے کہ امام وہاں قریب محراب کے پہلے سے موجود ہو اور اگر امام دوسری جگہ اپنے حجرے وغیرہ میں ہو تو جس وقت امام آوے اس وقت سب کھڑے ہو جاویں عبارت درمختار یہ ہے ولھا اداب ترکہ لا یوجب اساءۃ ولا عتابا کترک سنۃ الزواید لکن فعلہ افضل نظرہ الی موضع سجودہ حال قیامہ (الی ان قال) وقیام الامام والمؤ تم حین قیل حی علی الفلاح الخ ان کان الامام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الاظہر الخ وشروع الامام فی الصلوۃ مذ قیل قد قامت الصلوۃ ولو اخر حتی اتمھا لا باس بہ اجماعا وھو

(۱)دیکھئے غنیۃ المستملی ص ۳۰۲ (۲)مسلم ج ۱ ص ۱۷۴
(۳)مشکوٰۃ باب صفۃ الصلوۃ ص ۷۷ ۔ ۱۲ ظفیر

قول الثانی و الثلاثة وهو اعدل المذاهب الخ وفی القهستانی الخ انه الا صح قوله انه الا صح لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤ ذن و اعانة له علی الشروع مع الا مام شامی۔ (۱) پس معلوم ہوا کہ یہ امور آداب میں سے ہیں ان کے ترک پر اس قدر تشدد کرنا کہ ان کے تارک کو مورد لعن طعن قرار دینا نہایت ظلم و تعدی ہے جیسا کہ خود علامہ شامی نے شروع امام میں قد قامت الصلوۃ کہنے پر بحث کی ہے کہ اصح و اعدل المذ ہب یہ ہے کہ جب تک مکبر پوری تکبیر سے فارغ نہ ہو اس وقت تک امام نماز شروع نہ کرے کیونکہ اس میں پوری تکبیر کا جواب سب دے سکیں گے جو کہ مستحب و مسنون ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس وقت مکبر قد قامت الصلوۃ کہتا تھا تو آں حضرت ﷺ اقامها الله و ادامها پڑھتے تھے۔ (۲) اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے سووا صفوفکم فان تسویة الصفوف من اقامة الصلوۃ ومن تمام الصلوۃ (۳) اور حرمین شریفین اور دیگر بلاد میں یہ عادت ہے کہ جس وقت مکبر تکبیر کہنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو پہلے یہ حدیث پڑھتا ہے سووا صفو فکم الحدیث۔ الغرض اس بارہ میں شرعا وسعت ہے۔ اور قول فقہاء والقیام حین قیل حی علی الفلاح کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اگر پہلے سے امام و مقتدی کھڑے ہوئے نہ ہوں تو اس وقت کھڑے ہو جاویں۔ (۴) فقط۔

قد قامت الصلوۃ پر امام کا نیت باندھنا:۔

(سوال ۳۸۳) کیا قد قامت الصلوۃ پر امام کو نیت باندھنا مفتی بہ قول ہے۔

(جواب) شامی میں اصح اس کو قرار دیا ہے کہ تکبیر کے ختم کے بعد امام نماز شروع کردے۔ وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الا صح. لان فیه محافظة. علی فضیلة متا بعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الامام. (۵) شامی۔ فقط۔

بیٹھ کر نماز پڑھے تو حالت قعود و رکوع میں نگاہ کہاں رکھے:۔

(سوال ۳۸۴) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے وہ بیٹھنے کی حالت میں اپنی نظر کس جگہ رکھے۔ اور جب رکوع کرے تو کہاں نظر کرے۔

---

(۱) رد المحتار. باب صفة الصلوۃ فصل آداب الصلوۃ ج ا ص ۴۴۶ و ج ا ص ۴۴۷ ط.س. ج ا ص ۴۷۹. ۱۲ ظفیر

(۲) عن ابی امامة وبعض اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان بلا لا اخذ فی الا قامة الی ان قال قد قامت الصلوۃ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقامها الله و ادامها وقال فی سائر الا قامة کنحو حدیث عمر فی الا ذان رو ۔ ابو داؤد (مشکوۃ. باب فضل الاذان واجابته المؤذن فصل ثانی)

(۳) مشکوۃ باب تسویة الصف فصل اول ص ۹۸ ۱۲ ظفیر

(۴) والقیام لامام وموتم الخ (درمختار) مساوعة لامتثال امره والظاهر انه احتراز عن التا خیر للتقدیم حتی لو قام اول الاقامة لاباس (الطحطاوی علی الدر المختار باب صفة الصلوۃ آداب الصلوۃ ج ا ص ۲۱۵) ظفیر

(۵) اس سے پہلے کی عبارت یہ ہے وشروع الا مام فی الصلوۃ مذقیل قد قامت الصلوۃ ولو اخر حتی اتمها لاباس به اجماعا وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب کما فی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الاصح (درمختار) قوله انه الا صح لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الا مام (ردالمحتار باب صفة الصلاۃ آداب الصلوۃ ج ا ص ۴۴۷ ط.س. ج ا ص ۴۷۹) ظفیر

(جواب) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے، بیٹھنے کی حالت میں اس کے لئے فقہاء نے یہ مستحب لکھا ہے کہ حجر کی طرف نظر کرے۔ اور حجر کے معنی کئی ہیں۔ گود کے بھی ہیں اور پہلو وغیرہ کے بھی ہیں اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ اپنا کرتہ وغیرہ جو سامنے ہے اس کو دیکھے۔ غرض یہ ہے کہ جس میں خشوع حاصل ہو اور ایک طرف نظر ہو اور ادھر ادھر نہ ہو وہ وام کرے اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اندھیرے میں اور نابینا آدمی اللہ کی عظمت اور بڑائی کا خیال کرے۔ (۱) اس کے بعد واضح ہو کہ فقہاء نے بیٹھے ہوئے نماز پڑھنے کے لئے بحالت رکوع کوئی مقام نظر کے لئے معین نہیں کیا۔ لہٰذا اس کے لئے یہی مستحب ہوگا کہ رکوع میں جہاں نظر پڑے وہیں نظر رکھے اور متوجہ الی اللہ ہو۔ اصل حکم یہی ہے کہ تمام نماز اس طرح پڑھے گویا اللہ کو دیکھتا ہے کما ورد ان تعبد اللہ کانک تراہ۔ (۲) الحدیث۔ فقط۔

کیا اقامت کے وقت امام و مقتدیوں کا بیٹھا ہوا رہنا ضروری ہے:۔

(سوال ۳۸۵) نماز کے وقت معین پر امام صاحب اپنے حجرے سے تشریف لائے اور مصلے پر دوزانو بیٹھ گئے اور مقتدی بھی بیٹھ گئے۔ مؤذن نے کھڑے ہو کر تکبیر شروع کی اور مقتدی بیٹھے ہوئے ہیں جس وقت مؤذن نے حی علی الفلاح کہا فوراً امام و مقتدی کھڑے ہو گئے اور نیت باندھ لی۔ مگر امام نے دائیں بائیں صف کو نہیں دیکھا۔ آیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا یہ عمل تھا۔

(جواب) درمختار میں ہے ولها اداب ترکه لایوجب اساءة ولا عتابا (الی ان قال) والقیام لامام و موتم حین قیل حی علی الفلاح الخ۔ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ امام اور مقتدیوں کا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا آداب میں سے ہے، اس کے ترک سے عقاب و عتاب نہیں ہے اور نیز درمختار میں ہے ویصف الامام بان یا مرھم بذالک قال الشمنی وینبغی ان یا مرھم بان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا مناکبھم۔ (۴) الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو یہ لائق ہے کہ مقتدیوں کو برابر کھڑا ہونے کا اور صف سیدھی کرنے کا حکم کرے۔ پس امام کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ میں ایسی عجلت نہ کرے کہ صف پوری ہو یا نہ ہو، اور صف سیدھی ہو یا نہ ہو، اور سب نمازی برابر کھڑے ہوں یا نہ ہوں فوراً نیت باندھ لیوے، ایسا ہرگز نہ کرے۔ اور حی علی الفلاح پر تو امام کو نیت باندھنے کا حکم فقہاء نے بھی نہیں لکھا ہے بلکہ قد قامت الصلوٰۃ پر لکھا ہے اور اس میں درمختار و شامی وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ مکبر کی تکبیر کے ختم ہونے پر نیت باندھے۔ درمختار میں ہے اور قہستانی میں کہا خلاصہ سے نقل کر کے انه الاصح اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں لان فیه محافظة علی فضیلة متابعة المؤذن واعانة له علی الشروع مع الامام الخ۔ (۶)

---

(۱) ای نظره الی موضع سجوده حال قیامه الخ والی حجره حال قعوده (درمختار) قوله الی حجره ... بذلک ... قاموس وقال ایضا الحجر مثلثة المنع وحضن الانسان والمناسب هنا الاول لانه فسر لاحضن ... الابط الی الکشح او الصدر والعضدان الخ قوله لتحصیل الخشوع علة للجمیع لان المقصود الخشوع وترک التکلف الخ واذا کان فی الظلام او کان بصیرا یحافظ علی عظمة الله تعالی لان المدار علیها (رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل اداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۲ ط س ج ۱ ص ۴۷۷) ظفیر (۲) مشکوٰة کتاب الایمان فصل اول ۱۲ ظفیر (۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة فصل اداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۶ و ج ۱ ص ۴۷۷ ط س ج ۱ ص ۴۷۷ ... ظفیر (۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۱ ط س ج ۱ ص ۵۶۸ ۱۲ ظفیر (۵) وشروع الامام فی الصلوٰة مذ قیل قد قامت الصلوٰة ولو اخر حتی اتمها لا باس به اجماعا الخ وفی القهستانی معزیا للخلاصة انه الاصح (الدر المختار علی هامش رد المحتار اداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۷ ط س ج ۱ ص ۴۷۹) ظفیر عفی له
(۶) رد المحتار باب صفة الصلوٰة اداب الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۷ ط س ج ۱ ص ۴۷۹ ۱۲ ظفیر غفرلہ

فصل خامس۔ قراءت فی الصلوٰۃ

قراءت خلف الامام:۔

(سوال ۳۸۶) قرءت خلف الامام میں کیا قول ہے۔

(جواب) حنفیہ کی نزدیک امام کے پیچھے قرءت فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجھہ قال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسأ لھم ثلاثا فقالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قرأ خلف الا مام فلیس علی الفطرۃ عن عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یکفیک قراۃ الا مام فھؤ لاء جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قداجمعوا علی ترک القرأ ۃ خلف الامام.(۱)

یوم جمعہ کی فجر میں سورۂ سجدہ وسورہ دہر مسنون ہے:۔

(سوال ۳۸۷) جمعہ کے فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھنا مسنون ہے۔ زید مسنون ہونے کی وجہ سے بیس جمعہ کی فجر میں دونوں سورۃ پڑھتا ہے اور اکیسویں جمعہ کی فجر میں اور سورۃ پڑھتا ہے اس خیال سے کہ عوام ان کا پڑھنا فرض خیال نہ کریں تو یہ اولویت کے خلاف ہے یا نہیں۔

(جواب) احادیث میں بے شک ایسا آیا ہے لیکن حنفیہ اس کو بعض اوقات پر حمل کرتے ہیں اور مواظبت اس کے ساتھ پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ تعیین سورۃ کو کسی بھی نماز کے لئے منع فرماتے ہیں لہذا کبھی کبھی ایسا کرلیوے تو کچھ حرج نہیں ہے دوام اس پر نہ کرے، درمختار میں ہے۔ ویکون التعیین کالسجدۃ وھل اتی لفجر کل جمعۃ بل یندب قرأتھما احیاناً(۲) فقط۔

دوسری رکعت کو پہلے سے لمبی کرنا اور درمیان میں چھوٹی سورۃ چھوڑنا مکروہ ہے:۔

(سوال ۳۸۸) ایک شخص اول رکعت کی قراءت سے دوسری رکعت کی قرأۃ کو طویل کرتا ہے اور چھوٹی سورۃ درمیان میں چھوڑتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) دوسری رکعت میں بہ نسبت قراءۃ اول رکعت کی تین آیتوں سے زیادہ طول کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ کذافی الدرالمختار (۳)

سورۃ کے پہلے بسم اللہ:۔

(سوال ۳۸۹) اگر دو رکوع والی سورۃ پڑھے تو شروع سورۃ پر بسم اللہ کہے اور دوسری رکعت میں جب اسی سورۃ کا دوسرا

---

(۱) شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۲۸ و ص ۱۲۹ ۔ ۱۲ ظفیر (۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۸ ط س ج ۱ ص ۵۴۴ ۔ ۱۲ ظفیر (۳) وتطال اولی الفجر علی ثانیتھا فقط وقال محمد اولی الکل حتی التراویح قیل وعلیہ الفتوی و اطالۃ الثانیۃ علی الاولی یکرہ تنزیھا اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا و قصرا و الا اعتبر الحروف والکلمات الخ وان باقل لا یکرہ الخ ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۵ و ج ۱ ص ۵۰۶ و ج ۱ ص ۵۱۰ ط س ج ۱ ص ۵۴۱ ۔ ۵۴۶ ظفیر

رکوع پڑھے۔ تو بسم اللہ کہے یا نہیں۔
(جواب) دوسرے رکوع پر بسم اللہ نہ پڑھے۔(۱)

قراءۃ کی چند صورتوں کے متعلق سوال:۔

(سوال ۳۹۰) اگر فرض نماز میں اول رکعت میں سورۃ ہمزہ۔ دوئم میں سورۂ فیل یا اول رکعت میں سورۂ ہمزہ۔ دوم میں سورۂ قریش۔ یا اول میں سورۂ ہمزہ۔ دوم میں سورۂ ماعون یا اول میں سورۂ فیل دوم میں ہمزہ یا اول میں سورۂ قریش دوم میں سورۂ فیل یا اول میں ماعون دوم میں فیل پڑھے عمداً یا سہواً تو نماز میں کسی قسم کی خرابی تو نہ ہوگی۔
(جواب) اول صورت بلا کراہت درست ہے۔ دوسری مکروہ۔ تیسری جائز چوتھی مکروہ، پانچویں مکروہ ششم مکروہ ہے اور جس میں کراہت ہے عمداً پڑھنے میں ہے۔ اور فرض میں ہے نفل میں ہر طرح جائز ہے۔(۲) فقط۔

عورت کا نماز میں جہر سے قرآن پڑھنا درست نہیں:۔

(سوال ۳۹۱) عورت حافظ اگر نماز نفل یا تراویح میں قرائت بالجہر مکان کے اندر پڑھے اور اس مکان میں سوائے شوہر و دیگر محارم کے دوسرا شخص نہ ہو تو جہر بالقراءت نماز میں اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نماز اس کی صحیح ہوگی یا فاسد۔
(جواب) جو عورت حافظ قرآن ہے نماز میں جہر نہیں کر سکتی۔ اس واسطے کہ کلام عورت عند البعض عورت ہے۔ شامی جلد اول وعلی ھذا لو قیل اذا جھرت بالقراء ۃ فی الصلوٰۃ فسدت کان متجھا الخ.(۳)

فرض نماز میں لقمہ دینا:۔

(سوال ۳۹۲) ایک شخص فرض نماز پڑھا رہا تھا۔ سورۂ فاتحہ کے بعد جو اس نے سورۃ پڑھی اس میں اس کو سہو ہو گیا۔ ایک مقتدی نے اس کو لقمہ دیا تو دوسرے شخص نے اعتراض کیا کہ فرض نماز میں امام کو لقمہ دینا نہیں چاہئے۔ تراویح میں اگر امام قراءۃ بھول جاوے تو لقمہ دینا جائز ہے۔ آیا فرض نماز میں لقمہ دینا جائز ہے یا نہ۔ فقط۔
(جواب) لقمہ دینا فرض نماز میں بھی درست ہے اور نماز صحیح ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے۔ درمختار و شامی وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔(۴)

---

(۱) وتعوذ سراً الخ سراً فی اول کل رکعة ولو جھریہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۶ و ج ۱ ص ۴۵۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۹) ظفیر.
(۲) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسا الخ ولایکرہ فی النفل شئی من ذالک (درمختار) قولہ ثم ذکریتم افادوان التنکیس او الفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سھوا فلا کما فی شرح المنیة (ردالمحتار فصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر
(۳) ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ص ۳۷۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶. ۱۲ ظفیر
(۴) بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا تفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۸۲ ط.س ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

آمین اور سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے:۔

(سوال ۳۹۳) بعض معلم کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کے بعد آمین پکارنا ناجائز ہے اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنی ناجائز ہے۔ جو حکم شرعاً ہو تحریر فرماویں اور ہاتھ کہاں باندھیں۔

(جواب) امام کے پیچھے بے شک سورۂ فاتحہ نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ واذا قرء فانصتوا (۱) ک۔ جب امام پڑھے تو چپ رہو اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔ کما ہو ظاہر فی الحدیث۔ اور آمین بالجہر نہ کہیں آہستہ کہیں۔ لانہ دعاء و الدعاء بالاخفاء قال اللہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً و خفیۃ. فقط۔ (۲)

ایک آیت پڑھ رہا تھا چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھنے لگا:۔

(سوال ۳۹۴) امام نے قرءۃ شروع کی اور اس کو سہو ہوا حالانکہ بقدر ایک آیۃ کے پڑھ چکا تھا۔ اس نے اس موقعہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا یہ کیسا ہوا۔

(جواب) یہ اچھا کیا۔ (۳) فقط۔

فاتحہ کے بعد مقدار قرءت:۔

(سوال ۳۹۵) بعد فاتحہ کے امام کو تین آیۃ پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے یا ایک آیۃ کافی ہے۔

(جواب) تین آیۃ سے کم نہ چاہئے۔ (۴) فقط۔

قدر واجب قراءت کے بعد لقمہ دینا:۔

(سوال ۳۹۶) جب امام تین آیۃ سے گذر جائے اور بعد میں بھولے تو چاہئے تو یہ کہ رکوع کردے اور مقتدی پیچھے سے نہ بتلائے مگر امام آگے بھولا اور بڑھتا چلا گیا تو اگر مقتدی نے بتلایا تو یہ بتلانے والا کس فعل کا مرتکب ہوا۔ مکروہ تنزیہی یا تحریمی یا حرام کا یا کیا۔

(جواب) نماز لقمہ دینے والے اور لینے والے کی صحیح ہے۔ لیکن قدر واجب یا قدر مستحب قراءۃ پڑھنے کے بعد لقمہ دینا یا امام کا انتظار لقمہ کرنا اور مجبور کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۵) شامی۔

---

(۱) مسلم باب التشهد فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۴ ۱۲ ظفیر

(۲) سورۃ الاعراف رکوع ۷. ۱۲ ظفیر (۳) یکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للامام، ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی اٰیۃ اخری لا یلزم من وصلھا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری او یرکع اذا قرء قدر الفرض الخ وفی روایۃ قدر المستحب الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر. (۴) قراء المصلی لو امام او منفرد الفاتحۃ وقرأ بعدھا وجوبا سورۃ او ثلاث ایات ولو کانت الایۃ والایتان تعدل ثلاث ایات قصار انتفت کراھۃ التحریم ذکرہ الحلبی ولا تنتفی التنزیھیۃ الا بالمسنون (الدر المختار. علی ھامش رد المحتار. باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۸ و ج ۱ ص ۴۵۹. ط.س. ج ۱ ص ۴۹۱) ظفیر. (۵) ویکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخری لایلزم من وصلھا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی (رد المحتار. باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر

دوسری رکعت میں لمبی قراءۃ مکروہ تنزیہی ہے:۔

(سوال ۳۹۷) مسئلہ جو مشہور ہے کہ پہلی رکعت میں جو چھوٹی سورۃ اور دوسری میں بڑی سورۃ مکروہ ہے۔ یہ مکروہ کون سا مکروہ ہے تحریمی یا تنزیہی اور بڑی چھوٹی ہونے میں کچھ حد ہے کہ اتنی بڑی یا اتنی چھوٹی ہو یا نہیں۔ اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں سورۂ کوثر پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص یہ مکروہ ہوگا یا نہیں۔ اور سورتوں میں جو ترتیب ہے یہ سنت ہے یا واجب اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہ۔

(جواب) فی الدر المختار واطالة الثانية على الاولى يكره تنزيها اجماعاان بثلاث ايات الخ۔(۱) پس معلوم ہو کہ اگر کسی نے پہلی رکعت میں سورۃ کوثر اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ دوسری سورۃ میں تین آیتوں کی زیادتی نہیں ہے۔(۲) فقط۔

قراءت مکروہ:۔

(سوال ۳۹۸) کسی امام نے دو رکعت میں فاتحہ کے بعد قل اللهم مالك الملك سے دو چار آیتیں پڑھ کر بدستور نماز کو تمام کرلیا، یہ نماز مکروہ ہوئی یا نہیں۔ ردالمختار قبیل باب الامامت میں جو لکھا ہے قوله وان يقرأ فی الاولى من محل الخ قال فی النحو ينبغی ان يقرأ فی الركعتين اخر سورة واحدة لا اخر سورتين فانه مكروه عند الا كثر اه اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) اس صورۃ میں نماز مکروہ تحریمی نہیں ہے کیونکہ عبارت ردالمختار میں مکروہ اس کو لکھا ہے کہ دو رکعت میں دو سورتوں کا آخر پڑھے اور ایک سورۃ کے آخر کی آیتیں دونوں رکعت میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے لیکن غیر اولیٰ یعنی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ افضل و اولیٰ و سنت یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پوری سورۃ پڑھے كما فی الدر المختار بان الا فضل فی كل ركعة الفاتحة وسورة تامةالخ۔(۳) اور ظاہر ہے کہ غیر اولیٰ کا مآل مکروہ تنزیہی ہوتا ہے۔ فقط۔

سری نماز میں فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۳۹۹) قراءۃ سری میں امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) بحكم اذا قرء فانصتوا۔(۴) مقتدی کو امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھنا چاہئے خواہ نماز جہری ہو یا سری۔(۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار فی القراءة ص ۵۰۱ ط.س. ج ا ص ۵۴۲ ۱۲ ظفير۔
(۲) واطالة الثانية على الا ولىٰ يكره تنزيها اجماعا ان بثلاث ايات الخ و ان باقل لا يكره (ايضا ج ا ص ۵۰۶) ظفير
(۳) رد المحتار فصل فی القرأة جلد اول ص ۵۰۵ ط.س. ج ا ص ۵۴۲ ۱۲ ظفير (۴) مشكوة باب القراءة فی الصلوة ص ۷۹ و ص ۸۱ ۱۲ ظفير (۵) والمؤتم لا يقرء مطلقا ولا الفاتحة فی السرية اتفاقا وما نسب الى محمد (اى من استحباب قراءة الفاتحة فی السريه احتياطا. شامی) ضعيف كما بسطه الكمال (الدر المختار) حاصله ان محمد اقال فی كتابه الا ثار لا نرى القراءة خلف الامام فی شئی من الصلوة يجهر فيه او يسر ودعوى الا حتياط ممنوعة بل الا حتياط ترك القراءة لانه العمل باقوى الدليلين وقدروى الفساد بالقراءة عن عدة من الصحابة فاقوا هما المنع (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ا ص ۵۰۶ ط.س. ج ا ص ۵۴۴) ظفير

قراءت میں ترتیب کا لحاظ:۔

(سوال ۴۰۰) نماز میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورتیں جو ضم کی جاتی ہیں ان کی ترتیب حسب ذیل کی جاتی ہے۔ یعنی اول اذا جاء پھر تبت۔ یا اسی طرح اول الم ترکیف اور دوسری رکعت میں لایلاف یہ صورت تو مسنون اور جائز کہی جاتی ہے کیا اس کے خلاف بھی جائز ہے۔ مثلاً پہلی رکعت میں تبت اور دوسری میں اذا جاء وغیرہ وغیرہ۔ ایک شخص اول رکعت میں اذا جاء پڑھتا ہے اور دوسری میں قل ہو اللہ یا سورۂ ناس ملاتا ہے کیا یہ درست ہے۔ ایک شخص اول رکعت میں نصف سورہ مزمل مثلاً پڑھ کر پھر قل ہو اللہ پڑھ کر جمعہ کی نماز میں رکوع کرتا ہے اور دوسری رکعت میں معوذتین دونوں پڑھ کر رکوع کرتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب ہے۔ پس پہلی رکعت میں تبت اور دوسری میں اذا جاء پڑھنا درست نہیں ہے۔ اور فرائض میں ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا مثلاً پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھنا مکروہ ہے اور نوافل میں ایسا کرنا درست ہے۔ اور ایک رکعت میں نصف سورۂ مزمل مثلاً پڑھ کر قل ہو اللہ اس کے ساتھ ملانا مکروہ ہے۔ اسی طرح دوسری رکعت میں معوذتین یعنی دو سورتیں پڑھنا بھی اچھا نہیں ہے۔ اگرچہ نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام پر عمل کی بحث:۔

(سوال ۴۰۱) بزرگان دین میں سے کسی نے فاتحہ خلف امام و رفع الیدین و آمین بالجہر مسائل پر عمل کیا ہے یا نہیں۔

(جواب) بعض نے کیا ہے مگر اکثر صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا عمل اس کے خلاف ہے اور خود احادیث مرفوعہ بھی اس کے خلاف وارد ہیں۔ (۲) فقط۔

خلاف ترتیب سورتیں نماز میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کا اعادہ واجب ہے:۔

(سوال ۴۰۲/۱) امام یا منفرد نماز فرض یا سنت و نفل میں پہلی رکعت میں لایلاف اور دوسری میں سورۂ فیل یا پہلی رکعت میں سورۂ فیل اور دوسری میں الم نشرح پڑھیں تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی یا مکروہ تنزیہی اور نماز قابل اعادہ ہے یا نہیں۔

چھوٹی سورت کا فصل مکروہ ہے:۔

(سوال ۴۰۳/۲/۴) اگر کوئی چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورۃ پڑھ کر درمیان میں ایک سورۃ چھوڑ کر دوسری رکعت میں تیسری سورۃ پڑھے یا پہلی رکعت میں چھوٹی سورۃ اور دوسری میں بڑی سورۃ پڑھے تو کیا حکم ہے۔

---

(۱) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسا الا اذا ختم فیقرء من البقرۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شیء من ذالک (درمختار) وفی التاترخانیہ اذا جمع بین سورتین فی رکعۃ رأیت فی موضع انہ لا باس بہ وذکر شیخ الاسلام لا ینبغی لہ ان یفعل الخ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ ط س ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۲) والمؤتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا وما نسب الی محمد ضعیف کما بسطہ الکمال فان قرء کرہ تحریما و تصح فی الاصح وفی در البحار عن مبسوط خواہر زادہ انہا تفسد ویکون فاسقا وھو مروی عن عدۃ من الصحابۃ فالمنع احوط (درمختار) مروی عن عدۃ من الصحابۃ قال فی الخزائن وفی الکافی و منع المؤتم عن القراءۃ ما ثورۃ عن ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ منہم المرتضیٰ والعبادلۃ وقدد دونہ اہل الحدیث اسا میہم (ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۸ ط س ج ۱ ص ۵۴۴ واذا قرأ فانصتوا (مسلم باب التشہد) ظفیر

(جواب) نماز فرض و واجب میں اس طرح برعکس ترتیب یعنی معکوس پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور حسب قاعدہ کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا (۱) اعادہ اس کا واجب ہے (۲) اور نوافل میں مکروہ نہیں ہے وان یقراء منکوس الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذلک الخ درمختار۔ (۳) اور امام و منفرد کا حکم اس بارہ میں برابر ہے۔

(۲) سورۂ قصیر کا فصل کرنا فرائض میں مکروہ ہے۔ (۴) اور دوسری رکعت میں بقدر تین آیت یا زیادہ۔ پہلی رکعت سے قراءت زیادہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے واطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ تنزیھاً اجماعاً ان بثلاث ایات الخ۔ (۵) درمختار فقط۔

نماز میں آیت سجدہ کا چھوڑنا مکروہ ہے:۔

(سوال ۴۰۴) امام آیۂ سجدہ پر پہنچ کر آیۂ سجدہ چھوڑ کر رکوع کرے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے وکرہ ترک اٰیۃ سجدۃ وقراء ۃ باقی السورۃ الخ (۶) پس معلوم ہوا کہ آیت سجدہ کو بالقصد چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

آخر سورہ میں آمین اور دوسرے کلمات جماعت کی نماز میں نہ کہے جائیں:۔

(سوال ۴۰۵) علاوہ آخر سورہ فاتحہ میں آمین بصورت خفی کہنے کے سورۂ بقرہ کے آخر میں آمین بنی اسرائیل کے آخر میں تکبیر۔ سورہ ملک کے آخر میں اللّٰھم ربنا ورب العلمین۔ سورہ قیامۃ ومرسلات والتین کے آخر میں کلمات مشہورہ مسنونہ سورۂ والضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورہ کے آخر میں تکبیر۔ بعض آیات کے آخر میں کچھ الفاظ بطریق مسنون اثنائے تلاوت میں کہے جاتے ہیں جیسے سورہ طٰہٰ میں وقل رب زدنی علماً کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم۔ اللّٰھم زدنی علماً وایماناً ویقیناً فرمایا کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ پس نماز ہائے فریضہ و نافلہ میں امام و منفرد یہ کلمات عند الاحناف آہستہ مثل آمین سورہ فاتحہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ یہ اذکار نوافل میں یا منفرداً خارج عن الصلوٰۃ پر محمول ہیں۔ فرائض و جماعت نفل میں درست نہیں ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ لا باس للمتطوع المنفرد ان یتعوذ باللہ من النار الخ وان کان المصلی المنفرد فی الفرض کرہ لہ ذلک الخ واما الامام والمقتدی فلا یفعل ذلک السوال والتعوذ لا فی

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ مطلب کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم الخ ج ۱ ص ۴۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۷ ۱۲ ظفیر (۲) شامی نے جہاں اس قاعدہ کی تشریح کی ہے وہیں اس کی وضاحت کردی ہے کہ مذکورہ صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ قالوا یجب الترتیب فی سور القران فلو قرء منکوسا اثم لٰکن لا یلزمہ سجود السھو لان ذالک من واجبات القراء ۃ لا من واجبات الصلوۃ کماذکرہ فی البحر فی باب السھو الخ (ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۲۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۵۱۰ و ج ۱ ص ۵۱۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶ ۱۲ ظفیر (۴) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک ایضا ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر (۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۵۰۶ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۲ ۱۲ ظفیر

(۶) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب سجود التلاوۃ ج ۱ ص ۷۲۹ ۱۲ ظفیر

الفرض ولا فی النفل الخ ۔ شرح منیہ کبیری۔ فقط۔
(اس کتاب کا نام غنیۃ المستملی ہے۔ کبیری اور شرح منیہ کے نام سے علماء میں مشہور ہیں۔ ظفیر)

بسم اللہ جزو قرآن ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۰۶) بسم اللہ قرآن شریف کا جزو ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو جہری نماز میں بسم اللہ کو بالجہر کیوں نہیں پڑھتے۔ یہاں ایک حافظ نے ماہ رمضان میں قرآن سناتے وقت صرف قل ہواللہ کے شروع میں بسم اللہ بالجہر پڑھی۔
(جواب) حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ ہر ایک سورۃ کا جزو نہیں ہے۔ محض فصل بین السورتین کے لئے اوائل سورۃ میں لکھی جاتی ہے اور سوائے سورہ توبہ ہر ایک سورۃ کے اول میں لکھنا اس کا ثابت ہے مگر جزو ہونا اس سورۃ کا ثابت نہیں ہے۔ اس لئے جہر کرنا ہر ایک سورۃ کے ساتھ حکم نہیں ہے صرف تمام قرآن شریف میں ایک آیۃ بسم اللہ بھی ہے اس لئے تراویح میں جب قرآن شریف پورا پڑھا جاتا ہے تو ایک جگہ جہر کردیا جاتا ہے۔ (۱) فقط۔

چھوٹی سورۃ کی تعریف:۔

(سوال ۴۰۷) جو آیۃ سورہ کوثر کے برابر ہو بڑی آیۃ شمار ہوگی۔ کسی کتاب فقہ کی عبارت تحریر فرمادیجئے کہ کم سے کم بڑی آیۃ کی مقدار کیا ہے۔
(جواب) درمختار میں ہے وضم اقصر سورۃ کالکوثر او ماقام مقامها وهو ثلث ایات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر فاستکبر. وفی الشامی قوله تعدل ثلاثا قصاراً ای مثل ثم نظر الخ وهی ثلثون حرفا فلو قراء اية طويلة قدر ثلثين حرفا يكون قداتى بقدر ثلث ايات الخ. (۲) فقط۔

نماز میں متواترہ قراتیں:۔

(سوال ۴۰۸) فن قراءۃ اصول وفرع دو قسم ہے اور سات ائمہ اور چودہ روایت سے مروی ہے تو نماز کے اندر تمام قراۃ جمع کرکے پڑھ سکتے ہیں یا فقط فرع کی۔ یعنی اختلاف فرش الحروف کا نماز کے اندر اجراء کرسکتے ہیں یا نہیں۔ ایک کلمہ ایک راوی کا اور ایک کلمہ دیگر راوی کا نماز میں اجراء کرسکتے ہیں یا نہیں۔
(جواب) نماز جملہ روایات متواترہ کے ساتھ صحیح ہے لیکن روایات غریبہ غیر معروفہ کو پڑھنا نماز میں اچھا نہیں اگرچہ وہ متواترہ ہوں کیونکہ عوام کو اس میں مضرت ہے کما فی الدر المختار ویجوز بالروایات السبع وفی الشامی بل یجوز بالعشر (ایضاً) لکن الا ولی ان لا یقرأ بالغریبة عند العوام صیانةً لدینهم الخ .وفی الشامی قوله بالغریبة ای بالروایات الغریبة والا مالات لان بعض السفها ء یقولون مالا یعلمون فیقعون فی

(۱) وهی ای بسم الله الخ اية واحدة من القران كله انزلت للفصل بين السور الخ وليست من الفاتحة ولا من كل سورة فى الا صح (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب صفة الصلوة بعد الفصل ج ۱ ص ۴۵۸ .ط.س. ج ۱ ص ۴۹۱) ظفير
(۲) رد المحتار. باب صفة الصلوة مطلب واجبات الصلوة ج ۱ ص ۴۲۷ .ط.س. ج ۱ ص ۴۵۸ .۱۲ ظفير

الاثم والشقاء ولا ینبغی للآئمة ان یحمل العوام علی ما فیه نقصان دینهم ولا یقرأ عندهم مثل قراءة ابی جعفر وابن عامر و علی بن حمزة والکسائی صیانة لدینهم فلعلهم یستخفون اویضحکون وان کان کل القرائة والروایات صحیحة فصیحة ومشائخنا اختار واقراءة ابی عمرو و حفص عن عاصم الخ . من التتارخانیة عن فتاوی الحجة.(۱) الحاصل جو قراءت اب عموماً مروج ہے اور قرآنوں میں مطبوع ہے یعنی قرأت حفص کی عاصم سے اسی کو پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

رموز اوقاف پر ٹھیرنے اور نہ ٹھیرنے کی بحث:۔

(سوال ۴۰۹) الحمد لله رب العلمین ۝ۙ الرحمن الرحیم. من شرالوسواس الخناس ۝ۙ الذی یوسوس . علی کل شئی قدیر ۝ۙ الذی خلق الموت والحیوۃ . الآیة. آیت " لا " پر اگر سانس ختم یا بند ہوجانے کی وجہ سے وقف کرے اور اخیر لفظ کو نہ دہرا کر آگے بڑھتا چلے تو نماز میں کیا خلل ہے نیز تیسری مثال میں اگر وقف کرلیا ہو تو آگے الذی کہہ کر پڑھا جاوے یا نِ الّذی کہہ کر۔

(جواب) آیۃ لا پر بضرورت وقف کردینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور لفظ ماقبل کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نماز میں کچھ خلل نہیں ہے۔ اور تیسری مثال میں الذی اور نِ الّذی پڑھنا دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ مگر حالت وقف میں الذی پڑھنا چاہئے۔

حنفی متفق علیہ مسلک کے خلاف حضرت شاہ ولی اللہ کا قول معتبر نہیں:۔

(سوال ۴۱۰) چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کا قول اسرار شریعت میں ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا نہ پڑھنے سے بہتر ہے اور شاہ صاحب علماء حنفیہ میں سے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر کوئی حنفی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے تو کیسا ہے۔

(جواب) حنفی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھنی چاہئے۔(۲) اور شاہ ولی اللہ جیسا محقق اگر کسی مسئلہ میں اختلاف کریں تو اوروں کے لئے یہ فعل درست نہیں ہے ان کو اپنے امام متبوع کی تقلید کرنی چاہئے۔ خصوصاً جب کہ دلائل سے بھی مذاہب امام قوی ہو۔ (۳) فقط۔

امام رموز اوقاف پر وقف نہ کرے تو بھی نماز صحیح ہے:۔

(سوال ۴۱۱) امام صبح کی دوسری رکعت میں اذا لسماء انفطرت واذا الکواکب انتثرت سے یاایها

---

(۱) ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱ ۱۲ ظفیر

(۲) ولا یقرأ الموتم خلف الامام الخ لنا قوله علیه السلام من کان له امام فقراءة الامام له قراءة وعلیه اجماع الصحابة ورکن مشترک بینهما لکن حظ المقتدی الانصات والاستماع قال علیه السلام واذا قرأ فانصتوا ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیما یروی عند محمد ویکره عندهما لما فیه من الوعید (هدایه فصل القراءة ص ۱۰۵) ظفیر

(۳) قالوا رسم المفتی ان ما اتفق علیه اصحابنا فی الروایات الظاهرة یفتی به قطعاً (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمه ج ۱ ص ۶۳ و ج ۱ ص ۴۹. ط.س. ج ۱ ص ۶۹) ظفیر

الانسان ما غرک بربک الکریم الذی پر سانس توڑا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اس طرح پڑھنا جائز ہے۔
(جواب) اس صورت میں قراءت صحیح ہوئی اور نماز میں کچھ خلل اور فساد نہیں آیا۔(۱) فقط۔

سورۂ فاتحہ میں سکتہ نہ کرنے سے شیطان کا نام نہیں بنتا:۔

(سوال ۴۱۲) بعض کا قول ہے کہ الحمد یعنی سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتات کرنا چاہئے۔ اگر یہ سکتات نہ کئے جائیں تو نام شیطانی پیدا ہوجاتا ہے جو کہ مفسد صلوٰۃ ہے۔ یہ قول صحیح ہے کہ غلط۔
(جواب) یہ قول بالکل باطل اور محض لغو ہے کما حققة فی القول الفاصل بین الحق والباطل للامام محمد بن عمرو بن خالد القرشی حیث قال اعلم ان هؤلاء القائلین عموا فیما زعموا وغفلوا فیما نقلوا بل ان مازعموه وسواس صرف وما نقلوه افتراء محض الخ .(۲) فقط۔

بے جگہ وقفہ کرے یا جزء سورہ نماز میں کوئی پڑھے تو نماز ہوجائے گی:۔

(سوال ۴۱۳/۱) زید ایک قاری وقف اضطراری بہت کثرت سے کرتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ نہایت ترتیل سے پڑھتا ہے۔ عشاء اور فجر میں اکثر جزء سورۃ پڑھتا ہے۔ مصلیوں میں اور لوگ بھی قرآن صحیح بلا وقوف اضطراری پڑھ سکتے ہیں۔ مصلیوں میں سے بعض ایسے پڑھنے کو طبعاً بہت مکروہ سمجھتے ہیں۔ بڑی آیت میں کئی جگہ اور چھوٹی میں ایک جگہ کبھی دو جگہ وقف کیا جاتا ہے۔ مثلاً اطعمهم اضطراری الذی اطعمهم من جوع وامن هم اضطراری من خوف O اور مثلاً انا انزلناه فی لیلة القدروما O اضطراری . وما ادراک ماليلة القدر اس طرح وقف کرنا جائز ہے یا مکروہ ہے۔
(سوال ۴۱۴/۲) اور جزو سورۃ پڑھنے کا کیا حکم ہے۔
(سوال ۴۱۵/۳) بعض مصلیان کا مکروہ سمجھنا ترک امامت کے لئے دلیل ہے یا نہیں۔
(سوال ۴۱۶/۴) جب قاری مد ورتد ویر سے بلا وقف اضطراری پڑھ سکتا ہے تو ایسے پڑھنے سے اس کو منع کیا جائے گا یا نہیں۔
(جواب) (۱) اس طرح وقوف اضطراری میں دوبارہ آیات کا اعادہ کر لینے سے کچھ کراہت نہیں رہتی اور مقتدیوں کو بھی اس سے کراہت کرنا نہ چاہئے۔ لیکن جب کہ دوسرا شخص صحیح پڑھنے والا قرآن شریف کا موجود ہے جو کہ اس قدر کثرت سے وقف اضطراری نہیں کرتا تو اس کا امام ہونا اچھا ہے۔ کیونکہ مقتدیوں کی رعایت بہتر ہے۔(۳)
(۲) اور جزو سورۃ ہمیشہ پڑھنا خلاف سنت ہے اور غیر اولیٰ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز میں پوری سورۃ پڑھی

---

(۱) ومنها زلة القارى فلو فى اعراب او تخفيف مشدد وعكسه الخ اوبوقف و ابتداء لم تفسدوان غير المعنى به يفتى (الدر المختار على هامش ردالمحتار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۶۳۰) ظفير. (۲) دیکھئے کتاب مذکور القول الفاصل بين الحق والباطل ۱۲ (۳) وهو مافى الصحيحين اذا صلى احدكم للناس فليخفف فان فيهم الضعيف والسقيم والكبير واذا صلى لنفسه فليطول ما شاء الخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۷ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۵) ظفير

جاوے۔ شامی میں ہے صرحوا بان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة الخ۔(۱) ج ۱ ص ۳۶۳ شامی۔

(۳) مصلیان کا کسی امام کی امامت کو مکروہ سمجھنا اگر بوجہ امام کی خرابی کے ہو تو اس امام کو امامت کرانا مکروہ ہے اور اگر امام میں کچھ خرابی نہیں تو مقتدیان کا مکروہ سمجھنا برا ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲)

(۴) بے شک اگر تدویر سے بدون اوقاف اضطراری کے پڑھ سکتا ہے ویسا ہی پڑھنا چاہئے۔ فقط۔

فاتحہ خلف الامام بقصد ثناء پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۱۷) فلو قرء المقتدی لزم له قرا تان وهو غیر معهود فی الشرع وهذا انما یتم لو قرأ علی نیة الثناء اما لو قرا الفاتحة علی نیة الثناء فیخرج عن القرانیة فلا یلزم قرأتان کماتقول لو قرا الفاتحة فی صلوة الجنازة علی نیة الدعاء لا باس به الخ. ارکان اربعہ ص ۱۰۲۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فاتحہ خلف امام صلوٰۃ خمسہ میں بقصد دعاء و ثناء مثل صلوٰۃ جنازہ پڑھنا کس طرح منع ہے۔ بحر العلوم ارکان اربعہ میں جائز لکھا ہے کیا حنفیہ اس کو مان لیں گے تو وہابیہ سے کس طرح خلاص پائیں۔

(جواب) قال فی الدر المختار . والموتم لا یقرأ مطلقاً و لا الفاتحة فی السریة اتفاقا وما نسب لمحمد رحمة الله علیه ضعیف کمابسطه الکمال فان قرأ کره تحریماً وتصح فی الا صح وفی درر البحار وعن مبسوط خواهر زاده انها تفسدویکون فاسقاً وهو مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط الخ درمختار وفی الشامی قوله " مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط الخ " قال فی الخزائن وفی الکافی ومنع الموتم من القرأ ة ماثورة عن ثما نین نفرا من کبار الصحابة منهم المرتضیٰ والعبادلة .الخ(۳) وفیه قبیله وقدروی الفساد بالقراءة عن عدة من الصحابة رضی الله عنهم. فاقوهما المنع. شامی(۴) پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ کسی طرح اجازت قراءۃ فاتحہ کی امام کے پیچھے نہیں ہے کہ اس میں خوف فساد صلوٰۃ ہے کما روی عن عدة من الصحابة رضی الله عنهم قاله الکمال . اور جنازہ چونکہ محل دعاء ہے تو اس میں بہ نیت ثناء جواز ہو سکتا ہے۔ اور صلوٰت خمسہ محل قراءت ہیں۔ اس لئے احوط یہ ہے کہ کسی طرح فاتحہ خلف امام نہ پڑھے۔ فقط۔

تجوید کی عدم رعایت سے نماز فاسد نہیں ہوتی:۔

(سوال ۴۱۸) امام باوجود تجوید جاننے کے قراءت تجوید سے نہ پڑھے۔ مثلاً آیۃ کی جگہ نہ ٹھیرایا۔ بغیر آیۃ کے سانس لے لیا یا وقفہ سکتے پر سانس لیتے ہوئے ٹھیرا یا وقف اور وقف لازم اور وقف النبی کا خیال نہیں رکھا یا مد کی جگہ قصر کیا یا نون

(۱) رد المحتار باب صفة الصلوة فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱ ۱۲ ظفیر
(۲) ولو ام قوما وهم له کارهون ان الکراهة لفساد فیه اولا نهم احق بالا مامة منه کره له ذالک تحریما الخ وان هو احق، لا ، والکراهة علیهم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲ ط.س. ج ۱ ص ۵۵۹) ظفیر
(۳) رد المحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۸ ط.س ج ۱ ص ۵۴۴ ۱۲ ظفیر
(۴) رد المحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۸ ط.س ج ۱ ص ۵۴۴ ۱۲ ظفیر

اظہار کی جگہ اخفاء کیا تو نماز جائز ہوگی یا نہیں۔
(جواب) نماز ہوگئی۔ فقط۔

نماز میں ترجمہ قرآن پڑھا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں:۔

(سوال ۱۴۱۹/۱) اگر نماز کے اندر قرآن مجید کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جائے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

قرآن سے مقصود لفظ ہے یا معنی:۔

(سوال ۱۴۲۰/۲) قرآن مجید سے مقصود در اصل لفظ ہے یا معنی۔
(جواب) قرائۃ قرآن میں مقصود اصل دونوں ہیں لفظ بھی اور معنی بھی اور قرآن نام ہے اس کلام اور عبادت خاص کا جو کہ مکتوب فی المصاحف ہے اور عربی زبان میں ہے قال اللہ تعالی انا انزلناہ قراناً عربیاً لعلکم تعقلون .(۱) پس جو نظم عربی نہیں ہے وہ قرآن نہیں ہے اور نہ حکم تلاوت قرآن کا اس پر صادق آتا ہے اور نہ وہ ثواب حاصل ہوسکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا .لا اقول الم حرف الف حرف ولام حرف ومیم حرف رواہ الترمذی وغیرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ .(۲) شامی میں ہے لان الامام رجع الی قولھما فی اشتراط القراءۃ بالعربیۃ لان الماموربہ قراءۃ القران وھو اسم للمنزل باللفظ العربی المنظوم ھذا النظم الخاص المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلاً متواتراً الخ .(۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ امام صاحب اور صاحبین اس میں متفق ہوگئے ہیں کہ نماز میں قراءۃ قرآن انہی کلمات عربیہ کے ساتھ ہونی چاہئے جو کہ حقیقۃً قرآن ہے اور مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔ الی آخرہ۔

الحاصل نماز کے اندر ترجمہ قرآن شریف کا پڑھنے سے نماز نہ ہوگی کیونکہ نماز میں قراءۃ قرآن شریف فرض ہے اور قرآن نام نظم عربی کا ہے ترجمہ کو قرآن نہیں کہا جاتا مگر مجازاً۔ کما قال فی ردالمحتار والاعجمی انما یسمی قراناً مجازاً و لذا یصح نفی اسم القران عنہ الخ شامی .(۴) فقط۔

مقدار واجب پڑھنے کے بعد بھول گیا اور امام نے رکوع کے بجائے نماز توڑ دی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۴۲۱/۱) امام نے نماز شروع کی اور تین یا چار آیۃ پڑھ کر بھول گیا تو اب اس کو رکوع کرنا تھا اس نے نماز توڑ دی پھر دوبارہ الحمد سے شروع کی تو کیسا ہے۔

(۱) سورۃ یوسف ۱۲ ظفیر
(۲) مشکوۃ کتاب فضائل القرآن فصل ثانی ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر
(۳) رد المحتار باب صفۃ الصلوۃ مطلب فی حکم القراءۃ بالفارسیۃ ج ۱ ص ۴۵۲ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۵ ۱۲ ظفیر
(۴) ایضاً ط.س. ج ۱ ص ۴۸۵ ۱۲ ظفیر

دو آیت پڑھ کر بھول گیا امام نے بیچ کی آیت چھوڑ کر آگے سے پڑھا:۔

(سوال ۲۲۲/۲)امام نے نماز شروع کی، دو آیت پڑھ کر بھول گیا تو چوتھی یا پانچویں آیت سے شروع کی یا دوسری سورۃ، تو نماز ہوئی یا نہ اور سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

اگر دو آیت پڑھ کر بھول گیا تو دوسری سورۃ پڑھے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۳/۳)امام دو آیۃ پڑھ کر تیسری نصف آیت سے بھول گیا تو چوتھی یا پانچویں آیۃ سے یا دوسری سورۃ شروع کردی تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اور سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) نماز توڑنے کی ضرورت نہ تھی لیکن جب دوبارہ اس نماز کو پڑھ لی تو ادا ہوگئی۔(۱)

(۲) نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔(۲)

(۳) اس صورت میں بھی نماز ہوگئی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔(۳) فقط۔

بعض لفظوں میں دو قراءت:۔

(سوال ۴۲۴) قرآن شریف میں بعض جگہ چھوٹے حروف لکھے ہوتے ہیں مثلاً بصۜطۃ ج هم المصۜيطرون، عليهم، بمصۜيطر ان میں سے کون سا حروف دو مرتبہ پڑھا جاوے۔ پنجاب میں دو مرتبہ پڑھتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) لفظ بصطة اور ہم المصیطرون اور عليهم بمصيطر کے اوپر س لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ لفظ سین سے پڑھا گیا ہے اور صاد سے بھی یعنی تلاوت کرنے والا خواہ سین پڑھے خواہ صاد نماز صحیح ہے۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے کلمات کو دو دفعہ پڑھے بلکہ جس قاری کا اتباع کرے اسی کے موافق پڑھے۔ قوله المصيطرون وفى قراءة لا بن كثير بالسين بدل الصاد و المتسلطون الجبارون الخ كما لين . لست عليهم بمصيطر وفى قراءة بالصاد بدل السين اى بمسلط (۴) وفى القاموس البصط البسط فى جميع معانيه. فقط۔

قراءۃ میں ترتیل کی رعایت ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۵) انا نشاهد كثير امن الحفاظ انهم يقرء ون القران المجيد بالتعجيل فى صلوة وغيرها كو قت الحفظ بحيث لا يفهم ما يتلفظون به من الا عراب والا لفاظ وغيرها والحال ان القران

(۱) وضم اقصر سورة كالكوثر او مااقام مقامها وهو ثلاث ايات قصا ر نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم اد بر واستكبر و كذا لو كانت الا ية او الايتان تعدل ثلاثا قصارا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوة مطلب واجبات الصلوة ج ا ص ۴۲۲ ط س ج ا ص ۴۵۸)ظفير (۲) يكره ان يفتح من ساعته كما يكره للا مام ان يلجئه اليه بل ينقل الى اية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوة (رد المحتار باب مايفسد الصلوة وما يكره فيها ج ا ص ۵۸۲ ط س ج ا ص ۶۲۲) لو قرأ تعدل اقصر سورة جاز الخ وقدرها من حيث الكلمات عشر وحيث الحروف ثلا ثون (ايضا فصل فى القراءة ج ا ص ۵۰۳ ط س ج ا ص ۵۳۸)ظفير

(۳) ايضا ط س ج ا ص ۵۳۸ ، ۱۲ ظفير

(۴) جلالين اصح المطابع سورة غاشيه ص ۴۹۸ ، ۱۲ ظفير

اطق علی ترتیله ورتل القران ترتیلاً. فهل یجوزلهم القراء ة علی سبیل التعجیل ام لا .

(جواب)قال فی الدر المختار. ویجتنب المنکرات هذرمة القراء ة وفی الشامی هذرمة الخ سرعة الکلام والقراء ة .(۱) الخ فعلم ان القراء ة بالکیفیة المذکورة من ترک الترتیل الما موربه والاستعمال المفضی الی الهذرمة مسن المنکرات التی ینبغی الا جتناب عنها .فقط.

ہر رکعت میں سورہ کے ساتھ سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۲۶) ایک امام نے نماز جہری میں بعد الحمد کے جو سورۃ پڑھی اس صورت کے ساتھ قل ہو اللہ پڑھ کر رکوع وسجود کیا اور دوسری رکعت میں الحمد کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملا کر اس کے بعد قل ہو اللہ پڑھے حنفیہ کے نزدیک یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) فرائض میں عند الحنفیہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔شرح منیہ میں ہے والحاصل ان تکرار السورة الواحدة فی رکعة واحدة مکروهة فی الفرض ذکره فی فتاویٰ قاضی خاں وکذا تکرار ها فی رکعتین مه بان قرء ها فی الا ولی ثم کرر هافی الرکعة الثانیة یکره ذکره فی القنیه لکن هذا اذا کان بغیر ضرورة بان کان یقدر قراء ة سورة اخری اما اذا لم یقدر فلا یکره الخ ولا یکره تکرار السورة فی رکعة او فی رکعتین فی التطوع الخ .(۲) پس معلوم ہوا کہ فرائض میں ایسا کرنا مکروہ ہے اور نوافل میں جائز ہے۔فقط

پہلی رکعت میں رکوع اور دوسری میں سورۃ کی قراءۃ کی جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۲۷) جو لوگ اول رکعت میں رکوع اور دوسری میں سورۃ جو رکوع سے بڑی نہیں ہوتی پڑھتے ہیں یہ جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب) کراہت اس میں کچھ نہیں ہے۔(۳) البتہ فضیلت اس میں ہے کہ دونوں رکعت میں پوری پوری سورۃ پڑھی جاوے۔(۴) کذا فی الشامی۔فقط۔

پہلی رکعت میں ایک سورۃ کا ایک حصہ اور دوسری میں دوسری سورت کا حصہ پڑھائے تو درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۸) اگر امام اول رکعت میں ایک سورۃ کا پہلا رکوع اور دوسری رکعت میں دوسرا رکوع پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز درست ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س. ج۲ص۴۷. ۱۲ ظفیر
(۲) غنیة المستملی ص .(۳)وکذا لوقرأ فی الا ولی من وسط سورة او من سورة اولها ثم قرأ فی الثانیة من وسط سورة اخری الخ او سورة قصیرة الا صح انه لا یکره (ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶)ظفیر
(۴)مع انهم صرحوا بان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۵ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۱)ظفیر .(۵)ولو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة و قیل یکره وقیل لا یکره وهو الصحیح کذا فی الظهیریه (عالمگیری مصری فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۷۳)ظفیر

وتر کی رکعتوں میں بڑی چھوٹی سورتوں کی قراءت کی تو ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۴۲۹) وتر میں امام صاحب نے پہلی رکعت میں والعصر۔ دوسری میں التکاثر۔ تیسری میں الھمزہ پڑھی۔ تیسری سورۃ دوسری سے دوگنی ہے تو نماز وتر ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز وتر ہوگی۔ اس قدر سورتوں کے بڑے چھوٹے ہونے سے نماز میں کچھ کراہت نہیں آتی۔ (۱) فقط۔

درمیان میں چھوٹی سورہ نہ چھوڑی جائے:۔

(سوال ۴۳۰) کہا جاتا ہے کہ اذا جاء کے بعد تبت پڑھنی چاہئے۔ اس کو ترک کر کے قل ھو اللہ نہ پڑھے حالانکہ پڑھنے والے کو اذا جاء اور قل ھو اللہ سے محبت ہے تو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کرنا فرائض و واجبات میں فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ پس اگر قل ھو اللہ دوسری رکعت میں پڑھنی ہے تو پہلی میں قل یاالخ پڑھ دے۔ اور اگر پہلی رکعت میں اذا جاء پڑھی ہے تو دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھے۔ (۲) فقط

نماز میں ترتیب سورہ کا لحاظ:۔

(سوال ۴۳۱) ترتیب سور قرآنیہ کا نماز میں کیا حکم ہے۔ مثلاً قل اعوذ برب الفلق کے بعد قل ھو اللہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) فرائض و واجبات میں اس تقدیم و تاخیر کو مکروہ لکھا ہے۔ اور نوافل میں درست ہے (۳)۔ فقط۔

وقت کی تنگی کے وقت نماز فجر میں چھوٹی سورتیں درست ہیں:۔

(سوال ۴۳۲) صبح کی نماز میں وقت تھوڑا تھا اس وجہ سے اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھی۔ بعد نماز ایک صاحب نے یہ فرمایا کہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ بڑی سورۃ پڑھنی چاہئے تھی۔

(جواب) وہ نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی۔ یہ کہنا کسی کا کہ یہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی غلط ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب کہ وقت تھوڑا ہو یا سفر وغیرہ

---

(۱) واطالۃ الثانیۃ علی الاولی یکرہ تنزیھا اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا وقصرا او الا اعتبر الحروف والکلمات واعتبر الحلبی فحش الطول لا عدد الایات واستثنی فی البحر ما وردت بہ السنۃ واستظھر فی النفل عدم الکراھۃ وان باقل لایکرہ (درمختار) قولہ فحش الطول الخ کما لو قرأ فی الاولی والعصر و فی الثانیۃ الھمزۃ فرمز فی القنیۃ اولا انہ لا یکرہ ثم رمز ثانیا انہ یکرہ وقال لان الاولی ثلاث ایات والثانیۃ تسع وتکرہ الزیادۃ الکثیرۃ الخ (رد المحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۶ و ص ۵۰۷ ط س ج ۱ ص ۵۴۲) سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب قران کے خلاف سورتیں پڑھی گئیں، یہ بھی مکروہ ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے یوں نماز ہوگئی۔ ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرأ منکوسا (درمختار) لان ترتیب السورۃ فی القراءۃ من واجبات التلاوۃ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ ط س ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر

(۲) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ ط س ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر

ثلث ہو تو چھوٹی سورتوں کا فجر کی نماز میں پڑھنا درست ہے۔(۱)

پہلی رکعت میں مزمل کا حصہ اور دوسری میں بقرہ کا حصہ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۴۴۳) امام نے مغرب کی اول رکعت میں بعد الحمد شریف پہلی رکوع سورۃ مزمل کا پڑھا۔ دوسری رکعت میں پہلا رکوع الم کا پڑھا اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو لازم نہیں ہوا۔ مگر آئندہ اس طرح خلاف ترتیب قرآنی نہ پڑھنا چاہئے کہ اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

نماز میں آیت کے دہرانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی:۔

(سوال ۴۴۴) زید فرض مغرب کے پڑھا رہا ہے۔ اول رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ فیل شروع کی اور طیراً ابابیل کو دو مرتبہ پڑھا۔ اول مرتبہ لام کو سکون اور دوسری مرتبہ لام کو زبر کے ساتھ کہہ کر رکوع کر دیا اور دوسری رکعت میں بعد ختم سورۂ فاتحہ کے سورہ قریش شروع کی اور پوری سورۃ پڑھی آیا نماز ہوگئی یا نہیں یا سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی۔ سجدہ سہو کی اور اعادہ کی ضرورت نہ تھی۔(۳) فقط

فرض میں آنحضرت ﷺ سے جز و سورۃ کا پڑھنا صراحتاً ثابت نہیں:۔

(سوال ۴۴۵) فرض نماز میں آنحضرت ﷺ نے کسی وقت میں علاوہ سورتوں کے رکوع پڑھے ہیں یا نہیں۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھنا مستحب اور سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اکثر پوری ہی سورۃ پڑھی اور شاید کبھی علاوہ سورۃ کے کہیں سے کوئی رکوع پڑھا ہو مگر تصریح (۴) نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) ویسن فی السفر مطلقا ای حالۃ قرار او فرار الخ الفاتحۃ وجوبا و ای سورۃ شاء وفی الضرورۃ بقدر الحال (درمختار) ای سواء کان فی الحضر او لسفر الخ لانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قرأ فی الفجر بالمعوذ تین الخ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۳ وج ۱ ص ۵۰۵ ط س ج ۱ ص ۵۳۸) ظفیر

(۲) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرأ منکوسا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار فصل القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر

(۳) وقرأ بعد ھا وجوبا سورۃ او ثلاث ایات ولو کانت الآیۃ او الایتان تعدل ثلاث ایات قصار (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۹) ظفیر اذا کرر ایۃ واحدۃ مرارا ان کان فی التطوع الذی یصلیہ وحدہ فذلک غیر مکروہ وان کان فی الفریضۃ فہو مکروہ، وھذا فی حالۃ الاختیار اما فی حالۃ العذر والنسیان فلا باس بہ (غنیۃ المستملی ص ۴۲۲ ط س ج ۱ ص ۴۹۲) ظفیر

(۴) مع انہم صرحوا بان الافضل فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ تامۃ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۵) وان الغالب من قراءتہ علیہ السلام السورۃ التامۃ بل قال بعضہم لم ینقل عنہ علیہ السلام قراءتہ السورۃ الا کاملۃ ولم ینقل عنہ التفریق الا فی المغرب قرأ فیہا الاعراف فی رکعتی ورکعتی الفجر قرأ بایتی البقرۃ وال عمران و قال اخرون انما ھی افضل الخ وافتی بعض المتنا بان من قرأ سورۃ فی رکعتین ان فرقہا لعذر کمرض حصل لہ ثواب السورۃ الکاملۃ والکلام فی سورۃ طویلۃ کالاعراف بخلاف سورۃ ثلاث ایات او اربع فتفریقہا خلاف السنۃ اھ (مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب القراءۃ فی الصلوٰۃ فصل اول ج ۱ ص ۵۲۷ وج ۱ ص ۵۲۸) ظفیر

فاتحہ کے سکتات میں ثناء پڑھنا نہیں چاہئے :-

(سوال ۴۳۶) ثنا فاتحہ کے سکتات میں پڑھنا افضل ہے یا سکوت بہتر ہے۔

(جواب) قراءۃ کے شروع ہونے کے بعد ثناء نہ پڑھنی چاہئے۔(۱) فقط۔

فاتحہ خلف الامام :-

(سوال ۴۳۷) شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ دہلوی نے تحریر فرمایا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے اور پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ نہ پڑھنے میں خوف ہے نماز کے نہ ہونے کا۔ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ حدیث شریف میں صاف امر ہے واذا قرأفانصتوا۔(۲) اور دوسری حدیث شریف میں ہے من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة۔(۳) اور نیز قرآن شریف میں ارشاد ہے واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا۔(۴) اس صورت میں مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ پڑھنے کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے۔ اور حنفیہ کو اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہئے۔ فقط۔

پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ہواللہ پڑھی تو کوئی نقصان ہوا یا نہیں :-

(سوال ۴۳۸) امام نے پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری رکعت میں قل ہواللہ پڑھی تو نماز میں کچھ نقصان ہوا یا نہیں۔

(جواب) فرضوں میں قصداً اس طرح پڑھنا کہ ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ کیا جاوے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے مکروہ ہے۔ اور نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر سہواً ہو گیا تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ اور نوافل میں کچھ کراہت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

قراءت بغیر حرکت لب معتبر نہیں :-

(سوال ۴۳۹) اگر کوئی شخص نماز بلا حرکت لب جی میں پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) قراءت وغیرہ ایسے معتبر نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) وقرأ كما كبر سبحانك اللهم الخ الا اذا شرع الامام في القراء ة سواء كان مسبوقاً او مدركا وسواء كان امامه يجهر بالقراء ة اولا ، فانه لا ياتي به لما في النهر عن الصغرى ادرك الامام في القيام يثني ما لم يبدأ بالقراء ة الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلوة فصل تاليف الصلاة ج ۱ ص ۴۵۵ و ج ۱ ص ۴۵۶ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۸) ظفير. (۲) مشكوة باب القراء ة في الصلوة ص ۷۹ و ۸۱. ۱۲ ظفير.

(۳) آثار السنن باب في ترك القرأة خلف الامام في الصلوت كلها ج ۱ ص ۳۸۷ ۱ ظفير.

(۴) سورة الاعراف ركوع ۲۴ ظفير (۵) ويكره الفصل بسورة قصيرة الخ ولا يكره في النفل شئ من ذالك (درمختار) افادان التنكيس او الفصل بالقصيرة انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا كما في شرح المنية (ردالمحتار فصل في القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفير. (۶) وادنى الجهر اسماع غيره وادنى المخافتة اسماع نفسه الخ ويجرى ذالك المذكور في كل ما يتعلق بنطق كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق واستثناء وغيرها (درمختار) اعلم انهم اختلفوا في حدود وجود القراء ة على ثلاثة اقوال فشرط الهندواني والفضلي لوجودها خروج صوت يصل الى اذنه وبه قال الشافعي وشرط بشر المريسي واحمد خروج الصوت من الفم وان لم يصل الى اذنه الخ ولم يشترط الكرخي وابو بكر البلخي السماع واكتفيا بتصحيح الحروف الخ (ردالمحتار فصل في القراء ة ج ۱ ص ۴۹۸ و ج ۱ ص ۴۹۹ ط.س. ج ۱ ص ۵۳۵) ظفير

نصف آیت سے قراءت کی ابتدا مناسب نہیں:۔

(سوال ۴۴۰) زید ہمیشہ نماز میں قراءۃ نصف آیت سے شروع کرتا ہے، نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(جواب) نماز ہو جاتی ہے لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے کہ یہ امر نا مشروع اور خلاف قواعد ہے۔(۱) فقط

الحمد اور ایاک پر جھٹکا:۔

(سوال ۴۴۱) الحمد پر جھٹکا لگانا اور ایسا ہی ایاک پر جھٹکا لگانا کیسا ہے۔
(جواب) خلاف قواعد تجوید پڑھنا قرآن شریف کا مکروہ ہے اگر چہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

تین آیتیں پڑھنا فرض ہے یا واجب:۔

(سوال ۴۴۲) جو تین آیۃ قرآن شریف کی نماز میں پڑھی جاتی ہیں یہ فرض ہیں یا کیا۔
(جواب) درمختار میں واجبات نماز میں شمار کیا ہے۔ قراءۃ فاتحہ اور ضم سورۃ کو یا تین آیۃ کو...... وضم اقصر سورۃ کالکوثر او قام مقامها وهو ثلاث ایات قصار الخ وکذا لوکانت الأیة اوالایتین تعدل ثلاثا قصارا. الخ(۲)

پہلی رکعت میں پارہ ستائیس سے اور دوسری میں پہلے سے پڑھے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۴۳) نماز جمعہ میں رکعت اول میں ستائیسویں پارہ میں سے ایک رکوع پڑھا گیا۔ اور رکعت دویم میں پارہ اول میں سے ایک رکوع پڑھا نماز درست ہوئی یا نہیں۔
(جواب) اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے اس لئے کہ یہ خلاف ترتیب قرانی ہے درمختار میں ہے ویکره الفصل بسورة قصيرة وان يقرء منكوسا. درمختار، بان یقرأ فی الثا نیه سورة اعلیٰ مما قرأفی الا ولی لان ترتیب السور من القران من واجبات التلاوة الخ۔(۳) شامی ص ۳۶۷ جلد اول۔ فقط۔

بلا بسم اللہ نماز میں فاتحہ:۔

(سوال ۴۴۴) نماز میں سورۂ فاتحہ بلا بسم اللہ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔
(جواب) نماز ہو جاتی ہے اور کچھ نقص نہیں رہتا۔(۴) فقط۔

---

(۱) والا فضل ان یقرأ فی کل رکعة سورة تامة (غنية المستملی ص ۴۶۲) سورۃ کے بعض حصے کو بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے تو آیت ادھوری پڑھنا کب مناسب ہوگا۔ ولو قرء بعض السورة فی رکعة وبا قیها فی رکعة قیل یکره والصحیح انه لا یکره. ایضا) ظفیر
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوة مطلب واجبات الصلوة ج ۱ ص ۴۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۵۹ ۴۶۲ ظفیر (۳) ردالمحتارللشامی. باب صفة الصلوة فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶، ۱۲ ظفیر.
(۴) وسننها ترک السنة لا یوجب فساد اولا سهوا بل اساءة لو عا مدا الخ. الثناء والتعوذ والتسمية والتا مين (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوة مطلب سنن الصلوة ج ۱ ص ۴۴۳ وج ۱ ص ۴۴۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۷۳ - ۴۷۴) ظفیر

جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی بھول سے دوسری میں اسی کو دوہرا دیا تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۴۵/۱) ایک شخص نے سہوا جو رکعت اولیٰ میں سورۃ پڑھی تھی وہی رکعت ثانیہ میں پڑھ لی تو نماز میں کچھ نقصان آیا نہیں۔

(سوال ۴۴۶/۲) ایک شخص نے رکعت اولیٰ میں سورہ الناس شروع کردی۔ نصف سورۃ پڑھ کر رکوع کردیا اور نصف سورۃ رکعت ثانی میں پڑھی آیا نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ (۱)

(۲) نماز ہوگئی۔ (۲) فقط۔

ہر رکعت میں سورۂ اخلاص کا تکرار فرائض میں نہیں چاہئے:۔

(سوال ۴۴۷) امرتسر کے گردونواح میں گاؤں کے رہنے والے حضرات پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں بھی سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں۔ آیا ایسا کرنا چاہئے یا نہیں۔ اگر کوئی دہقانی نہ جانتا ہوتو اس کے لئے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) طریق سنت یہ ہے کہ ایک سورۃ کو بار بار پہلی اور دوسری رکعت میں نہ پڑھیں بلکہ مختلف سورتیں ہر رکعت میں بہ رعایت ترتیب پڑھیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھنی چاہئے۔ اسی طرح کبھی کوئی سورۃ کبھی کوئی سورۃ پڑھنی چاہئے یہ نہیں کہ پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں بھی قل ہو اللہ پڑھی جائے۔ یہ طریقہ غیر مقلدوں کا ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورۂ اخلاص ہی کو مکرر پڑھا جاوے۔ (۳) البتہ جس شخص کو اور کوئی سورت یاد نہ ہو اس کو مجبوری ہے۔ پس آپ لوگ جو حنفی ہیں موافق طریق سنت کے قراءۃ پڑھیں۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد مختلف سورتیں ترتیب کے موافق پڑھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ مختلف سورتیں نماز میں پڑھی ہیں۔ ایسا نہیں کیا کہ صرف سورۂ اخلاص کو ہر ایک رکعت میں پڑھا ہو۔ فقط۔

رب العلمین پر سانس روکنا:۔

(سوال ۴۴۸/۱) امام رب العلمین پر پختہ آیۃ کرتا ہے۔ نماز میں کوئی حرج تو نہیں۔

---

(۱) لا باس ان یقرأ سورۃ ویعید ھا فی الثانیۃ (درمختار) افادانہ یکرہ تنزیھا وعلیہ یحمل جزم القنیۃ بالکراھۃ ویحملہ فعلہ علیہ الصلوۃ والسلام لذالک علی بیان الجواز ھذا اذا لم یضطر فان اضطربان قرأ فی الا ول قل اعوذ برب الناس اعادھا فی الثانیۃ ان لم یختم (رد المحتار۔ فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر۔

(۲) ولو قرأ بعض السورۃ فی رکعۃ وبا قیھا فی رکعۃ قیل یکرہ والصحیح انہ لا یکرہ (غنیۃ المستملی تتمات ص ۴۶۲) ظفیر۔

(۳) ولا یتعین شئی من القران لصلوۃ علی طریق الفرضیۃ الخ ویکرہ التعین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القرائۃ ج ۱ ص ۵۰۸۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۵۴۴) لاباس ان یقرأ سورۃ ویعید ھا فی الثانیۃ (درمختار) قولہ لا باس الخ افا دان یکرہ تنزیھا وعلیہ یحمل جزم القنیۃ بالکراھۃ ویحمل فعلہ علیہ الصلوۃ والسلام لذالک علی بیان الجواز ھذا اذا لم یضطر (رد المحتار۔ باب ایضا ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر

فعال کے عین پر جزم پڑھنا:۔

(سوال ۴۴۹/ ۲) امام فعال لما یرید میں عین پر جزم کرتا ہے۔ نماز صحیح ہے یا نہیں۔

یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا پر وقف:۔

(سوال ۴۵۰/ ۳) آیۂ کریمہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفاO پر اگر وقف کرے تو نماز صحیح ہے یا نہیں۔

آیت لا پر وقف:۔

(سوال ۴۵۱/ ۴) آیۃ Oلا پر وقف کر دینے سے کچھ حرج ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) کچھ کراہت وغیرہ نہیں ہے۔

(۲) فعال کے عین میں ادغام ہے یعنی اس میں دو عین ہیں۔ پہلا ساکن دوسرا متحرک گویا اصل اس کی یہ ہے فعْ عالٌ۔ پس اگر اسی طرح پڑھا تو نماز صحیح ہے۔

(۳) نماز صحیح ہے اور صفاO پر وقف کر دینے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔

(۴) آیت Oلا پر وقف کر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز صحیح ہے۔ فقط۔

نماز فجر میں طوال مفصل:۔

(سوال ۴۵۲/ ۱) فقہاء صبح کی نماز میں طوال مفصل کو پڑھنا اور چالیس آیت پڑھنا مسنون کہتے ہیں۔ اور بعض سور طوال مفصل بیس ۲۰ آیت ہیں۔ دو سورتیں پڑھنے سے چالیس آیت ہوں گی۔ کیا کرنا چاہئے۔

آیت سجدہ کا ترک:۔

(سوال ۴۵۳/ ۲) سجدہ والی سورت میں دو ایک آیت چھوڑ دینا سجدہ کی وجہ سے کیسا ہے۔

(جواب)(۱) افضل اور بہتر یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھے پس صبح کی نماز کی ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ طوال مفصل کی پڑھے سنت ادا ہو جاوے گی آیتوں کا لحاظ نہ کرے خواہ چالیس ہوں یا کم و بیش۔(۱)

(۲) سجدہ کی آیت کو پڑھنا اور سجدہ کرنا بہتر ہے اس کو نہ چھوڑے۔(۲) فقط۔

---

(۱) ویسن فی الحضر لا مام ومنفرد الخ طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر الخ ای فی کل رکعة سورة مما ذکر (درمختار) ای من الطوال والا وساط والقصار ومقتضاه انه لا نظر الی مقدار معین من حیث عدد الآیات الخ (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۹..... ۵۴۰) ظفیر

(۲) کره ترک آیة سجدة وقراءة باقی السورة لان فیه قطع نظم القران وتغییرتا لیفه واتباع النظم والتالیف ما موربه بدائع مفاده ان الکراهة تحریمیة لا یکره عکسه . الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب سجود الصلوٰة ج ۱ ص ۷۲۹. ط.س. ج ۲ ص ۱۱۷ ـــ ۱۱۸) ظفیر

چھوٹی سورت کی مقدار کیا ہے اور وہ کون سی ہیں :۔

(سوال ۴۵۴) وہ چھوٹی سورتیں کون سی ہیں جن کو پہلی رکعت اور دوسری رکعت کی قراءۃ کے درمیان چھوڑنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

(جواب) وہ سورتیں قصار مفصل کی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک ہیں۔(۱) فقط۔

علامت آیت :۔

(سوال ۴۵۵) قرآن مجید کی چھوٹی سی تین آیتیں جو ایک رکعت میں کافی ہوسکتی ہیں کون سی ہیں۔ آیت گول O ٹکڑے کی مانی جاتی ہیں یا ج۔ص۔ز۔ط وغیرہ پر مانی جاتی ہے۔ ایک بڑی آیت کے مقابلہ میں چھوٹی تین آیت کافی ہوسکتی ہیں یا کیا۔

(جواب) واجبات نماز میں سے یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد تین آیات چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو پڑھے چھوٹی سورہ جس میں تین آیتیں ہیں انا اعطینک الکوثر ہے۔ یہ سورۃ یا اس کے مانند کوئی دوسری سورۃ الحمد کے بعد پڑھنے سے واجب ادا ہوجاتا ہے اور آیت وہی سمجھی جاتی ہے جس پر گول نشان اس صورۃ سے ہو O اور بڑی آیت کی مثال آیۃ الکرسی یا آیۃ مداینۃ وغیرہ ہے۔ اور چھوٹی آیات کی مثال ثم نظر ثم عبس و بسر ثم ادبر و استکبر ہے۔(۲) فقط۔

نستعین پر وقف نہ کرے تو کیا حکم ہے :۔

(سوال ۴۵۶) زید نماز میں ایاک نعبدو ایاک نستعین پر باجود وقف ہونے کے وقف نہیں کرتا اور یوں پڑھتا ہے نستعین اھدنا الصراط مستقیم اور قل ھو اللہ احد ن اللہ الصمد پڑھتا ہے اس سے نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوتا اور قراءۃ سے یہ ثابت ہے یا نہ اور اس طرح پڑھنے سے معنی میں کچھ نقصان آئے گا یا نہ۔

(جواب) اصل یہ ہے کہ نستعین پر وقف کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ اسی طرح قل ھو اللہ احد پر آیت کرنا نہ کرنا دونوں طرح ثابت ہے۔ پس اگر آیت کی جائے گی تو اھدنا اور اللہ الصمد پڑھا جائے گا اور اگر آیت نہ کی جاوے اور وقف نہ کیا جاوے نون اھدنا اور ن اللہ الصمد پڑھا جائے گا معنی میں کچھ فرق نہیں ہوتا اور قراءۃ دونوں طرح پڑھتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر نستعین پر اور احد پر آیت کرنا ہے اور اھد نا الصراط المستقیم اور اللہ الصمد علیحدہ پڑھنا ثابت ہے۔ لہذا زید کو کچھ ضرورت نہیں کہ وہ ن ھدنا اور ن اللہ الصمد پڑھے بلکہ جیسے اکثر قراءۃ پڑھتے ہیں اسی طرح پڑھے۔ لیکن اگر اتفاقی زید نے اس طرح پڑھ دیا تو اس پر اعتراض نہ کیا جاوے اس کو غلط نہ کہا جاوے۔ فقط۔

---

(۱) ومنها الی آخر لم یکن او ساطه الخ وباقیه قصاره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۴ ط.س ج ۱ ص ۵۴۰) ظفیر (۲) وضم اقصر سورۃ کالکوثر او مقامها وهو ثلاث ایات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوۃ واجبات الصلوۃ ج ۱ ص ۴۲۷ ط.س ج ۱ ص ۴۵۸) ظفیر

رکعات نماز میں مختلف سورتوں کے رکوع پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں:۔

(سوال ٤٥٧) کوئی امام اگر اس طرح قراءت پڑھا کرے کہ مثلاً اس کو ہر پارہ کا ایک ایک رکوع یاد ہے اور ہر نماز میں ایک رکوع پڑھتا ہے۔ اسی طرح بالترتیب تمام ختم کرلیتا ہے پھر بعد ختم ابتداء سے شروع کرتا ہے۔ اس طرح جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس طرح پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر ایک میں پوری سورۃ پڑھے اس طریقے سے کہ جس طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ صبح او ظہر کی نماز میں طوال مفصل اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔(١) فقط۔

فاتحہ خلف الامام والی حدیث کا جواب:۔

(سوال ٤٥٨) عندالاحناف قراءۃ فاتحہ خلف الامام ناجائز ہے مگر غیر مقلدین دو حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ ایک عبادہ کی حدیث اور ایک ابو ہریرۃؓ کی جس میں یہ مذکور ہے۔ قسمت الصلوة بيني وبين عبدی ان دونوں حدیثوں کا جواب مفصل تحریر فرمائیں۔

(جواب) حدیث عبادہؓ کا جواب مشکوۃ کے باب قرأۃ فی الصلوۃ میں حدیث مذکور کے بعد موجود ہے۔ وہ حدیث یہ ہے وعن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرأ فانصتوا.(٢) اس حدیث میں مطلقاً و عموماً یہ حکم فرمایا کہ جب امام پڑھے تو تم چپ رہو۔ پس معلوم ہوا کہ پہلے آنحضرت ﷺ نے صرف سورہ فاتحہ کی اجازت دی تھی۔ پھر جہریہ نمازوں میں اس کی ممانعت فرمائی جیسا کہ حدیث ابو ہریرۃؓ میں فانتهى الناس عن القراءة مع رسول الله صلی الله عليه وسلم فيما جهر فيه بالقراءة من الصلوة حين سمعوا ذلك من رسول الله صلی الله عليه وسلم (٣) سے ثابت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے واذا قرأ فانصتوا کا حکم فرما کر سب نمازوں میں مطلقاً قرأت سورہ فاتحہ وغیرہ سے ممانعت فرمادی اور انصات کا حکم فرمادیا جیسا کہ آیۂ کریمہ واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا.(٤) سے بھی ظاہر ہے اور یہی جواب جملہ اقرأ بها في نفسك.(٥) سے ہے جو کہ حدیث ابو هريره رضی الله عنه قسمت الصلوة بينی وبين عبدی الخ میں واقع ہے۔ اور اقرأ بہا فی نفسک سے مراد نفس میں تصور کرنا بھی ہوسکتا ہے۔ فقط۔

---

(١) واستحسنوا في الحضر طوال المفصل في الفجر والظهر واوساطه في العصر والعشاء وقصاره في المغرب الخ الا فضل ان يقراء في كل ركعة الفاتحة وسورة كاملة في المكتوبة الخ (عالمگیری مصری. الفصل الرابع في القراءة ج ١ ص ٢٧ و ج ١ ص ٧٣ ط. ماجديه ج ١ ص ٧٧) ظفير.

(٢) مشكوة باب القراءة في الصلوة فصل ثاني ص ٨١ ١٢ ظفير

(٣) مشكوة باب القراءة في الصلوة فصل ثاني ص ٨١ ١٢

(٤) سورة الاعراف ركوع ٢٤ ظفير.

(٥) مشكوة باب القراءة في الصلوة فصل اول ص ٧٨ ١٢ ظفير

سورۂ فاتحہ سے فرض قراءت ادا ہو جاتی ہے:۔

(سوال ۴۵۹) سورۂ فاتحہ نماز میں پڑھنے سے قراءۃ فرض ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) فرض قراءۃ سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے ادا ہوگی۔(۱)

صیغۂ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا غلط ہے:۔

(سوال ۴۶۰) نماز میں بوقت قرأت واحد کو بصیغۂ جمع اور جمع کو بصیغۂ واحد پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نماز ہوگی یا نہیں۔ مثلاً آیت کو آیات پڑھنا اور جنت کو جنات پڑھنا۔

(جواب) واحد کو بصیغۂ جمع پڑھنا یا جمع کو بصیغۂ واحد پڑھنا غلطی ہے۔ عمداً ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر غلطی سے ایسا پڑھا گیا تو نماز صحیح ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کرنا نہ چاہئے۔(۲) فقط۔

منفرد کی نماز میں قراءت و اقامت۔

(سوال ۴۶۱) تنہا آدمی مسجد یا مکان یا میدان میں نماز فرض پڑھتا ہے تو با قراءۃ و با تکبیر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) جہری نمازوں میں اس حالت میں قراءۃ بالجہر پڑھنا اچھا ہے اور جہر بالتکبیر بھی درست ہے مگر زیادہ جہر نہ کرے کسی قدر جہر میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۳) فقط۔

فرض دو خالی اور دو بھری کیوں ہیں:۔

(سوال ۴۶۲) چار رکعت فرض میں دو خالی اور دو بھری کیوں مقرر ہوئی ہیں؟

(جواب) نماز فرض میں دو رکعت بھری اور دو رکعت خالی احادیث سے ثابت ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے لہذا ہم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ چون و چرا اس میں مناسب نہیں ہے۔(۴)

فجر کی دوسری رکعت میں قراءت پہلی سے لمبی کر دے تو مکروہ ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۶۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ امام صبح کی نماز میں اول رکعت سے

---

(۱) وفرض القراءۃ آیۃ علی المذهب هی لغة العلامة عرفا طائفة من القرآن مترجمة اقلها ستة احرف لو تقديرا كلم يلد (درمختار) قوله على المذهب اى الذى هو ظاهر الرواية عن الا مام (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۱ ط.س ج ۱ ص ۵۳۷) ظفير

(۲) قال فی البزازية ولو زاد حرفا لا يغير المعنى لا تفسد عند هما الخ (ردالمحتار زلة القاری ج ۱ ص ۵۹۱ ط.س ج ۱ ص ۶۳۱) ظفير (۳) ويخير المنفرد فی الجهر وهو افضل ويكتفی بادناه ان ادى وفی السرية يخافت حتما على المذهب (درمختار) قوله وهو افضل ليكون الا داء على هيئة الجماعة ولهذا كان اداء ه باذان واقامة افضل وروى فی الخبر من ان من صلى على هيئة الجماعة صلت بصلاته صفوف الملائكة (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۴۹۸ ط.س ج ۱ ص ۵۳۳) ظفير (۴) اقول قد اخرج البخاری ومسلم رحمهما الله عن عبدالله بن ابی قتادہ عن ابيه ابی قتادة رضی الله تعالىٰ عنه ان النبی صلى الله عليه وسلم كان يقرأ فی الركعتين الا وليين من الظهر والعصر بفاتحة الكتاب وسورتين وفی اخريين بفاتحة الكتاب ويسمعنا الاية احيانا حاشيه هدايه الخ اور زیلعی میں ہے وفيما عد الاوليين اكتفا بفاتحة الكتاب لقول ابی قتادة انه عليه الصلوة والسلام قرأ فی الا خريين بفاتحة الكتاب ۱۲ ج ۱ ص ۱۲۴) ظفير

دوسری رکعت میں قراءت کو قصداً دو چار آیات طول دیوے اس صورت میں بلا کراہت نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے بلا کراہت۔ شامی میں ہے کہ بڑی سورتوں میں تین آیات کی زیادتی کا اعتبار نہیں ہے البتہ چھوٹی سورتوں میں دوسری رکعت میں تین آیات کی زیادتی مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ دیوبند۔

قراءت خلاف ترتیب کی کراہت:۔

(سوال ۴۶۴) استفتاء نمبری ۲۴۹۵ موصول ہوا۔ آپ نے نمبر ۳ میں تحریر فرمایا ہے کہ فرائض اور واجبات میں اس تقدیم و تاخیر کو مکروہ لکھا ہے۔ اور نوافل میں درست ہے۔ مجھے اس میں کچھ کلام ہے۔ آج میری نظر سے بخاری شریف کی ایک حدیث گذری جس میں یوسف بن مالک راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے ام المومنین مجھے اپنا قرآن دکھا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کہا اس لئے کہ اس کی ترتیب کے موافق اپنا قرآن کرلوں اس لئے کہ لوگ بے ترتیب پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا کچھ حرج نہیں ہے جونسی آیت چاہے پہلے پڑھ لے۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ بخاری شریف میں کہیں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ کہف اور دوسری میں سورۂ یوسف پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تقدیم و تاخیر مکروہ نہیں۔

(جواب) بندہ نے جو کچھ دربارہ کراہت خلاف ترتیب فرائض میں پڑھنے کو لکھا تھا وہ حنفیہ کا مذہب ہے، اور اس میں احتیاط ہے۔ باقی یہ مطلب اس کا نہ تھا کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دیگر حضرات اس کو مکروہ نہ کہتے ہوں مگر حنفیہ کا مذہب وہ ہے جو بندہ نے لکھا ہے۔ چنانچہ درمختار میں اس کی تصریح ہے۔(۲) فقط۔

فرض نماز میں بتدریج پورا قرآن:۔

(سوال ۴۶۵) زید نے فرض نماز میں امام ہو کر تمام قرآن شریف تین چار ماہ میں پڑھا۔ اخیر پارہ ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورۃ اور اخیر رکعت میں کسی قدر الم سے مفلحون تک پڑھا تو اس فرض نماز میں کچھ کراہت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں تو کچھ حرج نہیں ہے کہ اگر پہلی رکعت میں قرآن شریف ختم کرے مثلاً قل اعوذ برب الناس پڑھی تو دوسری رکعت میں سورۂ بقرہ میں سے کچھ آیتیں پڑھیں کما فی الشامی عن شرح المنیۃ من یختم القران فی الصلوٰۃ اذا فرغ من المعوذ تین فی الرکعۃ الاولیٰ یرکع ثم یقرأ فی الثانیۃ بالفاتحۃ وشئی من سورۃ البقرۃ لا ن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الناس الحال المر تحل ای الخاتم المفتح الخ۔(۳) لیکن فرائض کی ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا تو اچھا نہیں یعنی خلاف اولیٰ

(۱) بل الذی ینبغی ان الزیادۃ اذا کانت ظاہرۃ ظہور اتاما تکرہ الا فلا للزوم الحرج فی التحرز عن الخفیۃ وایضا قال والذی تحصل من مجموع کلامہ و کلام القنیۃ ان اطلاق کراہۃ اطالۃ الثانیۃ بثلاث ایات مقید بالسور القصیرۃ المتقاربۃ الایات لظہور الاطالۃ حینئذ فیہا اما السورۃ الطویلۃ والقصیرۃ المتفاوتۃ فلا یعتبر العدد فیہما بل یعتبر ظہور الاطالۃ من حیث الکلمات وان اتحدت ایات السورتین عددا فقط واللہ اعلم ج ۱ ص ۵۰۷ ط س ج ۱ ص ۵۴۳ شامی

(۲) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرأ منکوسا الخ والایکرہ فی النفل شئی من ذالک (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۱ ط س ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر۔

(۳) ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ ط س ج ۱ ص ۵۴۷، ۱۲ ظفیر۔

ہے۔(۱) فقط۔

امام کو مخصوص سورتوں کا حکم:۔

(سوال ۴٦٦) امام کو حکم کرنا کہ فلاں فلاں سورۃ نماز میں پڑھو اور امام کو ایسا کرنا جائز ہے یا مکروہ۔
(جواب) اگر موافق سنت سورۃ کا امر کیا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

قراءت خلف الامام کی احادیث اور ان کا درجہ، اور عوام قراءت پر آیت سے استدلال کا ثبوت:۔

(سوال ۴٦۷) قراءۃ خلف الامام کی جو احادیث صحاح میں اکثر وارد ہیں۔ یہ احادیث منسوخ ہیں یا نہیں یہ بھی مفصل تحریر فرماویں کہ اصول حدیث میں کس مرتبہ کی حدیث صحیح حدیث کی ناسخ بن سکتی ہے اور سنداس امر کی کہ آیت و اذا قرأ القران فاستمعوا له فانصتوا لعلكم ترحمون نماز ہی میں نازل ہوئی ہے مع احادیث معتبرہ کے اور اقوال صحابہ کرام کے تحریر فرمائیے کہ اطمینان ہوجائے غیر مقلدین سوائے صحیحین کی احادیث کے دوسری صحاح و مسندات کتب حدیث کو نہیں مانتے ہر جگہ صحیحین کی حدیث طلب کرتے ہیں۔ پس یہ بھی تشریح فرمادیں سوائے صحیحین کے دوسری کتب حدیث میں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں کہ جن کو بخاری و مسلم نے تخریج نہیں کیا اور منسوخیت حدیث آمین بالجہر کی نسبت بھی یہی خیال ہے۔ کن احادیث سے حدیث آمین بالجہر منسوخ ہے۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(جواب) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قراءت خلف الامام میں اختلاف ائمہ ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کے اتباع و موافقین عدم وجوب و عدم جواز قراءت خلف الامام کے قائل ہیں۔ دلیل امام اعظم رحمہ اللہ کی آیۃ قرآنیہ و اذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا (۳) اور حدیث صحیح مسلم۔ واذا قرأ فانصتوا۔ (۴) اور حدیث من كان له امام (۵) الحدیث ہے۔ اور شامی میں خزائن سے منقول ہے وفي الكافي ومنع المؤتم من القراءة ماثور عن ثمانين نفرا من كبار الصحابة المرتضى والعبادلة وقد دوّن في الحديث اساميهم۔ (٦) اور دربارہ نزول آیۃ قرآنیہ واذا قرأ القران الاية فتح القدير میں منقول ہے واخرج ابو الشيخ من طريق سعيد بن جبير عن

---

(۱) ولو جمع بين سورتين في ركعة لا ينبغي ان يفعل ولو فعل لا باس به (فتح القدير فصل في القراءة ج ۱ ص ۲۹۹) ظفير
(۲) عن جابر قال كان معاذ بن جبل يصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم ياتي فيؤم قومه فصلى ليلة مع النبي صلى الله عليه وسلم العشاء ثم اتى قومه فامهم فافتتح بسورة البقرة فانحرف رجل فسلم ثم صلى وحده وانصرف فقالوا له انافقت يافلان قال لا والله لآتين رسول الله صلى الله عليه وسلم فلاخبرنه فاتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا اصحاب نواضح نعمل بالنهار وان معاذا صلى معك العشاء ثم اتى قومه فافتتح بسورة البقرة فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم على معاذ فقال يا معاذ افتان انت؟ اقرأ والشمس وضحها والضحى والليل اذا يغشى وسبح اسم ربك الاعلى متفق عليه (مشكوة باب القرأة ص ۷۹) ظفير (۳) پ ۹ ركوع ۱۴۔ ۱۲ ظفير (۴) مشكوة باب القراءة في الصلوة فصل اول ص ۷۹ وفصل ثاني ص ۸۱۔ ۱۲ ظفير (۵) آثار السنن باب في ترك القراءة خلف الامام ص ۸۷ وفتح القدير فصل في القراءة ج ۱ ص ۲۹۵۔ ۱۲ ظفير (٦) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل في القرأة ج ۱ ص ۵۰۶ ط س ج ۱ ص ۵۴۴۔ ۱۲ ظفير

ابن عباس هذه الآية نزلت في صلوة الجمعة وفي العيدين قال محى السنة والا ولى انها في القراء ة في الصلوة لان الاية مكية والجمعة وجبت بالمدينه وهذا قول الحسن والزهرى والنخعى واخرج البيهقى عن احمد انه قال اجمع الناس على ان هذه الاية في الصلوة. واخرج ابن مردويه في تفسيره الخ عن معاوية بن قرة قال سئلت بعض اشيا خنا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم واحسبه قال عبدالله بن مغفل كل من سمع القران وجب والا ستماع والا نصات قال انما نزلت هذه الاية في القراء ة خلف الا مام كذا في فتح القدير (۱) اور آمین بالجہر یا سردونوں حدیث سے ثابت ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے بیآیۃ ادعوا ربكم تضرعا وخفية (۲) سے حدیث اخفاء کو ترجیح دی ہے جیسا شرح منیہ میں ہے ويخفونها اى ويخفى الا مام والمقتدون امين لقول ابن مسعود رضى الله عنه اربع يخفيهن الا مام التعوذ والتسمية وامين وربنا لك الحمد وهذه الا ربعة روا ها ابن ابى شيبة عن ابراهيم النخعى وقد روى احمد وابويعلى والطبرانى والدار قطنى والحاكم في المستدرك من حديث شعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر بن العنبس عن علقمة بن وائل عن ابيه انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين. واخفى بها صوته وقال الشافعى و احمد رحمهما الله يجهر الا مام والماموم لما روى ابن ماجة كان عليه الصلوة والسلام اذا تلا غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين حتى يسمع من في الصف الا ول فيرتج المسجد قلنا تعارض روايتا الجهر والا خفاء في فعله يترجح الاخفاء باشارة قوله فان الا مام يقولها وبانه الاصل في الدعاء وامين دعاء فان معناه استجب. انتهى (۳)۔

(صحیحین کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔ صحیحین میں ہی محصور سمجھنا غلط ہے۔ دوسری صحاح یا مستندات کو نہ ماننا کھلی ہوئی جہالت ہے۔ ظفیر)

نماز میں مختلف سورتوں کا رکوع پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۴۶۸) ایک سورۃ کا رکوع پڑھنا رکعت اول میں اور اس سورہ یا دوسری سورۃ کا رکوع پڑھنا دوسری رکعت میں یا دوسری پوری سورۃ کا پڑھنا دوسری رکعت میں۔ یا ایک سورۃ کو دو رکعت میں پڑھنا جائز ہے یا خلاف اولیٰ۔

(جواب) جواب اول یہ ہے کہ یہ سب خلاف استحباب ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مسنون و مستحب یہ ہے کہ پوری سورۃ ایک رکعت میں مفصل میں سے موافق ترتیب فقہاء کے پڑھے جو معروف ہے۔ اور کتب فقہ میں مذکور ہے قال في الشامى لان السنة في الحضر في كل ركعة سورة (۴) تامة كمايأتى وفيه بعد صفحة مع انهم صرحوا بان

(۱) فتح القدير فصل في القراء ة ج ۱ ص ۲۹۸ ۳ ظفير
(۲) الاعراف ركوع ۸ ۱۲ ظفير
(۳) غنية المستملى معروف به كبيرى ص ۳۰۲ ۱۲ ظفير
(۴) ردالمحتار فصل في القراءة ج ۱ ص ۵۰۳ ط س ج ۱ ص ۵۳۵ ۱۲ ظفير

الافضل فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ تامۃ (۱)۔ پس جزو سورۃ کا پڑھنا خلاف افضل وخلاف مستحب ہے جس کا مآل کراہت تنزیہی ہے نہ کراہت تحریمی (۲) فقط۔

قراءت خلف امام میں حنفیہ کیا کہتے ہیں اور کیوں:۔

(سوال ۴۶۹) قراءت خلف الامام میں کیا قول ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے قراءۃ فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجھہ فقال اتقرؤن والا مام یقرأ فسکتوا فسأ لھم ثلثا فقالوا انا لنفعل قال لا تفعلوا الخ قال علی رضی اللہ عنہ من قرأ خلف الا مام فلیس علی الفطرۃ الخ . عن عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال یکفیک قرأۃ الا مام فھؤلاء جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اجمعو علی ترک القراءۃ خلف الامام (۳) فقط۔

عورت کا تراویح میں قرآن جہر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۷۰) عورت حافظ اگر نماز نفل یا تراویح میں قراءۃ بالجہر مکان کے اندر پڑھے اور اس مکان میں سوائے شوہر یا محارم کے دوسرا شخص نہ ہو تو جہر بالقراءۃ نماز میں اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نماز اس کی صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) جو عورت حافظ قرآن ہو نماز میں جہر نہیں کر سکتی اس واسطے کہ کلام عورت عند البعض عورت ہے۔ شامی جلد اول۔ وعلی ھذا لو قیل اذا جھرت بالقراءۃ فی الصلوۃ فسدت کا ن متجھا الخ. (۴) فقط۔

فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے کو کافر کہنا غلط ہے:۔

(سوال ۴۷۱) ایک مولوی صاحب افغانستان کے یہاں پر آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قاری فاتحہ خلف الامام کافر ہے۔

(جواب) امام ابوحنیفہ کے مذہب میں مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ نہ پڑھنی چاہئے نا جائز ہے اور یہی مقتضی آیۃ قرآنیہ واذا قرأ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا. (۵) اور احادیث صریحہ صحیحہ واذا قرأ فانصتوا وغیرہ کا ہے۔ یا انہمہ فاتحہ پڑھنے والے کو کافر و مرتد کہنا سخت جہالت اور گمراہی ہے۔ کہنے والے کے کفر کا خوف ہے توبہ کرے یہ مسئلہ ائمہ دین میں مختلف فیہ ہے۔ امام شافعی وجوب قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ (۶) پس تکفیر میں کہنے والے کے کفر کا خوف ہے۔ اللہ تعالی ایسی جہالت سے محفوظ رکھے فقط واللہ تعالی اعلم۔

(۱) ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۵ ط س ج ۱ ص ۵۴۱ . ۱۲

(۲) وفی الخلاصۃ اذا قرا سورۃ واحدۃ فی رکعتین اختلف فیہ والا صح انہ لایکرہ ولکن لاینبغی ان یفعل ولو فعل لاباس بہ وکذا لو قرأ وسط السورۃ اواخر سورۃ فی الاولی وفی الثانیۃ وسط سورۃ اواخر سورۃ اخری ای لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس بہ وفی نسخۃ الحلوانی قال بعضھم یکرہ (فتح القدیر فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۲۹۹) ظفیر

(۳) شرح معانی الا ثار باب القراءۃ خلف الامام ج ۱ ص ۱۲۸ وج ۱ ص ۱۲۹ ظفیر

(۴) ردالمحتار باب شروط الصلوۃ مطلب فی ستر العورۃ ج ۱ ص ۳۷۷ ط س ج ۱ ص ۴۰۶ . ۱۲ ظفیر

(۵) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ . ۱۲ ظفیر

(۶) فقراءۃ الفاتحۃ لا تتعین رکنا عندنا الخ خلافا للشافعی رحمہ اللہ فی الفاتحۃ الخ وللشافعی قولہ علیہ السلام لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب (ھدایہ) قولہ خلافا للشافعی الخ حتی لو ترک منھا فی رکعۃ لا تجوز صلاتہ لان (حاشیہ ھدایہ باب صفۃ الصلاۃ ج ۱ ص ۹۷) ظفیر

آیات کا جواب نماز میں :۔

(سوال ۴۷۲) غیر مقلد جو آیات کا جواب دیتے ہیں مثلاً سبح اسم ربک الاعلیٰ کا جواب سبحان ربی الاعلیٰ دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مذکورہ فی السوال کا جواب عند الحنفیہ نماز میں دینا جائز نہیں ہے جواب نہ دینا چاہئے۔ البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیت مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون و مستحب ہے اور حضور سرور عالم ﷺ سے اکثر یہ جوابات خارج صلوٰۃ میں ہی منقول ہیں۔ (۱) نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لئے ہے۔ یا ابتدائے اسلام میں تھا جب تک کہ نماز میں زیادہ قیود نہ تھے مثلاً باتیں کرتے تھے۔ اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھ کر امام سے مل جاتے تھے وغیرہ وغیرہ رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہو گئے فقط۔

دوسری رکعت کو طول دینے میں کس چیز کا اعتبار ہے :۔

(سوال ۴۵۳) نماز میں اول رکعت سے دوسری رکعت میں زیادہ قراءت مکروہ ہے۔ یہ بحساب آیتوں کے ہے یا بحساب حروف کے یا بحساب کلمات کے۔

(جواب) اگر آیتیں برابر یا قریب برابر کے ہیں تو عدد آیات کا اعتبار ہے کہ دوسری رکعت کی قراءت تین آیات سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر آیات متفاوت ہوں طول و قصر میں تو حروف و کلمات کا اعتبار ہے۔ (۲) الخ فقط۔

ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ہے :۔

(سوال ۴۷۴) عشاء یا صبح کی نماز میں امام ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھے تو کچھ کراہت تو نماز میں نہیں آئی۔

(جواب) ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے۔ نماز ہو جاتی ہے اور خلاف اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہ ہے قال فی الشامی و ذکر شیخ الا سلام لا ینبغی له ان یفعل علی ماهو ظاهر الروایة وفی شرح المنیة الاولیٰ ان لا یفعل فی الفروض ولو فعل لا یکره ای لا یکره تحریماً. (۳) فقط اس عبارت سے پہلے یہ ہے اذا جمع بین سورتین فی رکعة رأیت فی موضع انه لا باس به) ظفیر۔

(۱) عن ابن عباس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا قرأ سبح اسم ربک الا علی قال سبحان ربی الا علی رواه احمد قال المظهر عند الشافعی یجوز مثل هذه الا شیاء فی الصلوة وغیرها وعند ابی حنیفة لا یجوز الا فی غیر ها قال التوربشتی وکذا عند مالک یجوز فی النوافل ا ه (مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح ص ۵۳۶ باب القراء ة فی الصلوة) ظفیر.

(۲) واطالة الثانیة علی الاولیٰ یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولا وقصرا والا اعتبرت الحروف والکلمات الخ وان باقل لا یکره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ا ص ۵۰۶ ط. س. ج ا ص ۵۴۲) ظفیر.

(۳) ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ا ص ۵۱۰ وکذا لو جمع بین سورتین فی رکعة واحدة الا ولیٰ ان لا یفعل فی الفرض ولو فعل لا یکره (غنیة المستملی ص ۴۶۲ ولو جمع بین سورتین فی رکعة لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا باس به (فتح القدیر فصل فی القراء ة ج ا ص ۲۹۹) ظفیر

قراءت خلف الامام جائز ہے یا نہیں :-

(سوال ۴۷۵/۱) امام کے پیچھے قرات جائز ہے یا نہیں؟

آمین بالجہر جائز ہے یا نہیں :-

(سوال ۴۷۶/۲) آمین آواز سے کہنا کیسا ہے۔

(جواب)(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں مقتدیوں کو سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنا ممنوع ہے۔(۱) امام شافعی رحمہ اللہ ضروری فرماتے ہیں مگر حنفیوں کو امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب اس بارہ میں اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث مسلم شریف میں واذا قرأ فانصتوا۔ یعنی جب امام پڑھے تم چپ رہو۔ دوسری حدیث میں ہے، امام کی قراءت مقتدی کی قرات ہے۔
(۲) امین بالجہر حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے۔(۲) جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ۔(۳) فقط۔

فاتحہ خلف الامام کا حکم ہے یا نہیں :-

(سوال ۴۷۷) امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب) امام کے پیچھے الحمد اور سورۃ کچھ نہ پڑھنی چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے واذا قرأ فانصتوا۔(۴) اور دوسری حدیث میں ہے من کان له امام فقراءۃ الامام له قراءۃ۔

اگر امام جہری نماز میں چند آیتیں سراً پڑھ جائے تو کیا کرے :-

(سوال ۴۷۸) اگر امام جہری نماز میں دو تین آیتیں خفیہ پڑھ جائے تو یاد آنے پر شروع سے جہراً پڑھے یا اسی جگہ سے؟ اور سجدہ کرلیوے یا نہ کرے؟

(جواب) از سر تو جہراً پڑھے۔(۵) اور سجدہ کرلیوے۔(۶)

---

(۱) والموتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا فان قرأ کرہ تحریما (الی قولہ) بل یستمع اذا جھر وینصت اذا اسر لقول ابی ھریرۃ کنا نقرأ خلف الامام فنزل واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۸ ط.س ج ۱ ص ۵۴۴ - ۵۴۵) ظفیر
مشکوۃ باب القراءۃ فی الصلوۃ ص ۸۱ - ۱۲ ظفیر
(۲) والثناء والتعوذ والتسمیۃ والتامین وکونھن سرا (درمختار) جعل سرا خبر الکون المحذوف لیفید ان الاسرار بھا سنۃ اخری (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۴۳ ط.س ج ۱ ص ۴۷۵ - ۴۷۶) ظفیر
(۳) الاعراف رکوع ۷، ۱۲ ظفیر (۴) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیوتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجه (مشکوۃ ص ۸۱).
(۵) موطا امام محمد ص ۹۸ - ۱۲ ظفیر (۶) در مختار میں ہے ویجھر الامام وجوبا بحسب الجماعۃ فان زاد علیه اساء ولو ائتم ... به بعد الفاتحۃ او بعضھا سرا اعادھا جھرا بحر شامی میں ہے (قولہ اعاد جھرا) لان الجھر فیما بقی صار واجبا بالاقتداء والجمع بین الجھر والمخافتۃ فی رکعۃ واحدۃ شنیع (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۴۹۷ ط.س ج ۱ ص ۵۳۲) ظفیر (۷) اور چونکہ تاخیر ہوئی اس لئے سجدہ سہو کرے وتاخیر الواجب عن محله وھو موجب لسجود السھو ۱۲ ظفیر

فاتحہ خلف الامام اور ہاتھ ناف سے نیچے باندھنا:۔

(سوال ۴۷۹) امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہاتھ تحت السرہ یا فوق السرہ باندھنا چاہئے؟ تحت السرہ باندھنے پر بعض غیر مقلدین اعتراض وطعن کرتے ہیں۔

(جواب) امام کے پیچھے الحمد وغیرہ جملہ قراءت کی ممانعت قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واذا قرأ القران فاستمعوا له وانصتوا الا یة وفی حدیث مسلم واذا قرأفا نصتوا الحدیث (۱) اور حدیث صحیح ہے۔ من کان له امام فقراء ة الا مام له قراء ة ۔ (۲) اور فوق السرہ ہاتھ باندھنے کی دونوں طرح کی حدیثیں موجود ہیں۔ کسی امام نے کسی پر عمل کیا اور کسی نے کسی پر۔ (۳) اعتراض کسی پر نہیں ہوسکتا۔ ایضاح الادلہ منگا کر اس میں یہ سب مسائل موجود ہیں اور ان کی احادیث دیکھ لیجئے، بہت کام کی کتاب ہے اور غیر مقلدوں کے جواب میں بے مثل ہے۔ ہر ایک مسئلہ خلافی میں احادیث نقل کی ہیں اور امام صاحب کی مؤید احادیث مفصل تحریر فرمائی ہیں۔

خلاف ترتیب قراءۃ کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۴۸۰) فرضوں کی پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھی جاوے تو جائز ہے یا مکروہ؟ اور تراویح کی پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری میں سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھنا کیسا ہے؟ اور پہلی رکعت میں غلطی سے سولہویں پارہ کا رکوع پڑھا اور دوسری میں پندرہویں پارہ کا رکوع پڑھا یہ صورت مکروہ ہے یا کیا؟

(جواب) پہلی رکعت فرض میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق پڑھنا جائز ہے، مکروہ نہیں ہے۔ (۴) اسی طرح تراویح میں پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری رکعت میں اول سورۂ بقر سے چند آیات پڑھنا جائز ہے۔ (۵) اور سہواً اگر پہلی رکعت میں سولہویں پارہ کا رکوع اور دوسری رکعت میں پندرہویں پارہ کا رکوع پڑھا گیا تو اس میں بھی کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ فرضوں میں قصداً ایسا نہ کرنا چاہئے کہ مکروہ ہے بھول کر ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (۶)

منفرد نماز میں قراءت جہری کرے یا سری:۔

(سوال ۴۸۱) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے مسجد میں نہ جاوے گھر میں نماز پڑھے تو اس کو آواز سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) منفرد کے لئے نماز جہری میں جیسے مغرب وعشاء وصبح میں جہر افضل ہے۔

(۱) مسلم ج ۱ ص ۱۷۴
(۲) موطا امام محمد ص ۹۸۔
(۳) رواہ ابو داؤد فی سننه علی انه قال السنة وضع الکف علی الکف تحت السرة (نصب الرایه ج ۱ ص ۳۱۳) ظفیر
(۴) اس میں کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے کہ ترتیب کے مطابق ہے البتہ خلاف ترتیب مکروہ ہے ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صفة الصلوة فصل فی القرأة ج ۱ ص ۵۱۰ ط س ج ۱ ص ۵۴۶) اور شبہ ہو کہ قل هو اللہ چھوٹی ہے اور قل اعوذ برب الفلق بڑی تو یہ بدائے نام ہے اور کراہت کے لئے تین آیہ زیادہ ہونا چاہئے واطالة الثانیة علی الا ولیٰ یکره تحریما اجماعا ان بثلاث ایات الخ وان باقل لا یکره (ایضا ج ۱ ص ۵۰۶) واللہ اعلم ۱۲ ظفیر
(۵) واذا قرأ فی الا ولی قل اعوذ برب الناس ینبغی ان یقرأها فی الثانیة ایضا الخ وفی الوالجیة من یختم القران فی الصلوة اذا فرغ من المعوذتین فی الرکعة الا ولی یرکع ثم یقوم فی الرکعة الثانیة یقرأ بفاتحة الکتاب وشیٔ من البقرة (غنیة المستملی ص ۴۶۳ ط س ج ۱ ص ۵۴۷) ظفیر
(۶) افادان التنکیس او الفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو سهواً فلا کما فی شرح المنیة (رد المحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر

پس صورت مسؤلہ میں آواز سے پڑھنا درست ہے بلکہ افضل ہے۔(۱) البتہ ترک جماعت بلاعذر شرعی گناہ ہے۔(۲)

نماز میں متفرق پاروں سے قراءت جائز ہے:۔

(سوال ۴۸۲) میں بیشتر فرائض میں متفرق سیپاروں کے رکوع اور مختلف سیپاروں اور سورتوں کی آیات پڑھی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس سے نمازوں میں کچھ فرق تو نہیں آیا؟

(جواب) جو عمل آپ کا پہلے رہا ہے متفرق آیات نماز میں پڑھنے کا اس میں کچھ گناہ نہیں ہوا اور نمازوں میں کچھ فرق نہیں آیا۔ البتہ آئندہ کو فرائض میں ہر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھا کریں یہ سنت ہے۔ ایک سورۃ کو دو رکعت میں نہ کریں متفرق آیات و رکوع بھی نہ پڑھا کریں۔ نفلوں میں درست ہے۔(۳)

سنت و وتر میں متفرق آیات پڑھنے کا حکم:۔

(سوال ۴۸۳) سنت مؤکدہ اور وتر میں متفرق آیات پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) وتر اور سنت مؤکدہ میں بھی بہتر پوری سورۃ پڑھنا ہے لیکن متفرق آیات پڑھنا بھی جائز ہے۔(۴) فقط۔

جمعہ کی فجر میں قراءۃ:۔

(سوال ۴۸۴) جمعہ کی فجر میں سورہ جمعہ اور منافقون سنت ہے ان کے علاوہ کوئی اور سورۃ پڑھنا خلاف سنت تو نہیں ہے؟

(جواب) رسول اللہ ﷺ سے سورہ جمعہ اور منافقون پڑھنا اکثر ثابت ہے نہ ہمیشہ۔ اگر کوئی کبھی ان کے علاوہ پڑھے تو سنت کے خلاف نہیں۔(۵) بلکہ اس سے عوام کا مغالطہ سے بچنا زیادہ قریب اور اس وجہ سے احناف کے یہاں تعیین سورۃ نہیں ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) وان کان منفردا فهو مخير ان شاء جهر او اسمع نفسه لان امام في حق نفسه وان شاء خافت لانه ليس خلفه من يسمعه والافضل هو الجهر ليكون الاداء على هيئة الجماعة هدايه فصل في القراءة ج ۱ ص ۱۰۵۔

(۲) والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى ارادوا بالتاكيد الوجوب (درمختار) قال فى النهر الا ان هذا يقتضى الاتفاق على ان تركها مرة بلا عذر يوجب اثما الخ (رد المحتار باب الامامة ط.س. ج ۱ ص ۵۵۲) ظفير۔

(۳) الافضل ان يقرأ فى كل ركعة الفاتحة وسورة كاملة فى المكتوبة الخ ولو قرأ بعض السورة فى ركعة والبعض فى ركعة قيل يكره وقيل لا يكره وهو الصحيح ولكن لكا ينبغى ان يفعل ولو فعل لا باس به كذا فى الخلاصه ولو قرأ من وسط سورة او من اخر سورة وقرأ فى الركعة الاخرى من وسط سورة اخرى او من اخر سورة اخرى لا ينبغى له ان يفعل ذالك على ما هو ظاهر الرواية ولكن لو فعل ذالك لا باس به (الى قوله) هذا كله فى الفرائض واما فى السنن لا يكره (عالمگيرى كشورى فصل رابع فى القرائة ج ۱ ص ۷۷ ط. ماجديهج ا ص۷۸ – ۷۹) ظفير

(۴) عالمگيرى كشورى. فصل رابع فى القراءة ج ۱ ص ۷۷. ط. ماجديه ج ۱ ص ۷۸ – ۷۹

(۵) ويكره التعيين كالسجدة وهل اتى لفجر كل جمعة بل يندب قراتهما احيانا (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى القراءة ج ۱ ص ۵۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۴) ظفير

(۶) واذا فرغ من الخطبه اقام والصلوة وصلى بالناس ركعتين على ماهو المتوارث المعروف وفى التحفه وغيرها يقرأ فيهما قدر ما يقرأ فى الظهر لانهما بدل منه ان قرأ بسورة الجمعة واذاجاءك المنافقون او بسبح اسم وهل اتىك حديث الغاشية تبركا بالماثور عنه عليه الصلوة والسلام على ما مر فى صفة الصلوة كان حسنا، لكن يتركه احيانا لئلا يتوهم العامة وجوبه (غنية المستملى ص ۵۲۰) ظفير

فاتحہ خلف الامام:۔

(سوال ۱۰۸۵) مقتدی کو امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کا کیا حکم ہے؟ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ بغیر فاتحہ کے نماز مقتدی کی نہیں ہوتی، اور بعض صاحب فرماتے ہیں کہ امام کی قراءۃ مقتدی کو کافی ہے۔ صحیح کیا بات ہے؟ اور مقتدی کو قراءۃ کرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) جو صاحب یہ فرماتے ہیں کہ امام کی قراءۃ مقتدی کو کافی ہے ان کا قول صحیح ہے۔ مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا نہ چاہئے۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ حدیث شریف میں ہے من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة دوسری حدیث میں ہے و اذا قرأ فانصتوا. الخ.(۱) فقط۔

فجر میں قراءت کی مقدار:۔

(سوال ۴۸۶) فجر کی نماز میں کس قدر قراءت پڑھنا سنت ہے؟

(جواب) طوال مفصل کی سورتیں صبح کی نماز میں پڑھنا سنت ہے یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک۔(۲) فقط۔

ضاد کو ظاء پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۱/۴۸۷) ضاد کو ظاء پڑھنا نماز میں کیسا ہے؟

ضاد کو درمیانی مخرج سے پڑھنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲/۴۸۸) بکر آمین بالجہر اور رفع یدین نہیں کرتا اور مذہب حنفیہ کا پورا پابند ہے مگر الحمد کو سات آیتیں پڑھتا ہے اور حرف ضاد کو اس طرح پڑھتا ہے کہ نہ دال ظاہر ہو نہ ظا۔ کیا ایسے امام کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) جو شخص مخرج سے پڑھنے پر قادر ہو وہ مخرج سے ادا کرے ورنہ قصداً ظاء نہ پڑھے۔ اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ شرح فقہ اکبر میں بعض روایات میں بالقصد پڑھنے میں حکم کفر نقل فرمایا ہے۔(۳) اعاذنا اللہ منہ۔

(۲) امام جماعت کو ایسے امور میں احتیاط کرنی چاہئے۔ کیا ضرورت ہے کہ وہ عامہ علماء احناف کے خلاف ایسا امر اختیار کرتا ہے جس سے عام نمازیوں میں تشویش ہو۔ کیا اس کے نزدیک ان لوگوں کی نماز نہیں ہوتی جو الرحمٰن الرحیم واہدنا الصراط المستقیم پر وقف نہیں کرتے یا ضاد کو ظاء نہیں پڑھتے۔ اگر ایسا خیال ہے تو گویا خواص وعوام اہل اسلام عرب وعجم کی نمازوں کو وہ باطل سمجھتا ہے۔ اور بطلان ایسے عقیدہ اور خیال کا ظاہر ہے۔ آخر کیسے کیسے علماء محققین حنفیہ

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۷۹ و ص ۱۲/۸۱ ظفیر.

(۲) ویسن فی الحضر لامام ومنفرد طوال المفصل من الحجرات الی اخر البروج فی الفجر والظهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۳ مطلب السنة تکون سنة عین و کفایة. ط.س.ج ۱ ص ۵۳۹ ...... ۵۴۰) ظفیر

(۳) وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرأ لظاء المعجمة مکان الضاد المعجمه ویقرأ اصحاب الجنة مکان اصحاب النار فقال لا یجوز امامته ولو تعمد یکفر قلت اما کن تعمده کفر افلا کلام فیه اذا لم یکن فیه لغتان ففی ضمن الخلاف سامی واما تبدیل الظاء مکان الضاد ففیه تفصیل (شرح فقه اکبر ص ۲۰۵) ظفیر

میں گذری ہیں، کیا امام مذکور اپنی تحقیق کو ان سب سے زیادہ سمجھتا ہے جو اپنی تحقیق کے سامنے کسی کی نہیں سنتا اور سب کے خلاف اپنی رائے کو قابل اعتماد اور صواب سمجھتا ہے فقط۔

وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ ملانی چاہئے یا نہیں:۔

(سوال ۴۸۹) وتر کی تیسری رکعت میں جس میں دعاء قنوت پڑھی جاتی ہے اس میں سورت ملانی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) وتر کی تینوں رکعت میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا ضروری ہے اور فرض ہے تیسری رکعت میں بھی سورۃ ملانا ضروری ہے۔ ہمیشہ وتر اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ ھٰکذا فی عامۃ کتب الفقہ۔ (۱)

آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے آمین بالجہر و بالاخفاء ثابت ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۰) رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ سے آمین بالجہر و آمین بالاخفاء ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) احادیث میں آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء دونوں مروی ہیں اور آئمہ مجتہدین میں بعض نے آمین بالجہر کو راجح فرمایا ہے اور بعض نے آمین بالسر کو راجح فرمایا۔ (۲) چنانچہ امام ابوحنیفہؒ آمین بالسر کو سنت فرماتے ہیں اور آمین بالجہر کو تعلیم اور ضرورت پر محمول فرماتے ہیں۔ جیسا کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ نے نماز سری میں کوئی آیت جہر سے پڑھی کہ مقتدیوں کو معلوم ہو جاوے کہ آپ فلاں سورت پڑھ رہے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تائید آیت قرآنی سے بھی ہوتی ہے **ادعوا ربکم تضرعا وخفیة. والبحث فیه طویل. فاکتف علی ھذہ الدلیل.**

فرائض و نوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر قرأت درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۱) فرائض یا نوافل میں ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) فرائض میں ایک چھوٹی سورۃ کا فصل کرنا مکروہ ہے اور نوافل میں درست ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۳)

---

(۱) وھو ثلاث رکعات بتسلیمة الخ ولکنه یقرأ فی کل رکعة من فاتحة الکتاب وسورة احتیاطا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۲. ط.س ج ۲ ص ۵) ظفیر.

(۲) عن وائل بن حجر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا قرأ ولا الضالین قال امین رفع بھا صوته رواہ ابوداؤد والترمذی واخرون وھو حدیث مضطرب وعن ابی ھریرة قال کان النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا فرغ من قرأة ام القرآن رفع صوته وقال امین رواہ الدارقطنی والحاکم وفی اسنادہ لین (اثار السنن باب الجھر بالتامین ج ۱ ص ۹۲ و ج ۱ ص ۹۳) قال عطا امین وقد قال اللہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیه عن ابی ھریرة قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعلمنا یقول لا تبادروا الامام اذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا امین واذا رکع فارکعوا الخ رواہ مسلم قال النیموی یستفاد منه ان الامام لا یجھر بامین. وعن وائل بن حجر قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فلما قرأ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال امین واخفی بھا صوته رواہ احمد والترمذی وابو داؤد واخرون واسنادہ صحیح وفی متنه اضطراب (اثار السنن باب ترک الجھر بالتامین ج ۱ ص ۹۳) تفصیل مذکورہ کتاب میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲ ظفیر۔

(۳) ویکرہ الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا الخ ولا یکرہ فی النفل شئ من ذالک (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر

آیت کا شروع چھوڑ کر قراءۃ کی تو نماز ہوئی یا نہیں:۔

(سوال ۵۹۲) امام نے بعد سورۂ فاتحہ سورۂ فتحنا کے آخر رکوع کی آخیر آیت محمد الرسول چھوڑ کر یعنی والذین معہ اشداء الآیۃ ۔یعنی منھم مغفرۃ واجرا عظیما تک پڑھا نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی مگر شروع آیۃ کا چھوڑنا اچھا نہیں ہوا۔(۱)

پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھی تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۵۹۳) امام نے پہلی رکعت میں سورۂ اذا جاء پڑھی اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ۔ نماز کو پھر پڑھنا چاہئے یا کیا۔

(جواب) فرائض میں قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے، اور سہواً اگر ایسا ہوگیا تو کچھ کراہت نہیں اعادہ نماز کا لازم نہیں ہے۔(۲)

ایک سورہ بیچ میں چھوڑ کر پڑھے یا بے موقع وقف کرے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۵۹۴) اگر کوئی نماز میں ایک سورۃ پڑھ کر ایک چھوڑ کر تیسری سورت پڑھ لے اور قراءت میں بے موقع وقف کر دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الخ. ولا یکرہ فی النفل شئی .(۳) (فی الدر المختار) حاصل یہ ہے کہ چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ مگر نوافل میں مکروہ نہیں ہے۔ اگر درمیان آیۃ سانس ٹوٹ جاوے اس وجہ سے وقف کیا تو اعادہ اس آیۃ کا کرنا چاہئے۔ باقی تفصیلی حکم کسی قاری صاحب سے دریافت کرنا چاہئے۔

قرآن کا ترجمہ نماز میں پڑھنا کیسا ہے:۔

(سوال ۵۹۵) ایک زبردست عالم کا بیان ہے کہ اگر قرآن شریف کی کسی آیت کا ترجمہ اردو میں پڑھ لیا جاوے تو نماز ادا ہو جاتی ہے کیونکہ قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے جو رسول مقبول ﷺ نے عربی زبان میں کیا اور قرآن شریف کے نزول کا یہ ذریعہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈال دیا۔ انہوں نے اپنی زبان مبارک سے ادا کیا۔ یہ بیان اس مولوی صاحب کا صحیح ہے یا غلط۔

(جواب) اس زبردست عالم کے حوالے سے جو مسئلہ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب دین کے عالم نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے ایسے غلط مسئلے نام کے عالم بیان کر دیتے ہیں۔ الحمد یا کسی سورۃ کا ترجمہ نماز میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ قرآن شریف نام ہے اس عربی کلام اللہ کا جو ما بین الدفتین ہے۔ یعنی وہ

---

(۱) الافضل ان یقرأ فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ کاملۃ فی المکتوبۃ الخ ولو قرأ فی رکعۃ من وسط سورۃ او من اخر سورۃ وقرأ فی الرکعۃ الاخری من وسط سورۃ اخری او من اخر سورۃ اخری لا ینبغی لہ ان یفعل ذالک علی ما ھو ظاھر الروایۃ ولکن لو فعل ذالک لا باس بہ کذا فی الذخیرۃ (عالمگیری مصری الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ فصل رابع ج ۱ ص ۷۳. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۷۸ — ۷۹) ظفیر (۲) و یکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۰) افاد ان التنکیس او الفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سھواً فلا، کما فی شرح المنیۃ (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰. ط. س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر (۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰. ۱۲ ظفیر

پٹھوں کے درمیان میں جو کلام اللہ ہے یہی قرآن شریف میں ہے اور یہی کلام اللہ ہے۔ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے۔(۱)

پس اس مولوی کا یہ کہنا کہ یہ عربی قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے، بلکہ اس کا ترجمہ ہے الخ۔ بالکل غلط ہے اور افتراء ہے۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے انا انزلناه قرانا عربیاً .(۲) اسی طرح بہت جگہ قرآن کو عربی فرمایا ہے اور ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے ولو جعلناه قرانا اعجمیا لقالوا لو لا فصلت ایاته أ اعجمی وعربی .(۳) یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اگر ہم قرآن کو عربی زبان میں نہ اتارتے اور عجمی کر دیتے یعنی سوائے عربی کے دوسری زبان میں اتارتے تو کفار یہ اعتراض کرتے کہ عربی پیغمبر پر عجمی قرآن اتارا گیا یہ عجیب بات ہے۔ اور فقہ کی کتابوں میں صاف یہ لکھا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ البتہ جو شخص نو مسلم کوئی ایسی موٹی زبان کا ہے کہ اس سے عربی لفظ نہیں کہے جاتے اس کو تاوقتیکہ وہ سیکھے اور قرآن پڑھ سکے یہ درست ہے کہ ترجمہ ہی پڑھ لے کیونکہ وہ معذور ہے قرآن کے پڑھنے سے۔ اور یہ کہنا اس کا کہ خداتعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈال دیا۔ آپ نے اپنی زبان سے عربی الفاظ میں بیان کر دیا۔ یہ عقیدہ بھی بالکل اس کا اہل سنت کے خلاف ہے۔ یہ نیچریت اور مرزائیت کے معتقد معلوم ہوتے ہیں۔ اہل سنت، اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیل کے ذریعہ سے قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ خود قرآن شریف میں آیا:۔ نزل به الروح الا مین .(۴) کہ اس قرآن کو روح امین یعنی جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے پاس سے اتارا ہے۔ الغرض ایسے بدعقیدہ والے کی بات نہ سننی اور نہ ماننی چاہئے۔ فقط۔

عورتیں جہری نماز میں قراءت جہر کے ساتھ کریں یا آہستہ:۔

(سوال ۵۹۶/۱) عورتیں نماز سریہ و جہریہ میں قراءت جہر سے کریں یا آہستہ؟

قراءت فرض کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۵۹۷/۲) نماز میں قراءت فرض ہے سو کس قدر فرض ہے؟

فجر کی ایک رکعت میں ایک رکوع پڑھا اور دوسری میں کوئی سورۃ تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۵۹۸/۳) فجر یا کسی نماز میں کسی سورۃ کا رکوع۔ اور دوسری رکعت میں کسی سورۃ کا جزو یا کل پڑھا تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) عورتیں سب نمازوں میں قرأت آہستہ کریں (فی الکبیری قال ابن الهمام خرج بالنوازل بان نغمة المرأة عورة الی قوله وعلی هذا لوقيل اذا جهرت بالقران فی الصلوٰة فسدت كان متجها)۔(۵)

(۱) كما صح لو شرع بغير عربية الخ او قرأ بهاعاجزا فجائز جماعاقيد القراءة بالعجز لان الاصح رجوعه الی قولهما وعليه الفتوی قلت وجعل العينی الشروع كالقراءة لا سلف له ولا مستدله يقويه (درمختار) وانما المنقول انه رجع الی قولهما فی اشتراط القراءة بالعربية الا عند العجز الخ لان الا مام رجع الی قولهما فی اشتراط القراءة بالعربية لان المامور به قراءة القران وهو اسم المنزل باللفظ العربی المنظوم هذا النظم الخاص المكتوب فی المصاحف المنقول الينا نقلا متواترا الخ (رد المحتار، باب صفة الصلوٰة فصل تاليف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۵۱ ط.س. ج ۱ ص ۴۸۳ ـــ ۴۸۴) ظفير

(۲) سورة يوسف ركوع ۱، ۱۲ ظفير .(۳) سورة فصلت پاره ۲۴ .(۴) سورة النحل پاره ۱۴ .

(۵) رد المحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی ستر العورة ج ۱ ص ۳۷۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۰۶، ۱۲ ظفير

(۲) مطلق قراءت بقدر ایک آیت کے فرض ہے۔ کما فی الشامی۔ ای قرأۃ اية من القران وهی فرض عملی ۔(۱) اور الحمد شریف اور اس کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے۔ اور مقدار چھوٹی سورۃ سے جیسا انا اعطیناک الکوثر تین آیتیں ہیں، واجب ادا ہو جائے گا (وتجب قراءۃ الفاتحة وضم السورة او ما يقوم مقامها من ثلاث ايات قصار او اية طويلة فی الا وليين. عالمگیری ج ۱ ص ۶۶ .ظفير.)

(۳) مستحب یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری سورۃ پڑھے۔ (والا فضل ان يقرأ فی کل ركعة سورة تامة ولو قرأ بعض السورة فی ركعة وباقيها فی ركعة قيل يكره والصحيح انه لا يكره الخ كبيری ص ۲۶۲)

قرأت خلف الامام درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۵۹۹) قراءۃ خلف الامام جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو کیا دلیل ہے؟

(جواب) قراءۃ خلف امام نزد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جائز نیست بقول عليه السلام من كان له امام فقرأۃ الامام له قرأۃ رواه الطحاوی والامام محمد فی موطا ہ واسناده صحيح كما فی آثار السنن وقوله عليه السلام واذا قرأ فانصتوا الحديث رواه مسلم .(۲) وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

(ويكره عند هما لما فيه من الوعيد ويستمع وينصت (هدايه) قال العلامه بدر الدين يعنی فی شرح الهدايه وفی شرح التاويلات عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه من قرأ خلف الا مام لا صلوٰۃ . وروی ايضاً نهی ذلک عن جماعة من الصحابة رضی الله عنه . جميل الرحمن)

قراءت میں مسبوق کے لئے امام کی ترتیب لازم ہے یا نہیں :۔

(سوال ۶۰۰) مسبوق کے ذمہ ترتیب امام لازم ہے یا نہیں۔ مثلاً امام نے کوئی سورۃ پڑھی تو مسبوق اس سے قبل کی سورۃ بلا کراہت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) مسبوق کے ذمہ ترتیب امام لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی نماز میں منفرد کے حکم میں ہے (والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد فيما يقيضه. درمختار. جمله)

مشکوٰۃ و بخاری کی حدیث میں تطبیق کیا ہے :۔

(سوال ۶۰۱) سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارہ میں مشکوٰۃ میں خداج آیا ہے اور بخاری میں لا صلوٰۃ لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب اس کا مطلب واضح فرمائیں۔

---

(۱) باب صفة الصلوٰة مبحث القراة ج ۱ ص ۴۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۶، ۱۲ ظفير.

(۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب القرأۃ فی الصلوٰۃ ص ۸۱ و ص ۹۷ اور آثار السنن باب فی ترک القرأۃ خلف الامام ج ۱ ص ۸۷، ۱۲ ظفير۔

(جواب) یہ حکم امام ومنفرد کے لئے ہے مقتدی کو قراءت کی ممانعت دوسری احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ واذا قرا فانصتوا۔(۱) الحدیث من کان له امام فقرأة الامام له قرأة الحديث۔(۲) وقال الله تعالیٰ واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا۔(۳) فقط۔

خلاف ترتیب قراءت کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۰۲) درقراءۃ تقدیم الم نشرح تاخیر والضحیٰ جائز است یانہ؟ واگر سہواً ایں چنیں کند سجدہ سہو ہست یانہ؟

(جواب) قصداً تقدیم الم نشرح وتاخیر والضحیٰ نکند و بحالت سہو، سجدہ سہو نیست۔ (فی الدر المختار۔ ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً۔ قال الشامی لان ترتيب السور فی القرأة من واجبات الصلوة (الی ان قال) انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا۔

(شامی ج ۱ ص ۵۱۰ فی فصل القراءۃ۔ ۱۲ جمیل الرحمن)

درمیان سے سورۃ پڑھے تو بسم اللہ پڑھے یا نہیں۔ اسی طرح قنوت اور جنازہ میں دعا کے شروع میں بسم اللہ کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۰۳) جب کسی سورۃ کو درمیان سے پڑھے تو بسم اللہ کرے یا نہیں۔ اور وتر میں جب دعائے قنوت پڑھے۔ بسم اللہ کرے یا نہیں۔ اور نماز جنازہ میں جب درود یا دعاء پڑھے تو بسم اللہ کرے یا نہیں۔

(جواب) جب کسی سورۃ کو درمیان سے بھی پڑھے تب بھی بسم اللہ کرے اور وتر میں جب دعا قنوت پڑھے تب بھی بسم اللہ کرے اور جنازہ کی نماز میں جب درود یا دعا پڑھے اور بسم اللہ شروع میں پڑھے کچھ حرج نہیں عہ کتبہ رشید احمد۔ الجواب صحیح۔ عزیز الرحمن۔

(جلد دوم تمام شد)

---

(۱) مشکوۃ باب القراءۃ فی الصلوۃ ص ۷۹ و ص ۸۱۔ ظفیر

(۲) آثار السنن۔ باب فی ترک القرأۃ ص ۸۷۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴۔ ۱۲ ظفیر

عہ یعنی ان تمام صورتوں میں اگرچہ بسم اللہ پڑھنا مسنون نہیں ہے لیکن اگر پڑھ لے تو حرج بھی نہیں ہے۔ کما فی الشامی ج ۱ ص ۴۵۸ فی بیان مفسدات الصلوۃ عجبه قوله سمع اسم الله تعالى فقال جل جلاله الخ۔ لان نفس تعظيم الله تعالىٰ والصلوة على النبی صلی الله عليه وسلم۔ لا ينا فی الصلوة ويؤيده ما فی الدر المختار فی بيان تاليف الصلوة لا تسن البسملة) بين الفاتحة والسورة مطلقا ولو سرية ولا تكره اتفاقا الخ۔ جميل غفرله